سرائیکی تحریک کیوں؟

فکرکار : مرید حسین راز جتوئی

سرائیکی تحریک
کیوں
چند اوراق
فکر کار
مرید حسین راز جتوئی خان پور کٹورہ

CamScanner

ساڈی جا
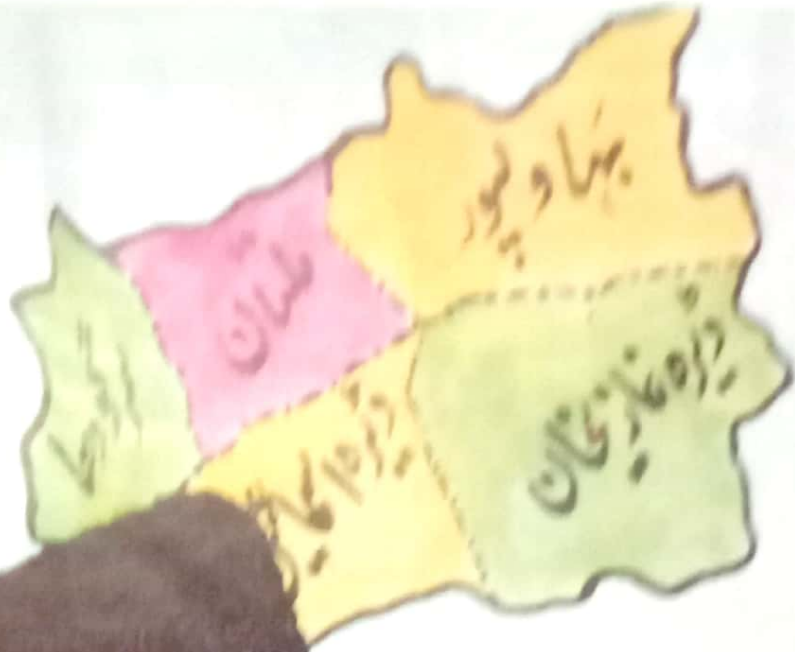
سرائیکستان۔ سندھ۔ بلوچستان

مُرید حسین خاں راز جتوئی

۵ مارچ ۹۳ء

سرائیکی تحریک

کیوں

چند اوراق

فکر کار | مُرید حسین راز جتوئی خان پور کٹورہ

کوائف کتاب

نام کتاب ——— سرائیکی تحریک کیوں؟

فکرکار ——— مُرید حُسین رازؔ جتوئی

صفحات ——— دو سو چالیس

تاریخ طباعت ——— ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۹۳ء

تعداد پہلی بار ——— تین سو صرف

ناشر ——— جتوئی پبلشرز چوک سرائیکی خانپور کٹورہ

ترتیب ——— طارق دھریجہ

طباعت ——— دھریجہ پرنٹرز خانپور

ملنے کا پتہ ——— مُرید حسین راز جتوئی، چوک سرائیکی خانپور کٹورہ

قیمت رعایتی ——— Rs. 100. دو سو پچاس روپے ڈاک خرچہ علاوہ

اصل لاگت (فی کتاب) چار سو روپے

قارئینِ کرام!

اس تاریخی دستاویز پر آپکا تبصرہ آپکی آئندہ نسلوں کیلئے بھی باعث فخر ہوگا۔

منتظر: رازؔ جتوئی

فہرست

اِنتساب

اس کتاب کو ان محروم و مقہور نوجوانوں کے نام کرتا ہوں جو اپنے چھینے ہوئے حقوق کی بازیابی کیلئے جد و جہد کر رہے ہیں۔

اور میں ان کے شعور، احساس اور خلوص کو سلام بھی پیش کرتا ہوں۔

راز جنتوئی

دیباچہ

پاکستان کو قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے خیالات کے خلاف چلایا جارہا ہے وہی طبقہ ملک اور عوام پر مسلط آرہا ہے جو ماضی میں اپنے ہم وطنوں سے غداری اور انگریزوں کی وفاداری کے صلے میں نمایاں تھا اس کے علاوہ انگریزوں کی پالتو بیوروکریسی نے علاقہ و طبقہ نوازی کر کے اپنے لوگوں کو خوب سرفراز کیا اور اکثریت کو محروم اور پسماندہ رکھ کر اپنے طبقے کا غلام بنایا، طریق انتخاب ایسا رواج دیا گیا جس سے عوام کی حکومت اور ملکی سیاست میں شرکت ناممکن ہے، وَن یونٹ اِس بدنیتی پر بنایا گیا کہ اس کے بہانے سارے پاکستان پر یلغار کر کے ہر علاقے کے وسائل، ملازمتوں، صنعت، تجارت اور اراضی ہتھیالی گئی گو عوام کے واویلے پر ون یونٹ کو توڑ دیا گیا لیکن خاموشی سے انتقال آبادی کی یلغار جاری ہے، انہی سازشوں سے اکثریت میں اضطراب مایوسی اور بے یقینی عام ہو چکی ہے، پاکستانی قوم میں یکجہتی کیسے پیدا ہو سکتی ہے جبکہ ایک طبقہ سب پر بالادست بنا دیا گیا ہو ملک کے تمام وسائل کو صرف اسی کے لئے مخصوص کر لیا گیا ہو، ہر دفتر پر اسی طبقہ کا غلبہ ہو، صنعت و تجارت اور دوسروں کی اراضی کو اسی طبقے کی میراث بنایا گیا ہو۔

ہر دفتر میں تعصب اور جنبداری ہو، ہر ملازمت علاقہ و طبقہ پرستی پر دی جارہی ہو اپنی زبان اور ننگے فیشن کو فلموں، تھیٹروں، کیسٹوں، ریڈیو اور ٹی وی

اخبارات اور رسالوں کے ذریعے سارے پاکستانیوں پر ٹھونسا جا رہا ہو لیکن پاکستان
بھر کے چار کروڑ سرائیکیوں کی پہچان (زبان) کو موت کے گھاٹ اُتارا جا رہا ہو!
سرائیکیوں کو بے روزگار کر کے ان سے اراضی چھینی جا رہی ہو، ان کی کپاس گنا
گندم، روغن، بیج، باغات اور معدنیات سستے داموں لے کر ان کے کارخانے اپنے علاقے
میں لگائے گئے ہوں، علم اور ہنر کے اداروں سے ان کو محروم رکھا جا رہا ہو، سڑکوں اور پلوں
کی دانستہ کمی یہاں رکھی گئی ہو۔ ان پسماندہ رکھے گئے لوگوں پر اپنے ترقی اور
مراعات یافتہ طبقے کو مسلط کیا جا رہا ہو، جاگیرداروں کو خرید کر ان کے ذریعے عوام کو کچلا
جا رہا ہو، اپنی انتظامیہ کے تشدد سے عوام کی فریادوں کو دبایا جا رہا ہو! اپنے پالتو
اخبارات کے ذریعے احتجاج کرنے والوں کو اسلام اور پاکستان کا دشمن کہا جا رہا ہو!
عوام کو کمزور اور منتشر کرنے کے لیے مذہبی رہنماؤں کو مسلکی تنازعات میں اُلجھا
دیا گیا ہو! ایک صوبے کو سات کروڑ آبادی کا اور بقیہ تین صوبوں کو صرف پانچ کروڑ
افراد کا غیر منطقی ملکی ڈھانچہ بنالیا گیا ہو! میرے پمفلٹ انہی مضامین پر مشتمل ہیں ان
میں سے چند کو اکٹھا کر کے کتاب "سرائیکی تحریک کیوں" میں قوم کی خدمت میں
پیش کیا جا رہا ہے، میرے ان دلائل اور مواد سے کافی لوگ استفادہ کرتے رہے ہیں
اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے، میں آج بھی یہی کہتا اور لکھتا ہوں کہ اگر بقیہ پاکستان
کو مزید ٹوٹ پھوٹ سے بچانا ہے، تو ان اصل مسائل کو حل کرنا ہوگا۔

"راز جتوئی"

توجہ طلب عرضیہ

بنام علماء کرام

صاحبانِ عزت، بزرگانِ ملت

السّلامُ علیکم۔ جناب آپ آج کے دور میں بھی بڑی بااثر شخصیات ہیں، جہاں آپ حضرات لوگوں کو دینِ اسلام کی پیروی کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ وہاں اِس معاشرے میں ایک دوسرے سے جو ناانصافیاں ہوتی ہیں آپ کو ان کا احتساب کرتے رہنا چاہیئے، آپ کا یہ ارشاد کہ یہ سب بگاڑ مسلمانوں کا صرف اسلام سے دوری کی وجہ سے ہے۔ بالکل درست ہے، لیکن جب دینی رہنما خود کو درگاہوں، خانقاہوں اور مساجد تک محدود کرلیں تو پھر دنیا اسلام کے نور سے کیسے روشن ہوگی؟ کہ جدا ہو دیں سے سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی!

آپ کو دُنیاداری میں شریک ہونا ہوگا۔

ہم کروڑوں سرائیکی آپ کے حلقۂ اثر میں ہوتے ہوئے بھی آپ کی جائز حمایت سے بھی خود کو محروم پاتے ہیں، آپ کی اس لاتعلقی کی وجہ سے ہم بیکسوں پر جابر اور خائن عناصر اور بھیڑیئے ہیں، جو زبردستی ہمیں اپنا غلام بنا رہے ہیں، اس پر ہماری آہ و فغاں کا احساس تک آپ کو نہیں ہو رہا، آپ کی توجہ کے حصول کی خاطر ہم اپنی محرومیوں کا مقدمہ آپ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ یہ ضرور پیشِ نظر رہے کہ دُوسرے صوبوں اور زبانوں کے اجراء پر تو کسی بھی مذہبی پیشوا نے آواز تک نہ اُٹھائی تھی، لیکن جب چار کروڑ محروم سرائیکیوں نے دوسروں کی طرح زندہ رہنے کا حق طلب کیا تو ان کی اس جائز خواہش کو خلافِ اسلام کہا جا رہا ہے، کیا واقعی اب اسلام نے ہم کمزور مستضعفین کی جان اور مال کو ان حریص مسلمانوں پر حلال کر دیا ہے؟

- سرائیکیوں کو زبردستی پنجابی بنانے کی خاطر مردم شماری فارم میں سرائیکی زبان کا خانہ ہی نہیں۔ جب کہ ہر زبان کا خانہ موجود ہے۔
- سرگودھا، ملتان، ڈیرہ جات اور بہاولپور ایک اکثریتی ڈویژنوں کی زبان سرائیکی کی بجائے درسی کتابوں میں پنجابی درج ہے۔
- پنجاب بیوروکریسی نے سرائیکی وڈیروں کو ذاتی مراعات اور تسلط کا عادی بنا کر ان کو عوام کی محرومیوں سے لاتعلق کر دیا ہے۔
- بہاولپور کو پنجاب نے ہڑپ کر لیا، اور یہاں اپنے بیس لاکھ افراد کو بسا کر ہماری زمین اور وسائل ہم سے چھین لیے گئے۔
- سرائیکی علاقوں میں جب تک اپنے لوگوں کو بسا نہیں لیا جاتا، یہاں نہریں دریائی پل، سڑکیں اور ٹرانسپورٹ فراہم نہیں کیے جاتے۔
- سرائیکی علاقوں کے لوگوں کو پنجاب کے زیر رکھنے کی خاطر انہیں اعلیٰ علمی فنی، زرعی اداروں لائبریریوں اور سائنسی لیبارٹریوں سے دانستہ محروم رکھا گیا ہے۔
- سرائیکی علاقوں میں ملک کی ۷۰ فیصد کپاس، گندم، گنا، پھل، روغنی بیج اُگایا جاتا ہے، لیکن ان کے کارخانے وسطی پنجاب میں لگائے گئے ہیں۔
- وسطی پنجاب سے آئے افسر اپنے لوگوں کو یہاں کی زمین، نوکریاں، صنعت، تجارت، ٹرانسپورٹ کے قرضے اور پانی بے دریغ دے رہے ہیں۔
- وسطی پنجاب کے افسر اور لوگ مل کر یہاں کے مہاجروں اور مقامیوں میں نفاق پیدا کرتے ہیں، جو آپس میں شیر و شکر رہنا چاہتے ہیں۔
- ٹیلی ویژن، ریڈیو، تھیٹروں ہزاروں فلموں اور کیسٹوں کے ذریعے پنجابی بولی اور ننگے فیشن کو تمام پاکستانیوں پر ٹھونسا جا رہا ہے۔
- پاکستان کی سب سے بڑی اکثریت سرائیکی سالانہ اربوں روپیہ کا مالیہ مختلف محصولات اور متعدد ٹیکسز حکومت کو فراہم کرتے ہیں، اس کے بدلے میں ان کو محرومیاں ملی ہیں۔
- پنجاب نے ہم سرائیکیوں کو زبردستی اپنے زیر رکھ کر اپنی بناوٹی اکثریت بنا کر سب صوبوں سے زیادہ سیاسی اور مالی مفادات اینٹھے لیکن ہمیں کلیدی عہدوں اور صنعتی ترقیوں میں شریک نہ رکھا۔ بلکہ ہمارے بجٹ کا بیشتر حصہ بھی پنجاب خود کھا جاتا ہے
- ہم سرائیکیوں کا قدیم ترین مرکزی صوبہ ملتان دریائے راوی تک تھا، سرائیکی لوگوں اور علاقوں کو پے در پے فتح کیا جا رہا ہے۔

عالی جاہ! اس طرح ہی پاکستان بھر کے چار کروڑ سرائیکیوں کی اپنی زبان، زمین روزگار اور وجود کو بھی پنجاب متواتر نگل رہا ہے، جب تک ہم پنجاب کی زبردستی کی غلامی سے نجات نہیں پا لیتے، اس کی دراز دستیاں ہم کو غلام بنا دیں گی، دُوسرے صوبے بھی پنجاب کی بناوٹی عددی برتری اس کے سیاسی اور معاشی استحصال سے سخت پریشان ہیں، بقیہ پاکستان کی رہی سہی، سالمیت اور بقاء کی خاطر پنجاب کو اپنے اصل حجم میں لانا اب لازم ہو گیا ہے ورنہ ہلاکت سے نہ بچا جا سکے گا۔

۲۵ — ۱۰ — ۹۲ء

ایہہ محرومی اساکوں کپ ڈیسی ۔ ایہہ جرم اساکوں چپ ڈیسی
ہتوں ہجیں نہ مین بچساں ۔ جڈاں پانی سروں ٹپ ڈیسی

فکرکار

راز جتوئی، خانپور کٹورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا

اے ربّ العالمین! ہم تیری وحدانیت اور تیرے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اور مملکتِ پاکستان کو تیری عنایت سمجھ کر اسکی سلامتی چاہتے ہیں۔

اے ربِّ غفار! ہم اُنہی حقوق کے حصول کی جدوجہد کر رہے ہیں جو ہمارے دوسرے پاکستانی بھائیوں کو ملتے ہیں

ھمیں ھمت عطا فرما اور ھم تجھی سے مدد کے طلبگار ھیں

پاکستان پائندہ باد

سرائیکی عوام

خان پور کٹورہ کی اہمیت

- خان پور کے کانسی کے برتن خصوصاً کٹورہ نہایت نفیس نقش و نگار کا بہت مشہور تھا اور یہ بطور ایک تحفہ یا سوغات بہت دور دور تک لے جایا جاتا تھا۔
- خان پور کا خالص اور لذیذ کھویا و ملحقہ چک عباسیاں کی عمدہ کھجوریں آج بھی سوغات ہیں۔
- سرائیکی زبان کے بے مثال شاعر اور روحانی بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید کا مسکن چاچڑاں شریف خان پور تحصیل میں ہے۔
- اسی کوریجہ خاندان کے حضرت خواجہ دُر محمدؒ صاحب کا مسکن خان پور کا قریبی گاؤں گڑھی اختیار خان ہے
- فریدی صوفی مولانا محمد یار صاحب کا مسکن اور مرقد بھی گڑھی اختیار میں ہے۔
- بھرچونڈی شریف کے مرید خاص حضرت سیّد محمد مغفور شاہؒ صاحب کا مسکن اور مزار بھی گڑھی کے قریب شاہ آباد میں ہے
- معروف روحانی گدی دین پور شریف خانپور میں ہے جس نے مشہور ریشمی رومال تحریک آزادی میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔
- انگریزوں سے آزادی کی جدوجہد کرنے والے انقلابی ہیرو جناب مولانا عبیداللہ سندھی صاحب کا آخری ٹھکانہ اور مرقد دین پور شریف میں ہے۔
- جمعیت علمائے اسلام کے مستقل امیر جناب مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب کی عظیم دینی درسگاہ مخزن العلوم اور مسکن خانپور میں ہے
- جمعیت علمائے پاکستان کے صوفی بزرگ اور عاشقِ رسولؐ حافظ سراج احمدؒ صاحب کا مدرسہ سراج العلوم اور مرقد خانپور میں ہے
- مشہور مفتی مولانا سراج احمدؒ صاحب مکھن بیلوی کا مسکن اور مرقد خان پور میں ہے۔ ان کا خطاب سراج الفقہا ہے
- جمعیت اہلِ حدیث اور جماعت اسلامی بھی خانپور میں خاصی سرگرم ہیں!
- خان پور ہی میں اہلِ تشیع کی درسگاہ دربارِ حسینؓ بھی ایک فعال ادارہ ہے
- خان پور کی سرزمین اور اس کے باسیوں میں ایک خاص کشش اُنس رواداری اور امن پسندی ہے کہ بیرونی لوگ یہاں بسنے کو ترجیح دیتے ہیں!
- خان پور کا تمام علاقہ نہایت زرخیز ہے کپاس گنا ہر قسم کے اجناس باغات اور مرچ بہت بکثرت ہیں یہ ایک بہت بڑا غلہ منڈی اور تجارتی منڈی ہے
- ریاست کے دور میں جماعت حزب اللہ کے قائد قاضی شیر محمد صاحب خانپوری علاقے اور عوام کے حقوق حاصل کرنے میں خاصے سرگرم رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ خان پور کے عوام کے خمیر میں علاقے اور عوام کے حقوق حاصل کرنے کی لگن آج بھی موجود ہے!
- خان پور ہی سے سرائیکی تحریک کی لہر چلی اور آج ملک گیر ہے۔
- سرائیکی زبان کا اکلوتا روزنامہ "جھوک" خان پور ہی کے منیر اور ظہور دھریجہ اسے اکثر پاکستانیوں کو بھیجتے ہیں۔

ردِعمل!

مقامی اہلِ پنجاب کی سرائیکی علاقوں پر مُسلسل یلغار جارحیت اور سرائیکی لوگوں کے لگاتار استحصال نے سرائیکی لوگوں کو مجبور کر دیا کہ وہ بھی دوسرے پاکستانیوں کی طرح اپنا وجود زبان اور صوبہ تسلیم کرائیں۔

۰۔ جہاں پنجابیوں کو بسایا جاتا ہے وہاں نہریں سڑکیں پل مواصلات تربیت گاہیں کارخانے اور ان کے لئے قرضہ جات عام کر دیئے جاتے ہیں۔۔ لیکن ہمیں صرف اپنا محتاج رکھنے کی خاطر ان تمام سہولتوں سے دانستہ محروم رکھا گیا۔ راز جتوئی

"اوّل خویش بعدہٗ درویش کا فرمان محض خیرات سے متعلق ہے قومی وسائل کیلئے ہرگز نہیں"

کچھ اپنے بارے

قارئین! آپ ضرور سوچتے ہوں گے کہ راز جتوئی نے جس انہماک و تواتر سے سرائیکیوں میں بیداری کی
لہر چلائی ایسا جنون کسی نے اختیار نہیں کیا۔ اس کی کیا خاص وجوہ ہوں گی؟ جناب! نہ میں شاعر
درد تو نی تھئے نصیب میں صرف اپنی ذات میں گم نہیں رہا۔ دیہاتیوں کی محتاجیوں مجبو
اور بیکسی کو میں نے خود جا کر بہت قریب سے دیکھا۔ اور معاشرے میں بیرونی عناصر کی لوٹ کھسو
حرص ہوس اور غاصبانہ کرتوت کو دیکھ کر دوسروں کی طرح میں آنکھیں بند کر کے گزرتا نہیں ر
بلکہ اس ظلم کو دیکھ کر اس پر کڑھتا رہا ہوں۔ اس درد کی شدت نے میرے احساس کو ایک
لازوال جنون عطا کیا۔ تو میں نے اپنی ذات اور اپنے کنبے سے بھی بے نیاز ہو کر سرائی
لوگوں کو بیدار کرنے کی ٹھان لی۔ ان کے ساتھ جو جو مظالم ہو رہے ہیں ان کا میں نے نہ
احساس دلایا۔ اور میں نے غاصبوں اور ظالموں کو للکارنے کے لئے نوجوانوں کے ذ
تیار کئے۔ الحمدللہ وہ اب ہر جگہ خوب فعال ہیں۔

کیونکہ میں آزاد پیشہ تجارت سے شروع ہی سے منسلک ہوں اس لئے بغیر مصلحت کیشی
خوف کے غاصبوں اور ظالموں کی نشاندہی صاف صاف کرتا رہا ہوں۔ اس حقیقت ۔
اظہار کو اگر کوئی خودستائی شمار کرے۔ تو وہ اس تہمت جیسے ناقابل معافی گناہ کا مرتک
ہوگا!

جس حقیقت کو چھپایا تھا میں نے
ساری دنیا پہ وہی راز عیاں ٹھہرا ہے

راز جتوئی

خراجِ تحسین

قارئین کرام!

قوم پر میرا اپنی دیرینہ خدمات اور کارکردگی پیش کرنے سے ہرگز یہ اخذ نہ کرلیا جائے کہ میرے مقابل کسی دوسرے نے کچھ کام کیا ہی نہیں۔ اگر بزرگ ادیبوں اور شعراء نے ہمیں بنیاد فراہم نہ کی ہوتی۔ تو ہم اور آپ کیسے سرائیکی سرائیکی کر سکتے ؟ میں صمیم قلب سے ان کا احترام کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

وہ شعراء جنھوں نے بستی بستی اور گلی گلی سرائیکی زبان کو اجاگر کر کے ساری دنیا سے اس کو تسلیم کرایا اور بن گلوکاروں نے سرائیکی زبان کی مٹھاس اور منفرد گائیکی کا لوہا منوایا وہ بھی لائق ستائش ہیں۔ اور جو احباب سرائیکی رسالوں کتابوں اور اخبارات کے ذریعے سرائیکی زبان کی ترویج میں اپنا تن من اور دھن نچھاور کر رہے ہیں ان کے خلوص کو میں کیوں کر بھلا سکتا ہوں عزیزان! مجھے وہ نوجوان خاص کر زیادہ پیارے لگتے ہیں جو سرائیکی کے معاشی سماجی ثقافتی اور وجودی حقوق کی جدوجہد میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اگر یہ نئی نسل بیدار نہ ہوتی تو اب تک ہماری جداگانہ شناخت (زبان) ختم کر دی گئی ہوتی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ منزل انہی کی قربانیوں سے حاصل ہوگی اور یہ ضرور سرخرو ہوں گے۔ انشاء اللہ

دعا گو

سرائیکی چوکیدار۔ راز جتوئی

سرائیکی تحریک کے اسباب

ایک نظر میں!

"چار کروڑ سرائیکیوں کی اپنی زمین، زبان، روزگار اور وجود کو ہضم کیا جا رہا ہے"۔

المیہ یہ ہے کہ پاکستان میں ایک طبقے کی توسیع پسندی اور جنونی حرص کو بیورو کریسی کی بھرپور حمایت حاصل ہے حالانکہ حکومتی کارندے سب پاکستانیوں کی تنخواہ خوار ہیں، ان کو سب کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے تھا، لیکن انہوں نے اپنی لسانیت پرستی سے سارے ملک کے تمام وسائل اور ترقی کے نئے مواقع صرف اپنے لوگوں کے لئے مخصوص کر کے باقی تمام پاکستانیوں کو دانستہ محروم کر رکھا ہے، بیورو کریسی میں اس ناجائز جانبداری یا تعصب پیدا کرنے میں لاہور کے ایک سازشی اخبار کا ایک خاص ہاتھ ہے، اب ہم آپ کی خدمت میں ان سازشوں کو پیش کرتے ہیں جن کی مزاحمت کی خاطر سرائیکیوں کو متحرک ہونا پڑا۔

ع۔ شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں مری بات۔

و پاکستان بنتے ہی ایک سازشی لابی نے قدیم سرائیکی زبان کو پنجابی بولی کا ایک لہجہ اور سرائیکی لوگوں کو زبردستی پنجابی منوانا شروع کر دیا کیونکہ ذرائع ابلاغ پر بھی اسی حریص گروہ کے حواریوں کا قبضہ ہو گیا تھا انہوں نے سرائیکی زبان کو یکسر محروم رکھا، خصوصاً ٹیلی ویژن پر تو سرائیکی کا نام لینا بھی حرام تھا، ہماری مسلسل فریادوں پر ۲۶ سال کی پابندی کے بعد سابقہ حکومت نے سرائیکی زبان کو ٹیلی ویژن پر صرف ۲۰/۲۵ منٹ فی ہفتہ دیئے لیکن اس پروگرام کو بے اثر کرنے کیلئے کبھی دن اور کبھی وقت تبدیل کر دیا جاتا ہے، اور اس کا فنڈ بھی بہت قلیل کر دیا گیا ہے۔

و ہمارے مسلسل ۲۰ سالہ واویلے کے بعد ملتان ریڈیو سٹیشن ہمیں دیا گیا تو یہاں سے بھی سرائیکی سے زیادہ پنجابی کو عام کیا گیا، جبکہ ملتان سے پیشتر راولپنڈی اور لاہور ریڈیو پر سرائیکی کو موقع نہیں دیا جاتا تھا۔ اب تو ملتان بہاولپور اور ڈیرہ اسماعیل خان کے ریڈیو پر سرائیکی کو اور کم کر کے پنجابی کو مزید بڑھا دیا گیا ہے

و لاہور ٹیلیویژن پر صبح سے رات گئے تک روزانہ آٹھ پروگرام پنجابی ہیں، جن کے لئے ۲۰ گھنٹے فی ہفتہ وقف ہیں، اس کے علاوہ ہر اردو ڈرامے یا سٹیج شو میں پنجابی فقرے سمو کر پنجابی کو عام کرنا لازم ہو گیا ہے، اور اب تک ہزاروں پنجابی فلموں کیسٹوں اور تھیٹروں کو سارے ملک میں پھیلا کر سب پاکستانیوں پر پنجابی بولی اور فیشن کو زبردستی ٹھونسا جا رہا ہے، گویا کہ سارے پاکستان کو **پنجابستان** بنانے کی سازش کی جا رہی ہے، کیونکہ پنجابی جتنی شہرت اور توسیع کسی اور زبان کو نہیں دی گئی۔

و گلوکار عنایت حسین بھٹی نے ایک سرائیکی فلم بنائی، فلمی دنیا میں سرائیکی کا نام آتے ہی مخالفین چونک اٹھے۔ انہوں نے بھٹی صاحب کو بڑی ملامت کی، جس پر وہ سرائیکی فلم بنانے سے تائب ہو گئے

سرائیکی سے دولت تاج اور نام کمانے والا یہ گلوکار اب سرائیکی دشمنی میں سب سے آگے نظر آتا ہے، لگتا ہے کہ وہ بھی سکھوں کی تنظیم **گریٹر پنجاب** کا سرگرم رکن بن گیا ہے۔

و مردم شماری فارم میں سرائیکی کا خانہ نہ رکھنا چار کروڑ سرائیکیوں کے وجود کو قتل کرنا ہے، یہ کیونکر برداشت ہو؟

و غور فرمائیے کہ صوبہ سندھ میں سندھی اور سرائیکی، سرحد میں پشتو اور سرائیکی، بلوچستان میں بلوچی براھوی پشتو اور سرائیکی قدیم سے سلامت موجود ہیں وہاں تو کسی زبان کو ھضم کرنے کی بات تک نہیں ہوئی، یہ جنونی حرص صرف پنجابیوں کو لاحق ہوگیا ہے!

و جب ہم سرائیکی لوگ پنجاب جاتے تو ہمیں سندھی یا جانگلی کہہ کر ہم سے حقارت کی جاتی، اور جب ہم سندھ جاتے تو ہمیں پنجابی سمجھ کر ہم سے مُنہ پھیر لیا جاتا، اس سے ہمیں یہ احساس ہوا کہ ہم نے تو اپنی شناخت ہی کھو دی ہے، جبکہ دُوسرے تمام اپنی اپنی شناخت پر بڑا فخر کرتے ہیں، تو ہم سرائیکی کہلوانے پر کیوں شرمائیں!

و بہاولپور جو اکثریتی سرائیکی علاقہ تھا اور ون یونٹ سے قبل ایک صُوبائی یونٹ بھی تھا، اس کو **پنجاب** نے ھڑپ کر کے اپنی توسیع پسندی اور حرص کا ثبوت دیا، اور یہاں وسطی **پنجاب** کے ۲۰ لاکھ لوگوں کو منتقل کر کے ہمارے تمام وسائل اور اراضی پر غاصبانہ قبضہ کرلیا گیا

و سنہ ۱۹۶۲ء میں مرکز کے استحکام کے موضوع پر لاہور میں پاکستان کی سب زبانوں کے مشاعروں کا اہتمام کیا گیا تو اس اھم موقع پر مخالفوں نے سرائیکی زبان کو ہضم کرنا چاہا، اس پر سرائیکی شاعروں کو احساس ہُوا تو انہوں نے اپنا علیحدہ مشاعرہ پڑھا، اسی دوران ہی ہمارے بزرگ دانشوروں نے سرائیکیوں کے انفرادی وجود کو منوانے کی خاطر مشترکہ جدوجہد کے لیے سرائیکی کے مختلف ناموں کی بجائے فقط سرائیکی پر اتفاق کرلیا، جو ایک تاریخ ساز کارنامہ ہے۔

و تاریخ کو کھنگالنے پر معلوم ہُوا کہ ماضی میں دریائے راوی تک کے تمام علاقے قدیم ترین صُوبہ ملتان کے ماتحت تھے وہاں کے سازشیوں نے مرکز دھلی کے مغل حکمرانوں کے ساتھ ساز باز کر کے ملتان سے علیحدگی اختیار کرلی، اکبر مُغل کے دور میں راوی کے دونوں اطراف کے علاقوں کو فارسی نام **پنجاب** دیا گیا، اس طرح پنجاب یا پنجابی کی عمر عزیز اب تک صرف ساڑھے تین سو برس ہے، جبکہ سرائیکی تو مُلتان جتنی قدیم ہے، سکھوں نے یلغار کر کے مُلتان اور اس کے ساتھ کے علاقوں کو زبردستی **پنجاب** کے ساتھ منسلک کرلیا۔ اس کے بعد انگریزوں نے پنجابیوں کو وفاداری کے صلے میں سرائیکی علاقوں میں کافی اراضی بڑی نہروں نئے شہروں (لائل پور، منٹگمری) مُلازمتوں اور علمی و فنی تربیت و درسگاہوں سے خوب نوازا اس کے بعد پاکستان کے مہاجرین جہاں پہنچے وہاں کے ہو گئے۔

و حضرت داتا صاحب کی کتابی تحریر ”در لہور کے از قصبہ جات ملتان بود“ اور شاہ حسینؒ لاہوری

کی سرائیکی کافیوں سے بھی ثابت ہے کہ راوی تک کے تمام علاقوں کی ثقافت اور زبان ملتانی (سرائیکی) ہی تھی، بابا فریدؒ بلھے شاہؒ، سلطان باہوؒ اور خواجہ فریدؒ کا کلام سرائیکی ہی ہے، جنہیں بددیانتی سے پنجابی کے شاعر کہا جاتا ہے۔

• چونکہ پالیسی سازی پر آج بھی لسانیت نواز عہدیدار قابض ہیں، انہیں جب کسی غیر آباد علاقے میں نہر جاری کرانا ہوتی ہے تو اس عمل سے کچھ عرصہ پہلے اپنے لوگوں کو ادھر بھیج کر سستی زمین۔ یا سرکاری قطعات مفت الاٹ کرا دیتے ہیں، اس کے بعد پانی قرضے اور سہولتیں فراہم کرکے ان سے علاقہ آباد کراکے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ بیرونی لوگوں نے خوب محنت کرکے یہ علاقہ گلزار بنا دیا ہے جس کو نااہل اور کاہل مقامیوں نے بنجر بنا رکھا تھا، حالانکہ پہلے یہاں ایسے وسائل پانی، قرضے سہولتیں مہیا ہی نہ کی گئی تھیں، آج بھی اپنے لوگوں کی منتقلی سے پیشتر کوئی سہولتیں نہیں دی جاتیں روہی تھل دھندی اور دامان پر ایسے ہی یلغار کرکے وہاں کے اصل حقداروں کو محروم اور مایوس کیا گیا اسی لیئے وہ بیچارے ابھی تک بے روزگار اور پسماندہ ہیں، ان کے اضطراب کی کسی کو پرواہ نہیں ہے۔

• وسطی پنجاب کے لوگوں کو سرائیکی علاقوں کے ہر دفتر پر مسلّط کردیا گیا ہے، جو سرائیکی بولنے والوں سے نفرت کرتے ہیں، اور ان کا جائز کام بھی بغیر رشوت نہیں کرتے، بالائی حاکم ان کے اپنے ہیں، اس لیئے عوام کی شنوائی نہیں ہوتی۔

• وسطی پنجاب سے آئے افسروں نے سرائیکی علاقوں کی زمین ملازمتیں صنعت و تجارت ٹرانسپورٹ کے لائسنس اور قرضے اپنے لوگوں کو بُلا بُلا کر دیئے، ہماری فریاد کسی نے نہ سُنی۔ کیونکہ کلیدی عہدوں پر اسی استحصالی طبقے کا غلبہ ہے۔

• جب سے ہم نے واویلا کیا ہے، وسطی پنجاب کے لوگوں کی یلغار کو اور تیز کردیا گیا ہے بقیہ سرائیکی اکثریت کے علاقوں سرگودھا سے بہاولپور ڈویژنوں کا جغرافیہ اور ثقافت کو بدلنے کی سازش کی جارہی ہے، چنانچہ درسی کتابوں میں یہاں کی زبان سرائیکی کی بجائے پنجابی لکھی گئی ہے

• یہاں کے سب لوگ آپس میں شیروشکر رہنا چاہتے ہیں، لیکن بیرونی حاکم ان میں نفاق ڈالتے ہیں اور یہاں مذہبی اختلاف کو ہوا دیکر پھوٹ ڈال کر بھی حکومت کی جارہی ہے، گویا حاکم غیرملکی ہیں، یا ہمیں پاکستانی نہیں سمجھا جاتا!

• وسطی پنجاب تو مغلوں اور انگریزوں سے وفاداری کے صلے میں پہلے ہی ترقی اور مراعات یافتہ تھا، اُسے مزید ترقی دی گئی۔ لیکن سرائیکی علاقوں کو بجلی گیس پینے کا پانی سڑکوں ٹرانسپورٹ ٹیلیفون، سٹیٹ بنکوں، نہری و دریائی پُلوں طبی زرعی انجینئرنگ علمی و فنی تربیت و درسگاہوں انکی

عمارات اور عملے کی ابھی تک شدید قلت رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہم پنجاب کے محتاج رہیں۔

• ہمارے نوجوان دُور دراز وسطی پنجاب کی اعلیٰ یونیورسٹیوں سے جا کر ڈگریاں حاصل کرتے ہیں لیکن ان کو مُلازمت نہیں دی جاتی۔ قدم قدم پر ان سے تعصب اور بخل کیا جاتا ہے

• سرائیکی علاقوں میں سیّد، بلوچ، اعوان اور راجپوت جیسے غیرت مند اور بہادر لوگ موجود ہیں، لیکن ان کو پاکستانی فوج میں نہیں لیا جاتا، اور یہاں جو چند فیکٹریاں ہیں، ان میں بھی یہاں کے لوگوں کی شرکت تربیت اور نوکری نہیں ہے۔

• سرائیکی عِلاقوں کے نوجوانوں کے میرٹ کو ختم کرنے کے لیئے یہاں لائبریریاں۔ اور سائنسی لیبارٹریاں بھی مُہیا نہیں کی گئیں۔

• پاکِستان کی کُل پیداوار کا ۳/۴ حصّہ کپاس، گنا، گندم روغنی اجناس، باغات جانور، اُون چمڑا وغیرہ تو سرائیکی عِلاقوں میں ہیں، لیکن ان کے کارخانے وسطی پنجاب میں جہاں کوئی غیر پنجابی خاکروب بھی بھرتی نہیں ہوسکتا۔

• پاکستان بھر کے چار کروڑ سرائیکی لوگ مالیہ محصولات متعدد لائسنس انکم ٹیکس، عُشر و زکواۃ کی صُورت میں اربوں روپیہ سالانہ حکومت کو فراہم کرتے ہیں لیکن ان کو ہضم کر کے غلام بنانے کی سازشیں جاری ہیں۔ سرائیکی علاقوں کو پےدرپے فتح کیا جا رہا ہے۔

• پنجاب کے سیکرٹریوں کا تیار کردہ بجٹ دانستہ سرائیکی وزیر کی زبانی نشر کرایا جاتا ہے، لیکن سرائیکی علاقوں کا بیشتر حصّہ وسطی پنجاب پر خرچ ہوتا ہے اور بیرونی امداد اور قرضے بھی وسطی پنجاب کی علمی صنعتی ترقیوں اور آرائش پر خرچ ہوئے ہیں لیکن مقروض محروم اور پسماندہ ہم ہیں۔

• سرائیکی عِلاقوں کے عوام کو زبردستی اپنے زیر رکھ کر ۶۳ فیصد آبادی کا ایک صوبہ پنجاب اور ۳۷ فیصد آبادی کے زیر دست تین صُوبے؟ یہ صوبائی تقسیم بالکل حریصانہ ہے۔

معزز قارئین! یہ جبریہ توسیع پسندی سیاسی و معاشی بالاتری اور عددی برتری، چھوٹے صُوبے کب تک برداشت کریں گے؟ اور چار کروڑ زندہ سرائیکی انسان پنجاب کی غلامی کا طوق کیوں پہنیں! ان سُلگتے بھڑکتے مسائل اور اِن بے نام و نشان آدم زادوں کے اُبلتے ہوئے اضطراب کو محسوس کرانا ہی ہمارا اصل مقصد ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

عرضِ مُدعا! مذکورہ سازشی مظالم انتہا پر ہیں، لیکن خدا کی ڈھیل ضرور ختم ہوگی، مایوس نہ ہوں، مدافعت جاری رکھیئے!

(۲۵ جُون ۱۹۹۲ء)

فکر کار

(مُرید حُسین خان راز جتوئی خان پور کٹورہ)

تعاون فرمائیے

معزز مہاجرین اور قدیمہ آباد کار بھائیو!

ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ

- آپ صاحبان نے تجارت زراعت علم اور فن میں خوب محنت کر کے اس دھرتی کو بڑا سنبھالا دیا کیونکہ آپ کا خون پسینہ اس سرزمین میں شامل ہے اس لئے اس سے آپ کی محبت عین فطری ہے۔

- آپ اور ہم ایک دوسرے کی خوشیوں اور غم میں بڑے اُنس سے شریک ہوتے ہیں۔ ہماری قبریں اور قبرستان بھی اکٹھے ہیں، اسطرح آپ اور ہم ایک دوسرے کا احساس اور احترام کرتے ہیں۔ اس بھائی چارے کو آپ ہی مربوط کر سکتے ہیں

- جہاں جہاں آپ مستقل آباد ہیں وہاں ہی اپنی کمائی خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے ان علاقوں کے نفع و نقصان میں آپ جائز حصہ دار ہیں

صاحبان! اگر آپ کے دلی تعاون سے اپنے علاقوں کے چھینے ہوئے حقوق واپس لے لیئے جائیں تو کیونکہ آپ صاحبان تجارت زراعت علم و فن اور محنت میں ہم سے کافی آگے ہیں اس لئے ان علاقوں کی ترقی میں آپ حضرات کو ہم سے زیادہ مواقع اور مفاد ہوگا اس سے ہمیں بڑی خوشی ہوگی کیونکہ بیرونی متعصب لوگوں جیسا سلوک آپ ہم ہمسایوں سے ہرگز نہ کریں گے۔

غور فرمایئے کہ آپ اور ہم کو اپنے حصے کے حقوق سے کیسے محروم کیا جاتا ہے؟

- یہاں تعینات بالائی پنجاب کے علاقہ وطبقہ نواز جانبدار افسروں نے اپنے لوگوں کو لاکر جعلی ڈومیسائلز اراضی صنعتی تجارتی قرضے و لائسنس اور ملازمتیں ان کو دے کر آپ کو اور ہم کو محروم کیا۔
- بالائی پنجاب کے اکثر حریص یہاں کی زمین حاصل کرکے چند سال بعد اسے بھاری قیمت پر بیچ کر آگے اپنے اس تجارتی سفر پہ روانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ شتر بے مہار اس استحصال سے سب پاکستانیوں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔
- مرکزی پنجاب والے دوسرے علاقوں پر اپنی یلغار اور ان کے وسائل پر غاصبانہ قبضے کو اپنا اسلامی حق کہتے ہیں۔
- بالائی پنجاب کے افسر اور ان کے لائے ہوئے لوگ آپ اور ہمارے درمیان نفرت اور نفاق پیدا کرتے ہیں ان سے اور ان کے ایجنٹوں سے ہوشیار رہیئے
- مرکزی پنجاب والے چھ کروڑ آبادی کے حساب سے سیاسی اور مالی مفادات لے کر اپنے حصہ دار سرائیکی علاقوں کے باسیوں کو اپنی صنعتی ترقیوں اور کلیدی عہدوں سے دانستہ محروم کرتے ہیں۔
- ملک کی ستر فیصد کپاس گنا گندم اون چمڑہ اور زیر زمین قیمتی اشیا بکثرت سرائیکی علاقوں میں ہیں لیکن ان کے کارخانے دانستہ بالائی پنجاب میں لگائے گئے اور ان میں یہاں کے افراد کو مزدوری پر بھی نہ لگایا گیا حالانکہ وہ کراچی تک دھکے کھ

رہے ہیں۔

- سرائیکی علاقوں کے دفاتر اور چند فیکٹریوں میں بھی مرکزی پنجاب کے متعصب افسروں نے بڑی ڈھٹائی سے اپنے ہی لوگوں کو غالب کر رکھا ہے۔

نوٹ: ماں کے پیٹ سے تو کوئی بھی ماہر نہیں پیدا نہیں ہوتا۔ کام کے مواقع ملنے پر ہی مہارت آتی ہے ایسے تمام مواقع یہ افسر صرف اپنے لوگوں کے لئے رکھتے ہیں یہاں کے نوجوانوں کو نااہل کہنا فقط ان کو محروم رکھنے کا بہانہ ہے۔

- بالائی پنجاب کے افسران ہر دفتر میں علاقہ و طبقہ نوازی کرتے ہیں جہاں جاتے ہیں وہاں کے عوام کو مفتوحہ جان کر ان سے نفرت کرتے ہیں۔

- مرکزی پنجاب کے مغرور افسر ہر جگہ ملازمین اور عوام کے جائز کام میں بھی روڑے اٹکاتے ہیں اور بغیر رشوت کام نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے بڑی بے باکی سے رشوت کو عام کیا ہے۔

- بالائی پنجاب والوں کو حاکم قوم کے افراد ثابت کرنے کے لئے ہر جگہ مسلح اور مشتعل رکھا جاتا ہے تاکہ ہر پاکستانی ان سے ڈر کر زیر ہو کر رہے۔

- سرائیکی علاقوں سندھ اور بلوچستان کے باغیرت محب وطن اور اسلام کے فدائی نوجوانوں کو فوج میں دانستہ نہیں لیا گیا اور ان کے باصلاحیت ملازمین کو کلیدی عہدوں تک نہیں پہنچنے دیا جاتا۔

- بالائی پنجاب والوں کو انگریزوں سے وفاداری کے صلے میں علمی و فنی اعلیٰ تربیت گاہیں وافر سٹاف لیبارٹریاں، لائبریریاں، نہری نظام، کشادہ سڑکیں اور نئے شہر وغیرہ پہلے ہی میسر تھے ان میں اد

بھی اضافہ کیا گیا۔ اور اپنے اکثر شہروں کی مزید آرائش پر پورے ملک کے بیرونی قرضوں کو بے دریغ خرچ کیا گیا۔ لیکن سرائیکی علاقوں اور چھوٹے صوبوں کو تو سکول عملہ اور فرنیچر بھی پورا نہیں دیا جاتا۔

اس طرح پاکستان کے تمام ثمرات صرف مرکزی پنجاب والے آج بھی اکیلے کھا رہے ہیں۔

غور فرمایئے کہ آپ اور ہم کو اپنے حصے کے حقوق سے کیسے محروم کیا جاتا ہے؟

- یہاں تعینات بالائی پنجاب کے علاقہ و طبقہ نواز جانبدار افسروں نے اپنے لوگوں کو لا کر جعلی ڈومیسائلز اراضی صنعتی تجارتی قرضے و لائسنس اور ملازمتیں ان کو دے کر آپ کو اور ہم کو محروم کیا۔
- بالائی پنجاب کے اکثر حریص یہاں کی زمین حاصل کر کے چند سال بعد اسے بھاری قیمت پر بیچ کر آگے اپنے اس تجارتی سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ شتر بے مہار اس استحصال سے سب پاکستانیوں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔
- مرکزی پنجاب والے دوسرے علاقوں پر اپنی یلغار اور ان کے وسائل پر غاصبانہ قبضے کو اپنا اسلامی حق کہتے ہیں۔
- بالائی پنجاب کے افسر اور ان کے لائے ہوئے لوگ آپ اور ہمارے درمیان نفرت اور نفاق پیدا کرتے ہیں ان سے اور ان کے ایجنٹوں سے ہوشیار رہیے
- مرکزی پنجاب والے چھ کروڑ آبادی کے حساب سے سیاسی اور مالی مفادات لے کر اپنے حصہ دار سرائیکی علاقوں کے باسیوں کو اپنی صنعتی ترقیوں اور

کلیدی عہدوں سے دانستہ محروم کرتے ہیں۔

- ملک کی ستر فیصد کپاس گنا گندم اون چمڑہ اور زیرِ زمین قیمتی اشیاء بکثرت سرائیکی علاقوں میں ہیں لیکن اُن کے کارخانے دانستہ بالائی پنجاب میں لگائے گئے اور ان میں یہاں کے افراد کو مزدوری پر بھی نہ لگایا گیا۔ حالانکہ وہ کراچی تک دھکے کھا رہے ہیں۔

- سرائیکی علاقوں کے دفاتر اور چند فیکٹریوں میں بھی مرکزی پنجاب کے متعصب افسروں نے بڑی ڈھٹائی سے اپنے ہی لوگوں کو غالب کر رکھا ہے۔

- مرکزی پنجاب نے گیس بجلی، پانی ایندھن اور خام مال پسماندہ علاقوں سے لیکر خود تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن ان کو جائز حقوق دینے سے دانستہ گریز کرتے ہیں۔

ترقی کی بنیادی ضروریات :۔ سڑکیں ریلوے، بجلی گیس ذرائع رسل و رسائل ڈاک و تار ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلیویژن نہری اور دریائی پُلوں [illegible] علاقوں اور چھوٹے صوبوں میں کمی ابھی تک دانستہ رکھ کر ان کو [illegible] کر کے مرکزی پنجاب والوں کی لوٹ کھسوٹ کی منڈیاں بنالیا گیا ہے بالائی پنجاب کے اجارہ دار پالیسی ساز تب ہی ان علاقوں میں کچھ ترقیاتی کام کراتے ہیں جب اپنے لوگوں کو جبراً یہاں بسا لیا گیا اور پھر دعویٰ کیا گیا کہ لوٹ اردوں ہی نے اپنی محنت سے ان علاقوں کو آباد کیا ہے حالانکہ یہی سہولتیں اور حقوق اگر ان علاقوں کو پہلے مہیا کر دیئے جاتے

تو یہاں کے لوگ بھی ترقی اور آبادیاں ضرور کرتے!

- محض پنجاب کی مزید توسیع کی خاطر سرائیکی علاقوں اور چھوٹے صوبوں میں اپنے لوگوں کو بے دریغ منتقل کیا گیا اور ان کی زبان و ثقافت کو فلموں درسگاہوں اور ذرائع ابلاغ کے توسط تمام پاکستانیوں پر مسلط کیا جا رہا ہے
- قدیم "سرائیکی زبان" جو پاکستان بھر میں سب سے زیادہ بولی جاتی ہے اور اس کے کروڑوں افراد اربوں روپیہ سالانہ ٹیکس لائسنس اور مالیہ وغیرہ بھی ادا کرتے ہیں۔ ان کی زبان اور آپ کے ادیبوں شاعروں کو بھی ملکی ٹیلیویژن پر قبول نہیں کیا جاتا۔
- بالائی پنجاب کے چالاک افسر پسماندہ علاقوں کے ایسے خود غرض خاندانوں کو سیاست میں کامیاب کراتے آ رہے ہیں جو پشتوں سے غیروں کے آلہ کار

کو ختم کرانے اور بقیہ ملک کو بچانے کی خاطر اب تو تمام پاکستانیوں کو حقوق برابر دینا ہوں گے یہ تب ہی ممکن ہے کہ پنجاب کے تین یونٹ بنا کر سب صوبوں کو متوازن کر لیا جائے اس ناگزیر عمل ہی سے پنجاب کی بالادستی ختم ہو گی جس کے بغیر شکوؤں اور نفرتوں کا خاتمہ ممکن نہیں رہا۔ کچھ لوگ بے قصور چھوٹے صوبوں کے مزید صوبے بنانے کا شوشہ چھوڑ رہے ہیں اس سے وہ عیار اس اصل جان لیوا ناسور کو اپریشن سے بچا کر بقیہ پاکستان کو ہلاک کرانا چاہتے ہیں۔ آگے بڑھیئے ..... اور ان کے مذموم عزائم کو بے نقاب کیجئے۔ ہم کسی سے کچھ چھین نہیں رہے۔ فقط اپنے چھینے ہوئے حقوق کی ہر حال واپسی

چاہتے ہیں جو ہرگز زیادتی نہیں ہے۔

اپیل

ہمیں آپ کی دور اندیشی، معاملہ فہمی اور وطن دوستی پر پورا بھروسہ ہے اس لئے آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ اس جائز جدوجہد میں آپ حضرات بھی شامل ہو کر ہماری مدد فرمائیں۔ اسی میں ہم سب کی عافیت ہے!

(وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ)

(پاکستان پائندہ باد)

آبھراوا نال تھی

جہد دا بھائیوال تھی

قلمی کاوش راز جتوئی

خان پور کٹورہ

(المنتظر)

کارکنان سرائیکی صوبہ تحریک

اس کے فوٹوسٹیٹ عام کیجئے "شکریہ"

۸/۳/۸۹ء

وطن دوستوں کے نام

راز جتوئی
خانپوری

ہمیں یہ تو خوشی ہے کہ پنجابی، سندھی، بلوچی اور پشتو بولنے والے ہمارے پاکستانی بھائیوں کی اپنی اپنی زبانوں، قومیتوں اور صوبوں جیسی قابلِ فخر امتیازی حیثیات کو پہلے ہی تسلیم کر لیا گیا ہے ــــــ لیکن سرائیکی جو سارے پاکستان کی قدیم رابطی اور ان سب سے بڑی زبان ہے۔ اسکے بولنے والے جو ملک کی نصف آبادی ہیں ان کی دوسروں کی طرح زبان، قومیت اور صوبہ کو تسلیم نہ کرنا یا ایسی بڑی اکثریت کو محروم کرنے کی سازشیں جاری رکھنا کیا یہ دانستہ اشتعال انگیزی نہیں ہے؟ اسی چیرہ دستی کے تحت سرائیکی کے باصلاحیت نوجوانوں کو آبادی کے تناسب سے کلیدی عہدے نہیں دیئے جاتے۔ ذرا غور تو کیجیے کہ سرائیکی کے تمام اعلیٰ تعلیم و تربیت یافتہ نوجوانوں میں سے چند بھی باصلاحیت نہیں ہیں؟ یا یہ سوچی سمجھی ایک سازش ہے؟ شاید اسلئے کہ ہم پاکستان سے پیار کی وجہ سے اپنی ان جائز خواہشات کو بھی کافی عرصہ تک قربان کرتے رہے ہیں ؎ دیوار کیا گری مرے خستہ مکان کی لوگوں نے میرے صحن میں رستے بنا لئے سرائیکی قوم کے غیوّر فرزندو! یہ تمام استحصال ایک خفیہ منصوبہ ہی کے تحت ہو رہا ہے آپکو قسم ہے سرائیکی میں لوری دینے والی اپنی پیاری ماؤں کے دودھ۔ اور اپنی من موہنی دھرتی کی زرخیز اور خوشبودار مٹی کی۔ آپ کسی ایسی پارٹی یا شخصیت کی حمایت ہرگز نہ کریں جو آپ کے ان جائز حقوق کو اپنے منشور میں نہیں رکھتی ایسی خودغرض پارٹی یا شخصیّت آئندہ کسی کو کیا حقوق دلائے گی؟ آپ صرف اسی سے تعاون کریں جو آپکی بھی ملنے! قدیم آبادکار اور مہاجرین جو ہمارے جائز حصّہ دار بھائی ہیں اگر انہوں نے ہماری ان محرومیوں کی تائید فرمائی تو ان کیلئے یقیناً ہمارے دلوں میں بھی بے پناہ محبت کا اضافہ ہو گا۔

۱-۱۱-۸۶

دعوتِ فکر

درحقیقت سرگودھا، ملتان، ڈیرہ غازیخان بہاولپور اور پوٹھوہار کے باسیوں کو وسطی پنجاب کے مقتدر طبقے نے ہمیشہ سرائیکی اور پوٹھوہاری سمجھ کر اپنی ہر قسم کی ترقیوں میں شریک نہیں رکھا، بلکہ چھوٹے صُوبوں کی طرح ان کو بھی اپنا زیرِ دست یا کالونی بنائے رکھا، البتہ ان کی عددی شمولیت سے بڑا ہو کر مالی اور سیاسی مفادات سب سے زیادہ خود ہی اکیلے سمیٹتا رہا، بیرونی بوجھل قرضوں امداد اور چھوٹے صُوبوں سرائیکی و پوٹھوہاری علاقوں کی معدنیات اور خام مال گیس سے بیش بہا مفادات حاصل کر کے بھی فقط کراچی کے شہزادوں اور وسطی پنجاب والوں کی ترقیوں اور معیار زندگی کا فاصلہ اب تو سَو گنا بڑھا لیا گیا ہے، محروم اکثریت کا اب تو وہاں تک پہنچنا دانستہ دشوار بنا دیا گیا ہے، بلکہ ناممکن!

مُلک کی اَسّی فیصد آبادی جو دیہاتوں میں رہتی ہے جس کے خُون پسینے کی کمائی سے حکومت کے کاروبار چلتے اور یہ لُٹیرے کارخانیدار پلتے ہیں، وہ تو آج بھی بھوکی ننگی اور پینے کے صاف پانی تک کو ترستی ہے ستم تو یہ ہے کہ جو لوگ رشوت، سمگلنگ، بلیک، ہیرا پھیری بناوٹی مال بیچ کر اس طرح ملک اور قوم کا خون چُوس چُوس کر مالدار ہو گئے ہیں، نادار اکثریت کی خواتین ان کے جھوٹے برتن مانجنے اور مرد ان کی چلم بھرنے، یا بھکاری بننے پر مجبُور کر دیئے گئے ہیں

سب کو مساوی حقوق اور مواقع دینے کے جو سُنہری وعدے کیئے گئے تھے انکو دانستہ بھلا کر حکومت کے طبقہ و علاقہ نواز با اختیار پالیسی ساز سیکرٹریوں نے سب کچھ فقط اپنے تعلقداروں کے لیئے مخصوص کر لیا

اسلام کے دعویدارو!

ان بدترین حالات میں اگر کوئی دھوکہ باز بھی ان محروم اور مایوس لوگوں کو ورغلا گیا تو یہ سب اسی کے ہو جائیں گے، ملک کی سلامتی اور قومی یکجہتی ہی کی خاطر ان مسائل کو حل کرنے پر توجہ دیجیئے! صوبائی توازن اب بہت ضروری ہو گیا ہے۔

بناوٹی اکثریت طاقت جبر اور عیاریوں کے بل پر فقط وسطی پنجاب کی چودھراہٹ کو سارے ملک پر مسلط کرنے والے خود غرضوں کو یہ نوٹ کر لینا چاہیئے کہ جہاں وہ ساری قوم کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں وہاں وہ خود ہی پنجاب کی بدنامیوں اور اس سے نفرتوں میں بھی اضافہ کر رہے ہیں اور وہ بھی فقط وسطی پنجاب کے چند متعصب خاندانوں کی لوٹ کھسوٹ کو جاری رکھ کر، کیونکہ سرکاری و غیر سرکاری کلیدی عہدے اراضی صنعتی و تجارتی لائسنس سہولتیں اور قرضے صرف انہی کے لیئے مخصوص کیئے گئے۔ اگر واقعی ملک کو مزید ٹوٹ پھوٹ سے بچانا ہے تو ان دراز دستوں کو روکنا ہو گا۔ جبر سے تو کوئی ہمیشہ زیر نہیں رہتا، جبکہ اس کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے اپنے حقوق اسے نہ دیئے جائیں تو ایک دن اپنا حقیقی بیٹا بھی باغی ہو جاتا ہے...... پیشتر اس کے کہ مسلسل محرومیوں کی وجہ سے نفرتوں کی آگ بھڑک اٹھے ملک اور قوم کے اجتماعی مفادات کو اوّلیت دیتے ہوئے، فقط پنجاب کے تین یونٹ بنانے میں اب مزید دیر ہرگز نہیں کی جانی چاہیئے، ورنہ حالات قابو سے باہر ہو جائیں گے۔

رکاوٹ اور سازشیں۔ وہ عناصر جو ماضی میں بہاولپور کو صوبائی حیثیت دلانے میں رکاوٹ بنے تھے اب وہی پھر سرائیکی صوبہ کی مخالفت کے لیئے بہاولپور کے بھولے لوگوں کو اپنا آلۂ کار بنانے کی

سازش کر رہے ہیں، کیونکہ سرائیکستان کے قیام سے پاکستان کی نصف آبادی جو سالہا سال سے ملک میں قدیم سے سرائیکی بولتی ہے، اس کا وجود تسلیم ہو جائے گا، یہی وہ اصل تکلیف ہے، جس کو مخالف گوارا نہیں کر رہے سرائیکیوں نے تو کسی کے وجود سے انکار نہیں کیا، ہم بھی تو وہی حقوق طلب کر رہے ہیں، جو باقی تمام کو حاصل ہیں ہم پنجاب کے غلام نہیں رہیں گے۔

سرائیکستان اور پوٹھوہار کے صوبوں ہی سے چھوٹے صوبوں کو عافیت نصیب ہو گی ورنہ وہ باغی ہو جائیں گے لیکن حریص ملک دشمن تو اپنی بالاتری اور استحصال برقرار رکھ کر ملک کا خاتمہ چاہتے ہیں، پنجاب کی جائز تقسیم کو رکوانے ہی کی خاطر وہ دوسرے چھوٹے صوبوں کو تقسیم کرنے کا شوشہ چھوڑتے ہیں اور کبھی کراچی والوں کو اکساتے ہیں تاکہ اصل مسئلہ دب جائے، ذرائع ابلاغ پر قابض ہونے کی وجہ سے حقوق طلب کرنے والوں کو اکثر اسلام اور پاکستان کا دشمن کہہ کر خاموش کرانے کی سازش کی جاتی ہے، تو کیا ان سازشوں کے خوف سے خاموشی اختیار کی جا سکتی ہے۔

پسماندہ اور محروم رکھے گئے علاقوں کے نوجوان سیدھے استحصال کی زد میں ہیں وہ کب تک صبر کر سکتے ہیں؟ بے روزگاری نے ان کی زندگی کو تباہ کر رکھا ہے، شنوائی نہیں ہوتی، غاصب طبقہ ملک کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اسی خود غرضی اور حریص طبقہ نے آدھا ملک تو کھو دیا ہے، اب وہی سنگین حالات ہیں!

یادداشت

راز جتوئی

معزز قارئین

میں اپنی تحریریں اکثر آپ کو بھیجتا رہا ہوں اب جو دستیاب ہیں انکو یکجا کر کے اس کتاب میں اس لیئے پیش کر رہا ہوں تاکہ تاریخ کے صفحات میں ریکارڈ رہے! آپ نے پڑھا ہوگا کہ میں نے ان زیادتیوں کی نشاندہی کی جو واقعی ناانصافیاں ہیں اگر کہیں آپکو میرا لہجہ سخت لگے تو یہ میرے درد کی تڑپ اور احوال کی اصلاح کا جذبہ ہی سمجھیئے نہ کہ کسی سے نفرت دلانا مقصود ہے۔۔۔ میں نے بار بار ایک سی باتوں کو دُہرایا ہے آپ کا یہ خیال بالکل بجا ہے کیونکہ بنیادی طور پر ناانصافیاں اور محرومیاں تو وہی ہیں ۱۹۷۰ء سے وقفہ وقفہ سے میں نے ان میں کچھ اضافہ یا انداز بدل بدل کر انہی کا احساس اسلیئے دلایا ہے کہ کبھی تو قاری کے دِل پر اثر ہوگا، اور اس کا احساس انگڑائی لے گا، چنانچہ میری لگاتار محنت اور خدمت نے اپنا اثر دکھا ہی دیا کہ اکثر نوجوان بیدار ہوئے، آج وہی سرائیکی تحریک کے سرفروش رضاکار اور مختار ہیں کیونکہ قدم قدم پر انہیں ہی اس استحصال سے واسطہ پڑ رہا ہے، کالی بھیڑیں تو ہر قوم میں ہوتی ہیں جو عارضی مفادات پر اپنی عزت کو بھی قربان کر دیتی ہیں، انکو علم نہیں کہ جب کوئی قوم غلام ہو جاتی ہے تو وہ وقتی مفاد پرست بھی غلام شمار ہوتے ہیں! آپ مایوس ہرگز نہ ہوں، "آزاد" کا سورج ضرور طلوع ہوگا۔ سرائیکی تحریک کی جانداری کو بھانپ کر ہی مخالفین ایک عرصہ سے اپنی آبادی کو سارے پاکستان میں پھیلا رہے ہیں انکو علم ہو چکا ہے کہ ایک دِن صوبوں کو متوازن کرنا پڑے گا۔ اسی لیئے ہر جگہ وہ اپنی موجودگی اپنے لیئے سودمند سمجھتے ہیں، اگر آپ متحد رہے اور آپ کی آواز بھی بلند رہی تو آپ کا وجود اور حقوق ضرور تسلیم ہوں گے، شرط یہ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک خود کو لیڈر نہ منوائے، بلکہ خود خادم ثابت ہو اگر آپ کی ذراسی قربانی سے منزل آسان ہو جائے تو یہ سودا آپ کو مہنگا ہرگز نہیں! خدا آپ کو توفیق دے۔

دستک

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہماری پہچان سرائیکی زبان ہے جو لوگ اپنی پہچان کھو بیٹھتے ہیں، آخر کار ان کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے، اور وہ کسی سازشی اور عیار طبقے کے غلام ہو جاتے ہیں اگر ہم لاتعلق اور غافل رہے تو ہمارا حشر یہی ہو جائے گا۔ تو ہم سے بڑا مجرم کون ہوگا؟ ایسے بھیانک انجام سے دل کانپ جاتا ہے جبکہ دوسروں نے اپنا اپنا وجود تسلیم کرایا ہوا ہے تو ہمارے جائز مطالبے پر کفر کیوں لگے؟ یہ استحصالی طبقے کی ایک سازش ہے جو ہمیں اپنا غلام بنانا چاہتا ہے! آئیے غور کریں کہ ہم سرائیکی لوگ جو پاکستانی قوم کا ایک قدیمی اور اکثریتی حصہ ہیں اپنی پہچان یا وجود کو کماحقہٗ تسلیم کرانے میں آج تک کامیاب کیوں نہیں ہو سکے؟ ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ہماری اپنی کچھ کوتاہیاں ایسی ضرور رہیں جو ہمیں ناکام کر رہی ہیں۔ انکی نشاندہی اور ان کا مداوا کرانے کیلئے بڑی بے چینی کے ساتھ آج اس عریضہ کے توسط سے میں آپ کے درِ دولت پر دستک دینے کے لیئے پھر حاضر ہوا ہوں۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ سب سے پہلے ایک سازشی اور استحصالی طبقے نے پہل کر کے قومی ذرائع ابلاغ فلم انڈسٹری اور پریس کے ذریعے قومی زبان (اردو) سے بھی زیادہ اپنی زبان کو تمام پاکستانیوں پر ٹھونسنا شروع کر دیا تھا جس پر دوسری زبانوں والوں نے سر اٹھا کر اپنی اپنی زبان کا استحقاق تو منوا لیا، لیکن سرائیکی زبان والوں کی خاموشی کی وجہ سے سرائیکی زبان کو اس کے جائز حق سے دانستہ محروم رکھا گیا، بعد میں ہمارے کچھ بزرگوں کو محسوس ہوا کہ سرائیکیوں کو اس طرح ہضم کرنے کی سازش ہو رہی ہے ان کی جدوجہد سے اس وقت تک سرائیکی زبان کو ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ اسماعیل خان ریڈیو اسٹیشن مل چکے ہیں، اگر آپ بھی انہی کے مخلصانہ جذبے کی طرح

کوشش کریں تو سرائیکی زبان کے لیے کم از کم ایک ٹیلی ویژن اسٹیشن تو ضرور حاصل کر لیں گے ،

ہمارے نمائندے ..... انہوں نے اپنے عوام کے ایسے مسائل کو کسی حکومت کے سامنے رکھنے کی کبھی جرأت ہی نہیں کی ، یہ لالچی اور خودغرض صرف انتظامیہ کی خوشامد میں لگے رہتے ہیں ہر اسمبلی سے ان کا گٹھ جوڑ ہو جاتا ہے ، یہی مغرور وڈیرے آڑے وقت میں اپنے ووٹروں کے کام نہیں آتے ، بلکہ انہیں اور دبانے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ ان سے اکثر نالاں رہتے ہیں ۔ اور بیرونی وقتی خوشامد کرنے والوں کو ووٹ دینا قبول کر رہے ہیں اس طرح بیرونی عناصر ہمارے ہاں سیاسی اور سماجی طور پر اپنے پنجے گاڑھ رہے ہیں ، وڈیروں کا یہی رویّہ رہا تو بیرونی عناصر ہم سب پر چھا جائیں گے ، ان کو جھنجھوڑنے کی سخت ضرورت ہے ، آپ اپنے علاقہ کے نمائندوں کو لکھا کیجیئے !

ہمارے قلم کار !... حکومت اور اپنے صاحب استطاعت لوگوں کی سرپرستی کے بغیر فقط اپنے طور پر ہمارے لکھاریوں نے سرائیکی ادب میں کافی پیش رفت کی ہے ، جو قابل ستائش ہے ! ادب میں اضافے کے علاوہ اگر سرائیکی لوگوں کو عملی طور پر مستعد کرنے پر بھی توجہ دی جاتی تو بہت کارآمد ہوتا ، بلاشبہ کسی قوم کو بیدار کرنے میں دردمند اہل قلم کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے ، اور یہی وہ لگن ہے جو کسی اہل درد ادیب کو امر بنا دیتی ہے ، خدا آپ کو اس اعزاز سے نوازے !

ہماری پستی ... ہر ایسی قوم جو خوشامدی عیش پسندی ، جوئے بازی ، بیکاری اور آپس کے حسد میں غرق ہو جاتی ہے انجام کار وہ اپنی جائیداد بیچ کر بھکاری اور پھر دوسروں کی غلام ہو جاتی ہے کیا ہم اس غار میں نہیں گرتے جا رہے ، اگر ہمیں اپنی بقا واقعی عزیز ہے تو آپس کے نفاق اور کدورتوں کو ترک کر کے ہمیں متحد اور فعال ہونا پڑیگا ، اور ہمیں خود ہی سنبھلنا ہوگا ۔

لائحہِ عمل

"راز جتوئی"

چند کرم فرماؤں نے مشورہ دیا کہ مختصر لکھا کروں، انکی یہ مہربانی بالکل بجا، لیکن میں اکثر نوجوانوں سے مخاطب ہوں جنکو گزشتہ حقائق اور واقعات سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، تاکہ کہیں بحث میں وہ معترض کو جواب تو دے سکیں۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ میں سرائیکی کی بجائے اُردو میں کیوں لکھتا ہوں اسکی وجہ یہ ہے کہ اپنی تحریریں اور دلائل مُلک کے اخبارات اور حکومتی اداروں کو بھی بھیجتا ہوں تاکہ وہ ہماری تکالیف مسائل اور ہمارے احساس کی شدت کو نوٹ کر کے ان کا مداوا کریں، خواہ وہ شنوائی نہ کریں، زمانہ تو گواہ رہتا ہے کہ کوئی تو چیختا رہا! میرے لکھنے کا مقصد نا انصافیوں کی نشاندہی اور غاصبانہ کرتوت کو ظاہر کرنا ہے، نہ کہ کسی کے خلاف نفرت پھیلانا، صرف حالات کی اصلاح اور مسائل کا حل مطلوب ہے جس سے مُلک مستحکم اور قوم میں اخوت پیدا ہو، ایسا سوچنا ہر مُحبِ وطن کا حق ہی نہیں بلکہ فرض ہے،

مخالفین

سرائیکی وسیب کے مخالف اصل وہ عناصر ہیں جو پنجاب بیوروکریسی کی سرپرستی میں وسطی پنجاب سے آکر یہاں کے مُہاجروں قدیم آبادکاروں اور مقامیوں کے وسائل اور اراضی پر غاصبانہ قبضہ کرتے ہیں اور ہمارے درمیان نفرت اور نفاق پیدا کرنے کی سازشیں بھی کرتے رہتے ہیں ان سب زیادتیوں کے ذمہ دار اصل میں پنجاب کی بیوروکریسی اور اسکے ہدایت کار پالیسی ساز سیکرٹری ہیں انکی طبقہ و علاقہ نوازی ہی نے ملک کو بحرانوں میں مبتلا کر رکھا ہے!

مہاجروں اور قدیم آبادکاروں کو ہم اپنا جائز حصہ دار مانتے ہیں انکو بھی بیرونی عناصر کی بجائے اس وسیب اور اسکے باسیوں سے وفا اور پیار کرنا چاہیئے ان سے حریفانہ مقابلہ کی بجائے ترقی اور روزی میں تعاون کرنا چاہیئے اس ہمدردی

سے اخوت پیدا ہو گی، جبکہ ہم ایک دوسرے کی شادی غمی میں شریک اور ہمارے قبرستان بھی اکٹھے ہیں اور اس وسیب کے نفع و نقصان میں بھی برابر کے حصے دار ہیں تو ہم ایک دوسرے سے نفرت کیوں کریں؟ اور حسد بھی کیوں؟

کچھ لوگ سرائیکی کا نام سنتے ہی منہ بسور لیتے ہیں سوچیئے آخر یہ رویّہ کیوں اپنایا گیا؟ جبکہ ہم نے تو کسی کی زبان وجود اور صوبے پر اعتراض کبھی نہیں کیا تو کسی کو کیا حق ہے کہ وہ پاکستان میں قدیم سے سب سے زیادہ بولے جانے والی سرائیکی زبان اور اسکے بولنے والوں کے وجود سے نفرت کرے، یہ بے ایمانی اب ختم ہونی چاہیئے جبکہ پنجابیوں کا پنجاب، سندھیوں کا سندھ، بلوچوں کا بلوچستان اور پٹھانوں کا اپنا اپنا صوبہ گوارا ہے تو سرائیکیوں کے سرائیکستان کو قبول نہ کرنیکا کیا جواز ہے؟

سارے پاکستان کو پنجابستان، ہرگز نہیں بننے دیا جائے گا یہ ہلاکت خیز سازش اب ختم ہو جانی چاہیئے! کیا سرائیکستان کے قیام سے نہ صرف سرائیکیوں کو کیا فائدہ ہو گا؟ ہرگز نہیں، مہاجر اور قدیم آباد کار جو اپنی محنت کی وجہ سے علم صنعت اور تجارت میں مقامیوں سے بہت آگے ہیں، ہر نئے کام میں اور نوکریوں میں بھی اپنی صلاحیت کی وجہ سے پیش پیش ہونگے اور سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ لاہور تو یہاں سے کچھ سو میل دور ہے اگر صوبے کا صدر مقام ملتان ہو تو کیا اس کا فائدہ بھی صرف سرائیکیوں کو ہو گا؟ نوجوانو! محنت خلوص کا پیمانہ ہے۔

سرائیکی نوجوان! سرائیکی تحریک کے ورکروں کی تربیت پر کوئی توجہ نہیں دی گئی جس کی وجہ سے اکثر نوجوان ہوش کی بجائے بے جا جوش سے سرائیکی سے ہمدردی رکھنے والوں کو بھی دور کرتے جا رہے ہیں ان کو شائستگی اور ٹھنڈے مزاج سے بات کرنی چاہیئے اور خصوصاً مہاجروں اور آباد کاروں کو عزت دینی چاہیئے اور اعتراض کا جواب دلیل سے دینا چاہیئے۔ ان کو مشترکہ دشمن کی سازشوں سے آگاہ کرنا چاہیئے، مخلص نوجوان ہی تحریک کو کامیاب کرا تے ہیں، نوجوانوں پر لازم ہے کہ وہ دیہاتوں میں پھیل جائیں اور عوام کو تحریک کے مقاصد سے آگاہ کریں

معزز قارئین! **کیا آپ جانتے ہیں کہ**

کس طبقے کے بدمعاشوں نے لوبہ ٹیک سنگھ میں

بنگالیوں کے لیڈر مولانا عبدالحمید بھاشانی کے سر سے ٹوپی بھرے جلسے میں اُتار پھینکی تھی؟

اور کون

بنگالیوں کی قربانیوں اور ان کی پاکستان سے بے پناہ محبّت کے باوجود ان سے نفرت کرتے تھے؟

خواجہ ناظم الدّین بنگال کے مقبول لیڈر اور قائداعظمؒ کے وفادار اور ساتھی کو پنجاب کے کس پلید اخبار نے ہاضم الدّین لکھا تھا؟

کس طبقے نے بنگالیوں کے عظیم لیڈر اور قائداعظمؒ کے پیارے ساتھی حسین شہید سہروردی کو ناکام کیا تھا؟

اور لاہور میں قرارداد پاکستان پیش کرنے والے بنگالی لیڈر فضل الحق کو بھی ذلیل کیا تھا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہ طبقہ ہے! جو اپنے سوا سب پاکستانیوں کو آج اسلام اور پاکستان کا دشمن کہتا ہے۔ کیا یہ طبقہ سچّا ہے؟

اے سب کے خدا!

تو جانتا ہے سب کھوٹے کھرے

میری بار کیوں دیر اتنی کری

"از سرائیکی چوکیدار"

* پاکستانی عوام کی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ پاکستان بنتے ہی انگریزوں کا ایجنٹ اور پالتو طبقہ حکومتی اداروں کے پالیسی ساز کلیدی عہدوں پر اُچک کر قابض ہو گیا جس نے طبقہ و علاقہ نوازی کرتے ہوئے صرف اپنے لوگوں اور علاقوں کو ملک کے تمام وسائل سے خوب فیضیاب کیا۔ ملکی صنعت، تجارت اراضی اور اعلیٰ ملازمتوں کے علاوہ علمی، فنی اور زرعی اعلیٰ تربیت گاہوں کو صرف اپنے لوگوں اور علاقوں کے لئے مخصوص کیا گیا جس سے صرف یہی طبقہ علمی، فنی اور مالی لحاظ سے پسماندہ اکثریت پر فوقیت یا غلبہ پا گیا اس کی قوتِ خرید کو دانستہ بڑھایا گیا۔ اسی لئے پسماندہ علاقوں کی جائیدادیں خرید کر کے بھی یہ سازشی طبقہ ان پر مسلط ہوتا جا رہا ہے اس کی اس یلغار پر جب واویلا ہوتا ہے تو اس استحصالی طبقے کے پالتو اہلِ لوقت اور بلیک میلر اخبار جائز احتجاج کرنے والوں کے منہ بند کرنے کیلئے علیحدگی پسندی کے مکروہ الزامات دیتے ہیں ..... ہر حاکم وقت کے دور میں اسی طبقے کے حکومتوں کو چلانے والے سیکرٹری اجارہ دار محفوظ رہتے ہیں۔ ان سازشیوں پر ہاتھ ڈالنے کی جسارت کسی سے نہیں ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ طبقہ و علاقہ پرستی بدستور جاری ہے ... جب تک اس اساسی محکمہ کے کلیدی عہدوں میں پاکستان کے سب طبقوں کو شریک نہیں کیا جاتا ملک اور عوام میں استحکام اور اخوت پیدا نہ ہو گی۔ اس اصل خرابی پر فوری توجہ کی اشد ضرورت ہے!

* خود مختار سیکرٹریوں کے بھیجے ہوئے اپنے اعلیٰ افسر علاقوں میں پہنچ کر اپنے لوگوں کو وہاں بلا کر جعلی ڈومی سائیلز بنوا دیتے اور وہاں کی اراضی اور ملازمتیں دیکر وہاں کے اصل حقداروں کو محروم کرتے ہیں اس سازشی عمل سے پہلے کے ترقی یافتہ طبقے کو پسماندوں پر مسلط کر کے ان کو ترقی کے نئے مواقع سے استفادہ کرنے سے محروم کیا گیا۔ جس سے محرومی مایوسی اور نفرت نے جنم لیا۔ عوام اب اس سازش کو شدت سے محسوس کرتے ہیں!

* ہر نئے حاکم ملک کے گرد ایسے موقعہ پرستوں کا حصار ہو جاتا ہے جو اسے اپنے شیشے میں اُتار کر عوام اور ان کے اصل مسائل سے دور کر دیتے ہیں۔ یہ مفاد پرست خود اور اپنے تعلقداروں کے لئے ڈھیروں مفادات سمیٹتے رہتے

ہیں۔ عوام کے دِل ایسے پرچیب حاکم مجازی کی آنکھ کھلتی ہے تو یہ خود غرض آنکھیں پھیر چکے ہوتے ہیں۔ اب تو ایسے عیار اور خطرناک عناصر سے ہوشیار رہنے کی زیادہ ضرورت ہے!

★ اب تک یہاں جو طریقۂ انتخاب مروّج ہے اس میں تو صرف جاگیردار اور لٹیرے صنعتکار سرمایہ دار ہی حصہ لے سکتے ہیں جو اسمبلیوں میں صرف اپنے طبقے کے دوام اور تحفظ کے قانون بناتے رہتے ہیں۔ عوام کے مسائل، مصائب اور محرومیوں سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہا۔ اگر واقعی ملک کے اندرونی مسائل کو حل کرنا ہے تو اب ضروری ہوگیا ہے کہ دوسروں کی نقالی کرنے کی بجائے پاکستان کے اپنے مخصوص تقاضوں کے مطابق متوسط غربا اور امیروں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دینا ہوگی۔ اسی طرح ہر طبقہ اپنے اپنے حقوق کا تحفظ کر سکے گا۔ امیروں اور غریبوں کے فاصلے اور نفرتیں کم ہوں گی اور تصادم کا خطرہ بھی نہ رہے گا۔ **پاکستان کا یہ پُرامن انقلابی اقدام دنیا کیلئے قابلِ تقلید مثال ثابت ہوگا!**

★ انگریز جو آبادی اور علاقوں کو کم و بیش رکھ کر "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی حکمت پر گامزن تھے ان غیروں کے بنائے کم اور زیادہ صوبوں کو اب تک ہم گلے لگائے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے ہاں علاقائی اور طبقاتی کشمکش زوروں پر ہے۔ صوبوں میں توازن اور عدل ہی سے پاکستانی عوام میں اخوت اور اتحاد پیدا ہوگا۔ ملک اور عوام کی سلامتی اور اجتماعی فائدے کی خاطر اب نہایت ضروری ہوگیا ہے کہ صرف پنجاب جو چھ کروڑ آبادی کے تناسب سے اسمبلیوں میں بہت زیادہ نشستیں حاصل کرتا ہے اور مالی مفادات بھی سب صوبوں سے زیادہ پاتا ہے جو سب وسطی پنجاب کی صنعتی ترقیوں اور آرائش پر خرچ ہوتے رہتے ہیں۔ اس حقیقت کو کون جھٹلا سکتا ہے کہ تینوں چھوٹے صوبے مل کر بھی پنجاب سے اپنے حقوق نہ منوا سکے۔ اسی وجہ سے وہ سب بھی نالاں اور مضطرب رہتے ہیں۔ وہ پنجاب ہی کو بالادست اور استحصالی پاتے ہیں۔ کیونکہ وسطی پنجاب کے لوگوں کو سرائیکی علاقوں اور دوسرے صوبوں میں منتقل کرنے کی سازش ابھی جاری ہے، جبکہ روزی کے لئے دوسرے صوبوں کے افراد تو پنجاب نہیں جاتے پنجاب کی اس سازش کی وجہ سے اس سے نفرت بڑھی ہے۔ دریں حالات پنجاب کی مصنوعی بڑائی اور اس کی مسلسل بالادستی پر بقیہ پاکستان کی بقا اور سالمیت برقرار رکھنے کو ترجیح دینا ہی اب پاکستان سے صحیح محبت اور وفاداری رہ گئی ہے

لہٰذا محرومیوں، نفرتوں کو ختم کرنے اور صوبوں کو متوازن کرنے کی خاطر عارضی طور پر سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے تین یونٹ بنائے بغیر اب کوئی چارۂ کار نہیں رہا۔ کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ پنجاب کے مسلسل استحصال اور غلبہ کو اب کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ انہی مجبوری اور ضروری آپریشن پر وہی عناصر سیخ پا ہو کر اسے علیحدگی پسندی قرار دیتے ہیں جو دوسروں کو مفتوحہ سمجھ کر خود اکیلے ملک کے تمام وسائل پر مزید قابض اور غاصب رہنا چاہتے ہیں۔ ان کے اسی عمل قبیح ہی سے ملک آدھا ختم ہو چکا ہے۔ اس تجویز سے انحراف سے بقیہ ملک ہرگز سالم نہ رہے گا۔ جبر سے تو دوستی اور اخوت پیدا نہیں ہوتی بلکہ فاصلے اور نفرتیں بڑھتی ہیں۔

★ وسطی پنجاب والوں کے ذرائع ابلاغ پر بھی اجارہ داری اور غلبہ کی وجہ سے پنجابی بولی کو فلموں، ٹیلیویژن، ریڈیو، اخبارات اور درسگاہوں کے ذریعے سارے پاکستانیوں پر زبردستی مسلط کیا جا رہا ہے جس سے پنجاب کی ناجائز توسیع پسندی اور بھی واضح ہو گئی ہے۔

★ سرائیکی جو سکھوں کی یلغار سے قبل لاہور تک کی زبان اور ثقافت تھی۔ رنجیت سنگھ جیسے حملہ آوروں اور ان کے ہمنواؤں ... ان کے ...

★ سرائیکی جو سکھوں کی یلغار سے قبل لاہور تک کی زبان اور ثقافت تھی۔ رنجیت سنگھ جیسے حملہ آوروں اور ہتھیاروں نے بڑھتے بڑھتے اب سرائیکی عوام اور زبان کو سرگودھا۔ ملتان، ڈیرہ جات، بہاولپور اور پوٹھوہار تک محدود کر لیا ہے۔ اب تو ڈھٹائی سے سرائیکی جیسی قدیم زبان کو کل کی پنجابی کا انگ کہنے پر اصرار بھی کیا جا رہا ہے جبکہ سرائیکی تو دریں سندھ اور بلوچستان کے قدیم کروڑوں پاکستانیوں کی قدیم ثقافت اور زبان بھی ہے۔ پاکستان کی اس نصف آبادی کو فلموں، ٹیلی ویژن، ریڈیو اور درسگاہوں سے اپنی پیاری ثقافت اور زبان سے دانستہ محروم کرنا بددیانتی اور ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے؟ جبکہ وہ اربوں روپیہ حکومتی ٹیکس، مالیہ اور واجبات بھی ادا کرتی ہے!

★ سرائیکی علاقوں میں کپاس، گندم، گنا، تیل کے بیج، اون، چمڑہ وغیرہ بے شمار ہیں لیکن ان کے کارخانے وسطی پنجاب میں ہیں۔ یہاں جو چند کارخانے ہیں ان میں مقامی نوجوانوں کو نہ تربیت دی جاتی ہے اور نہ ہی ملازمت۔

★ اگرچہ سرائیکی علاقوں اور چھوٹے صوبوں میں وسطی پنجاب اور کراچی جیسی علمی، فنی اور زرعی اعلیٰ تربیت گاہوں کی دانستہ کمی رکھی گئی ہے اسکے باوجود ادھر اب اعلیٰ تعلیم و تربیت یافتہ بیشمار نوجوان

بیروزگار ہیں۔ ان کی یہ حوصلہ شکنی ان کو مشتعل کر رہی ہے۔

★ سرائیکی علاقوں اور چھوٹے صوبوں میں اکثر بلوچ، مغل، سید، اعوان اور راجپوت جیسے باغیرت محب وطن اسلام کے شیدائی اور جنگجو قبائل آباد ہیں۔ لیکن ان کو دانستہ فوج میں بھرتی نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح دیگر حکومتی کلیدی عہدوں تک ان علاقوں کے باصلاحیت نوجوانوں کو نہیں پہنچنے دیا جاتا۔

★ ایسی تمام ناانصافیوں اور عوام کی محرومیوں پر بھی ان علاقوں کے بے حس نمائندے اسمبلیوں میں کوئی احتجاج نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ خود بھی عوام کو پسماندہ اور بیروزگار رکھ کر اپنا محتاج رکھنا چاہتے ہیں تو ایسے عوام دشمن افراد علاقے کے حقیقی نمائندے کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ عوام فراموش اور خود فروش تو فقط ذاتی مفادات کی خاطر اسمبلیوں میں جاتے ہیں۔ ان ٹاؤٹوں کے خلاف ایک بھرپور مہم چلانا ہوگی۔

★ اکثر جاگیردار اور لیٹرے صنعت کار ابھی تک پنے ہی غریبوں کا خون چوس رہے ہیں۔ اور ان سے نفرت بھی کرتے ہیں۔ یہ نام نہاد وڈیرے فقط حکومتی واجبات اور اپنے گھناؤنے جرائم سے بچنے کی خاطر ہر آمر وقت کے ہاتھ پر بیعت بھی کرتے رہے ہیں۔ ان کا سیاسی نظریہ کچھ بھی نہیں۔ البتہ یہ کرسی کی خاطر کسی ملک اور عوام دشمن سے بھی سمجھوتہ کر سکتے ہیں۔ ایسے ناقابل اعتماد و مفاد پرست ٹولہ کو عوام کا نمائندہ بنانا اب تو بے سود ثابت ہو چکا ہے۔ ان سے کافی زخم کھانے کے بعد اب عوام کافی ہوشیار ہو چکے ہیں۔ انشاءاللہ آئندہ انتخابات میں ان دھوکہ باز خاندانوں کو عوام بالکل ہی مسترد کر دیں گے۔

"وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ" "پاکستان پائندہ باد"

۲۰ دسمبر ۱۹۸۸ء

اس سچ کی ہوا بھی گواہیاں دے گی
کہ تمہارے ظلم تمہارے ہی نام لکھتا ہوں

کاوشِ قلم

مرید حسین خاں راز جتوئی

چوک سرائیکی خانپور کٹوڑہ

ن: اپنے ضلع کے ممبران کو پوسٹ فرما دیجئے۔

"شکریہ"!

سرائیکیوں کے خلاف سازشیں

جغرافیائی استحصال: تاریخ سے ثابت ہے کہ راوی تک کے تمام علاقے قدیم ترین حکومتی مرکز ملتان کے ماتحت تھے۔ انکی ثقافت اور زبان بھی ملتانی (سرائیکی) ہی تھی۔ انکی تصدیق حضرت شاہ حسینؒ لاہوری کی سرائیکی کافیوں سے بھی ہوتی ہے ملتان کے حاکموں نے مغلوں کو خراج ادا کرنے میں سرکشی کی تو مغلوں نے لاہور کے ساتھ کے علاقوں کو مرکز ملتان سے جُدا کرکے راوی سے پار کا علاقہ جو اُسوقت بالی کہلاتا تھا کے ساتھ ملا کر فارسی نام پنجاب دیدیا۔ یہ صرف پانچ چھ سو برس کی بات ہے۔ اس کے بعد رنجیت سنگھ نے یلغار کرکے ڈیرہ غازیخان تک کے علاقوں کو جبراً اپنے پنجاب میں شامل کرلیا۔ انگریزوں نے بھی سرائیکیوں کو آزادی پسند پاکر ان کے پار کے علاقوں (ساہیوال وغیرہ) میں اپنے وفادار پنجابیوں کو کافی اراضی نئے شہر اور نہری نظام سے خوب نوازا۔ کیونکہ علما کی تلقین پر سرائیکی لوگ فرنگیوں کو بیرونی غاصب سمجھتے اور انکی نئی تعلیم اور فوج کی نوکری سے بھی نفرت کرتے تھے۔ لہٰذہ انگریزوں نے انکو قبائلی سرداروں کی غلامی میں رکھنا اور پسماندہ رکھنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ لیکن حریص پنجابیوں نے انگریزوں کی تابعداری کرکے خوب مفادات سمیٹے اور سرائیکیوں کو بھی کمزور کرنے میں انگریزوں کی بڑی مدد کی۔ حرص کیوجہ سے پنجابیوں کو اسلام سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔ اسلیئے ان کے علاقوں میں عیسائیت، قادیانیت اور سکھ مذاہب خوب پھیلے۔ جس مذہب نے بھی لوگوں کو مادی سہولتیں زیادہ فراہم کیں لوگوں نے اُسے جھٹ قبول کرلیا۔ لیکن سرائیکیوں نے غربت سے تنگ آکر اپنا مذہب کبھی تبدیل نہیں کیا۔ اسی لیئے پاکستان سے پہلے ان نئے مذاہب کو سرائیکی علاقوں میں کوئی مقام نہ ملا۔ کیونکہ سرائیکی علاقوں میں اسلام کی جڑیں کافی گہری ہیں۔ اس لیئے آج بھی خصوصاً سرائیکی علاقوں میں جیسا شخص بھی اسلام کے مقدس نام پر ووٹ مانگتا ہے اسلام کے یہ فدائی اس کے فریب میں آجاتے ہیں۔ خدا جانے یہ سادہ لوح عوام کب تک ایسے دھوکہ بازوں سے زخم کھاتے رہیں گے! انگریزوں نے سرائیکیوں کو منتشر رکھنے کی خاطر انکی پہچان (زبان) کو مختلف علاقائی نام دے رکھے تھے۔ فرنگیوں کی اس سیاسی چال کو کافی عرصہ تک ہمارے سادہ مزاج بزرگوں نے نہ سمجھا۔ آخر ۱۹۶۲ء میں لاہور ہی میں سرائیکی کے دانشوروں پر واضح ہوا کہ پنجابی توسیع پسند سرائیکی زبان پر قابض ہوکر پاکستان کے تمام سرائیکیوں کو بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں۔ تب ہی سے ہم اپنے علاقائی ناموں (ریاستی ملتانی، ڈیریوالی، جھنگوی، جٹکی اور ہندکو وغیرہ) کو ترک کرکے **سرائیکی** پر متفق ہوکر اپنے قومی وجود کو تباہ ہونے سے بچانے اور اپنا صوبہ حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ سرائیکی جیسی سوئی ہوئی قوم کو جگانے میں ہمارے اپنے خود غرض اور قوم کے درد سے عاری لوگوں نے بھی ہم پر بہتان تراشے۔ جو ہم نے اپنے خلوص کا امتحان سمجھ کر بڑے صبر سے برداشت کرکے بغیر کسی صلے کی اُمید کے اپنا سب کچھ اس مہم میں لگادیا۔ کیونکہ بہر صورت ہمیں سرائیکیوں سے مایوسی ختم کرکے اور ان میں اپنے چھینے ہوئے حقوق حاصل کرنے کی جرأت پیدا کرنا

تھی۔ چنانچہ ہم نے اللہ کے فضل وکرم اور اپنی لگاتار بیدار کن تحریروں سے اپنی زندگی ہی میں سرائیکی عوام کا شعور بیدار ہوتا دیکھ لیا ہے۔ جسکو ہم اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ لیکن دُکھ کی یہ بات ہے کہ جن لوگوں کی آنیوالی نسلوں کو ہم مسلط ہونیوالی غلامی سے بچانے میں ہلکان ہو رہے ہیں اسکا انہیں کوئی فکر ہی نہیں۔ ہمارے اکثر بزرگوں کو پہلے تو واقعی یہ احساس نہ تھا کیونکہ وہ مخلص لوگ اپنی روائتی فراخدلی سے خوب سرشار تھے۔ لیکن ہمارے جھنجوڑنے اور بار بار کی نشاندہی پر اب انہوں نے مخالفین کی گھنونی سازشوں کو خود دیکھ لیا ہے۔ خصوصاً سرائیکیوں کی نئی نسل نے تو ان استحصالی سازشوں کو خوب ہی سمجھا ہے۔ اس لیئے وہ بڑی ہمت اور جذبے کے ساتھ حملہ آوروں کا دفاع خود کر رہے ہیں۔ اور سرائیکی کی بقا کی جنگ بڑے خلوص سے لڑ رہے ہیں۔ یہ سرائیکی کے ایسے رضاکار ہیں۔ جن پر آئندہ کی نسلیں فخر کریں گی۔ کیونکہ انکی لگاتار جدوجہد اور قربانیوں سے منزل اور قریب آتی نظر آ رہی ہے البتہ انکو سیاسی خاندانوں میں سے صرف باضمیر افراد اور سرائیکی دھرتی سے پیار کرنیوالے مہاجروں اور قدیم آبادکاروں کو بھی اپنی تحریک میں شریک کرنا ہوگا۔ ہماری دُعا ہے کہ ان فدائیوں کی جدوجہد جلد پروان چڑھے۔

سرائیکی زبان کا استحصال:۔ پاکستان بنتے ہی پنجابی سازشی لکھاریوں نے بڑی ڈھٹائی سے لکھنا شروع کر دیا تھا کہ سرائیکی زبان نہیں پنجابی کا ایک لہجہ ہے۔ اگر وہ یہ بھی خلوص دل سے مانتے تو سرائیکی کو بھی امرتسری جالندھری اور سیالکوٹی لہجوں جیسی ترویج اور ترقی سے ہرگز نہ روکتے۔ لیکن ان حریصوں نے قدیم سرائیکی زبان کو عملاً ختم کرنیکی سازشیں کیں۔ ان کے سواریوں نے پاکستان کے ابتدائی ریڈیو سٹیشنوں اور فلموں میں سرائیکی زبان کو اُنے ہی نہ دیا۔ بلکہ جس نے کمائی کے لالچ میں پہلی سرائیکی فلم بنائی اُس پر لعن طعن کی گئی۔ کروڑوں روپیہ کمانے کے باوجود اُس نے آئندہ کیلئے توبہ کرلی۔ سندھ اور ملتان جیسی قدیم سرائیکی زبان اپنی ایک علیحدہ پہچان اور گرامر رکھتی ہے۔ ہندی زمین پر عربی فارسی اور ترکی جیسی کئی زبانوں کے خوشرنگ بیل بوٹوں نے سرائیکی کو ایک بڑی دلکش میٹھی اور مالدار زبان بنا دیا ہے۔ جبکہ پنجابی سکھوں کی ایک نئی کرخت بولی گورمکھی سے وجود میں آئی ہے۔ اقتدار میں سازشی شرکت سے پنجابی عہدیداروں نے اپنی نئی بولی کو فلموں، ریڈیو، ٹیلیویژن اور پریس کے ذریعے تمام پاکستانیوں پر جبراً ٹھونسا ہے۔ اس ظلم کو اب تمام پاکستانی بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں۔

سرائیکی عوام کا استحصال: سرائیکی علاقوں میں وسطی پنجاب کے کلیدی عہدیداروں نے اپنے لوگوں کو لاکر اراضی، صنعت، تجارت اور ملازمتوں پر مسلط کرکے یہاں کے مہاجروں قدیم آبادکاروں اور مقامیوں کو اپنے وسائل سے محروم کرکے اپنا زیردست بنا لیا ہے۔ اس سازش کو ہضم کرنے کے لیئے مقامی سیاسی اجارہ داروں کو ذاتی مراعات یا وزارت کے لالچ کا چسکا لگایا گیا۔ اور ان کے جابرانہ تسلط

کو بھی بڑا سہارا دیا گیا ہے۔ اسی لئے یہ قوم فروش ابھی تک بالا دست حریص طبقہ کی دلالی کر رہے ہیں
شرم انکو مگر نہیں آتی ! عوام ان ضمیر فروشوں کو اب خوب پہچانتے ہیں۔

ان سازشوں پر بھی غور کیجئے ! اپنے ان احساسات کو علما اور سیاستکاروں تک ضرور پہنچائیے :

● خام مال سرائیکی علاقوں کا اور اس کے کارخانے وسطی پنجاب میں۔ جہاں سرائیکیوں کو خاکروبی بھی نہیں ملتی ● سرائیکیوں کو اقلیت بنانے کیلئے بہاریوں کو یہاں بسانے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔

● سرائیکی علاقوں میں جو چند فیکٹریاں ہیں ان میں بھی سرائیکیوں کو نہ تربیت دیجاتی ہے اور نہ ہی ملازمت۔

● سرائیکی نوجوانوں کو علم یا ہنر سکھانے میں تعصب اور بخل کیا جاتا ہے۔ اور انکی حوصلہ افزائی۔

● سرائیکی علاقوں کے باسی مہاجروں قدیم آبادکاروں اور مقامیوں میں نفاق ڈالا جاتا ہے۔

● کاروبار یا تجارت میں سرائیکیوں سے حسد کر کے ناکام کرنیکی کوشش کی جاتی ہے۔ تاکہ یہ روزگار ہو کر جائیداد بیچنے پر مجبور ہو جائیں ● ملازمتوں کے انٹرویو برائے نام لیکر سرائیکیوں کو دانستہ مسترد کیا جاتا ہے۔

● تمام سہولتوں اور حقوق سے محروم سرائیکی امیدواروں کے میرٹ کا مقابلہ اُن لوگوں سے کرایا جاتا ہے جن کو وافر سٹاف، سامان، عمارتیں، لائبریریاں اور لیبارٹریاں مہیا کی گئی ہیں۔

● سرائیکی باصلاحیت نوجوانوں کی اب کوئی کمی نہیں رہی لیکن انکو پالیسی ساز اداروں اور سفارت کی ملازمتوں میں دانستہ نہیں لیا جاتا۔

● سرائیکی کے حضرت خواجہ غلام فرید علیہ رحمۃ کو تحریروں اور ٹیلیویژن پر پنجابی شاعر کہا جاتا ہے۔

● ہر سرکاری و نجی دفتر میں سرائیکی بولنے والے کے کام میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔

● سرائیکی علاقوں میں صنعتی ترقی کی بنیادی ضروریات یعنی کشادہ سڑکوں، ریلوے، بجلی، گیس ٹیلیفون تار، نہری و دریائی پلوں، علمی فنی اور زرعی اعلیٰ تربیت گاہوں کی دانستہ کمی رکھی گئی ہے تاکہ سرائیکی علاقے فقط سستے خام مال اور لوٹ کھسوٹ کی منڈیاں بنے رہیں۔

● پہلے کے ترقی یافتہ طبقے کو پسماندہ سرائیکیوں پر مسلط کر کے انکو نئے مواقع سے محروم کیا گیا ہے

● ملک بھر کے چار کروڑ سرائیکی عوام سالانہ اربوں روپیہ ٹیکس مالیہ اور لائسنس ادا کرتے ہیں۔ لیکن انکی زبان کو درسگاہوں اور نہ ملکی ٹیلیویژن پر دوسروں جیسے حقوق ملتے ہیں۔

● وسطی پنجاب والے دوسروں کے وسائل پر قبضہ کرنے کو اپنا اسلامی حق کھتے ہیں۔ سرائیکی علاقوں پر اُنکی یلغار جاری ہے

• **پنجاب** ۶ کروڑ آبادی کے تناسب سے سیاسی اور مالی مفادات حاصل کرنے کے سبب کو وسطی پنجاب کی صنعتی ترقیوں پر خرچ کرتا ہے اور اپنے شہروں کی آرائش پر بھی کروڑوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے لیکن حصہ دار سرائیکی علاقوں کو دانستہ محروم رکھا گیا ہے۔

• سرائیکی علاقوں میں سید، مغل، بلوچ، اعوان اور راجپوت جیسے غیرت مند، لڑاکے، اسلام اور وطن کے شیدائی قبائل آباد ہیں۔ لیکن انکو فوج میں دانستہ نہیں لیا جاتا۔ اور باصلاحیت سرائیکیوں کو کلیدی عہدوں تک بھی نہیں پہنچنے دیا جاتا۔

• وسطی پنجاب کے لوگ خود کو حاکم قوم کے افراد اور سرائیکیوں کو رعایا سمجھ کر ان سے نفرت کرتے ہیں۔

• وسطی پنجاب کے کارخانہ دار اور تاجر اکثر بناوٹی مال بھیج کر سرائیکی علاقوں کو لوٹتے رہتے ہیں

• وسطی پنجاب کے اکثر بلیک میلر اخبار اور اُن کے نمائندے اپنے طبقے کو نمایاں اور سرائیکیوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

• متعصب **پنجابی بیوروکریسی** نے مردم شماری کے فارموں میں سرائیکی زبان کا خانہ ہی نہیں رکھا تھا۔ اس بار پنجابی شمار کنندگان پر خاص نظر رکھنا ہوگی۔

۱۵/۹/۸۹ (۱۳۱ کے فوٹوسٹیٹ عام کرنا)

نوٹ:- یہ گشتی مراسلہ فقط اس لیئے آپکو ارسال کیا گیا ہے کہ ۱۹۹۰ء کے فوراً بعد نئی مردم شماری ہوگی۔ آپ نے گھر گھر پہنچ کر سرائیکی عوام کو ہوشیار کرنا ہے۔ اگر آپ نے غفلت کی تو......

ع تمہاری داستاں بھی نہ ہوگی داستانوں میں

آ تجھ کو بتاؤں کہ رازِ دروں کیا ہے

انکشاف

از قلم
مرید حسین خان راز جتوئی
چوک سرائیکی خانپور
(ضلع رحیم یار خان)

پیش لفظ

حیرت اور دکھ ہوتا ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستانی قوم میں کچھ ایسے تعلیم یافتہ افراد بھی ہیں کہ جن کو اپنے ملک اور قوم کے نفع یا نقصان سے کوئی سروکار نہیں۔ کچھ تو اپنی کھال میں مست ہیں اور کچھ جانوروں کی طرح صرف اپنا پیٹ بھرنے کے سوا کچھ سوچتے ہی نہیں۔ انہیں نہیں معلوم کہ ملک اور قوم پر کیا بیت رہی ہے؟

ہمارا راز ہمارا نہیں سبھی کا ہے
چلو اب سارے زمانے کو رازداں کر لیں!

یہاں تو سادگی اور قناعت پسند اکثریت کو ایسا بے بس کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنی رہی سہی جائیداد بھی حریص لیٹروں کو فروخت کر دینے پر مجبور کر دی گئی ہے۔ ایک خونخوار اقلیت ہماری اکثریت کا خون چوس چوس کر ادر فربہ ہو رہی ہے اور بیکس اکثریت اور بھی نادار ہوتی جا رہی ہے۔ اس حریص طبقے کی مسلسل لوٹ کھسوٹ سے اہل اسلام کی سب سے بڑی ریاست اب تو نصف رہ گئی ہے لیکن پھر بھی یہ محسن کش طبقہ اپنی چیرہ دستیوں سے دستکش نہیں ہوا۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ اس ملک اور قوم کو ایک چھوٹا سا طبقہ مفتوحہ سمجھ کر خوب لوٹ اور نوچ رہا ہے۔ اور کچھ لوگ اس کے ساتھ جعفر اور صادق کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اب خوف ہے کہ ان مسلسل زیادتیوں سے بنگال کی طرح ادھر بھی کبھی اچانک نفرتوں کا لاوا پھٹ نہ پڑے!

اب وہ عوامل پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ساری قوم اندرونی طور پر سخت بے چینی اور طبقاتی کشمکش کا شکار رہے:-

متروکہ جائیداد - اس جائیداد کو مالِ غنیمت سمجھنے والوں نے کئی بار فروخت کر کے اور پھر الاٹ کرالی۔

پاکستان کے سب علاقوں میں ہندوؤں نے جو جائیداد بنائی تھی وہ یہاں کے بھولے بھالے قدیم باسیوں سے سُود در سود میں ہی اینٹھی تھی۔ ساری پاکستانی قوم کی مساوی اٹھان لئے مناسب تھا کہ تمام متروکہ جائیداد کا کم از کم ½ حصہ نادار انصار کے لئے وقف کر دیا جاتا۔ اس سے کچھ مقامی بے زمین و مکان لوگوں کو سہارا مل جاتا - اور کچھ دکانوں کی الاٹمنٹ سے چند مقامی نئے تاجر بن جاتے۔ اس سے مہاجرین اور انصار کا عملی زندگی میں ایک بڑا اشتراک استوار ہو جاتا جو اخوت اور قومی یکجہتی کا موجب بنتا۔ اس وقت کے حاکموں اور مقامی زعماء نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ لیکن وہ خود اس بہتی گنگا میں خوب نہاتے رہے۔ اس ابتدائی بے اعتنائی اور صرف ایک طبقے کی اجارہ داری سے اب طبقاتی حسد اس قدر نمایاں ہو چکا ہے کہ اگر کوئی مقامی شخص تجارت یا کسی فنی ادارے میں آ جائے تو ان شعبوں کے اکیلے اجارہ دار اُسے بھائی کی طرح قبول کرنے کی بجائے اُسے ناکام کرنے کے جتن کرتے ہیں۔

زرعی اصلاحات - پاکستانی قوم کے طبقاتی فاصلوں کو کچھ کم کرنے کو سوچا ہی جا رہا تھا کہ ایوب خاں کی اس سکیم پر عمل سے پیشتر ہی جاگیرداروں نے محکمہ مال سے ساز باز کر کے سرکاری ریکارڈ میں سے اپنے قدیم مزارعین کے نام ہی مٹوا دیئے۔ اپنے نام مقررہ ملکیت کے علاوہ کافی زمین اپنے زیر اثر دُور کے رشتہ داروں کے نام کرا دی۔ جس کو اب فروخت کیا جا رہا ہے۔ کچھ فالتو اراضی گورنمنٹ کو بھی دی گئی - جس کو طبقہ و علاقہ نواز انتظامیہ نے اپنے رشتہ داروں کو بلا کر الاٹ کر دیا۔ اور مراعات دے کر اپنے لوگوں کو اِدھر منتقل کرتے رہے۔

چولستان، پٹ فیڈر، سندھ، تھل، بار اور ڈھنڈھی اسٹیٹ میں بھی مقامی بے زمین کسانوں کی بجائے غیر مستحق لوگوں کو زمین اور مراعات دیئے گئے جن لوگوں نے واویلا کیا تو متعصب مفاد پرستوں نے اُن کی خوب کردار کشی کی۔

علمی اور فنی ادارے۔ لوگوں کو بے خبر اور محتاج رکھنے کے لئے علم اور فن سے محروم کیا گیا۔
سرمایہ داروں کے جانبدار پالیسی سازوں کی سازشوں سے ان اداروں کے اخراجات
اس قدر بھاری رکھے جاتے ہیں کہ جن کو نادار اکثریت برداشت نہیں کر سکتی۔ اسی لئے وہ اپنی
اولاد کو تعلیم دلانے سے محروم رہتی ہے۔ اگر کوئی اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر اپنے بچوں کو
پڑھا بھی لیتا ہے تو ان کو ملازمت ہی نہیں دی جاتی۔ اس سے مایوسی اور بیزاری پیدا ہوئی۔
سرمایہ داروں کی اولاد کیلئے اعلیٰ درسگاہوں کا بندوبست بھی ہے جن میں وہ
غریب پاکستانی بچوں سے بالکل علیحدہ تعلیم و تربیت پا کر سیاستدان یا حاکم بن جاتے ہیں۔
بھلا! ایسے امیرزادوں کو غریب عوام کی محرومیوں کا احساس کیسے ہو سکتا ہے؟
اکثر پسماندہ علاقوں کے وڈیرے ابھی تک اپنے علاقوں میں اعلیٰ تعلیمی ادارے اور
کارخانے قائم ہی نہیں ہونے دیتے۔ تاکہ لوگ جاہل اور محتاج رہ کر ان کے غلام بنے رہیں!

عوامی نمائندگی۔ غلامی دور کی سرداری سے لوگ نجات پانا چاہتے ہیں۔ لیکن
شومئی قسمت کہ اب تک تو سرمایہ اور جاگیردار ہی اپنے دھن۔ دھونس اور دھاندلی
کے زور پر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جو علاقے اور عوام کے حقوق لینے کی بجائے صرف
ذاتی مراعات میں ممنون ہو کر انتظامیہ کے آلۂ کار بنے رہتے ہیں۔ لوگ اب سمجھتے ہیں۔
اکثر حکومتیں ایسے ہی خود غرض اور آلۂ کار اشخاص کو استعمال کرتی رہی ہیں۔

پنجاب کے خواص۔ اپنے فطرتی رجحانات کو یہ لوگ کیسے بدل لیں؟
ان کے بارے میں تو علامہ اقبالؒ اور شورش کاشمیری کے تاثرات اور ریمارکس ہی کافی ہیں۔
ان مفاد پرستوں کا شروع ہی سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ یہ ہر چڑھتے سورج کے پجاری
بن کر خوب فائدے اٹھاتے رہے ہیں۔ ہر تحریک میں یہ اس وقت آشامل ہوتے رہے
جب انہیں اس کی کامیابی یقینی ہی نظر آئی۔ ورنہ لاتعلق رہے۔
مطالبہ پاکستان کے دنوں لاہور میں کانگرس نواز یونینسٹ پارٹی کی حکمرانی تھی۔
جس نے کانگرس کی خوشنودی کے لئے پنجاب میں مسلم لیگ کو قدم ہی نہ جمانے دیئے۔
آخر کار ۱۹۴۶ء میں قائد اعظمؒ نے اس پارٹی کے سینے پر پاکستان کا کھونٹا گاڑھنے کے لئے

اپنی سیاسی فراست سے کام لے کر لاہور ہی میں دوسرے ہمنوا صوبوں کے زعماء کو اکٹھا کر کے اِن سے قراردادِ پاکستان منظور کروا کر پنجاب کے حساس عوام کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔ یوں یونینسٹ پارٹی کے خواص اپنے عوام کی حمایت سے یکسر محروم ہو گئے۔ اس خفت کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ جھٹ پینترہ بدل کر مسلم لیگ ہی میں گھسنا شروع ہو گئے اور پھر عیاری اور ابن الوقتی میں مہارت کی وجہ سے یکدم آگے بڑھ کر ملکی سیاست، کلیدی عہدوں، صنعت، تجارت اور ذرائع ابلاغ پر قابض ہو کر طبقہ و علاقہ نوازی شروع کر دی۔ اس زہریلی پالیسی کو وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے اور پروان چڑھایا۔ کہ اس نے صرف اپنے ہم مذہب اور ہم زبان افراد کو مغربی ممالک میں انتظامی اور فنی ٹریننگ کے لئے حکومتی خرچ پر بھجوایا۔ اس کھیپ نے واپس آ کر ہر شعبہ میں خوب خویش پروری کی جس سے یہ طبقہ طاقتور ہو کر مرکزی حکومت پر بھی چھا گیا۔ اور سازشیں شروع کر دیں۔ بالائی پنجاب جو پہلے ہی ترقی یافتہ تھا۔ اس علاقہ و طبقہ نوازی سے اور بھی فیضیاب ہوا۔ لیکن پسماندہ زیریں پنجاب (سرائیکی علاقوں) اور چھوٹے صوبوں کو دانستہ نظر انداز کر دیا گیا۔

کراچی کے شہزادے ۔ بلائے گئے لوگوں کو تو خوش رکھنا ہی پڑتا ہے

مرکز پر بالائی پنجاب کی بالادستی اور ہمہ گیری کو لیاقت علی خاں نے بہت گراں محسوس کیا۔ انہوں نے بھی دارالخلافہ کراچی پر اپنی گرفت کو مضبوط رکھنے کے لئے یو پی اور سی پی (بھارت) والوں کو بلا بلا کر کلیدی عہدوں، صنعت، تجارت، اراضی، دکانوں، بلڈنگوں، درآمدی و برآمدی لائسنسوں اور قرضوں جیسی مراعات کی ان پر بارش کر دی۔ موقعہ کو غنیمت جان کر کئی اور لوگوں کو بھی بلا لیا گیا۔ اور ان کو بھی خوب نوازا گیا۔ یوں لیاقت علی خاں نے بھی اپنا ایک مضبوط طبقہ پیدا کر لیا۔ جو ملک اور پاکستانی عوام کو مالِ غنیمت سمجھنے میں بالائی پنجاب کا ساجھی ہے۔ اگرچہ بیرونی قرضوں سے ساری قوم ہی زیر بار ہوتی ہے۔ لیکن اس علاقہ و طبقہ نوازی کی وجہ سے صرف کراچی اور بالائی پنجاب والوں پر بیرونی قرضے خوب خرچ کئے گئے۔ کارخانوں کے جال بچھ چکے ہیں۔ لیکن چھوٹے صوبے اور سرائیکی صرف منہ تکتے رہ گئے!

ون یونٹ ۔ جو شائد بدنیتی سے قائم کیا گیا تھا۔ کیونکہ
اس کے قائم ہوتے ہی اس عیار طبقے نے اپنے لوگوں کو پسماندہ علاقوں اور چھوٹے
صوبوں میں دھکیل دیا۔ جو وہاں پہنچ اور مراعات پاکر ادھر کے تمام وسائل پر قابض ہوگئے
یوں پہلے کا ترقی یافتہ طبقہ پسماندہ اور محروم لوگوں پر مسلط کردیا گیا۔ جس سے وہاں
کے مہاجرین، قدیم آبادکار اور انصار بھی ترقی کے مواقع سے محروم کردیئے گئے۔
اسی لئے ہی وہاں کے تمام لوگ ون یونٹ کے خلاف ہوگئے۔

ذرائع ابلاغ ۔ ان اداروں پر قابض لوگ ہر حاکم وقت کو بلیک میل کرتے رہتے ہیں
ہر شعبۂ حیات کی طرح ان پر بھی اسی ایک گروہ پرست طبقہ کی اجارہ داری ہے۔
اکثر پالتو اخبارات صرف اپنے طبقہ کی ترجمانی اور اسے تحفظ مہیا کرتے ہیں۔
یہ صرف بڑے بڑے شہروں اور لیڈروں کے مزید مطالبات میں حکومت کو الجھائے رکھتے ہیں
بڑی ڈھٹائی سے قومی ریڈیو اور ٹیلی وژن پر بھی کئی ایسے خاندانوں کو محبان ملک
وقوم کے بہروپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ جن کے ہاتھوں سے ابھی تک قوم کا خون ٹپک رہا ہے!
جن محروم علاقوں اور لوگوں کی گاڑھے پسینے کی کمائی، پیداوار، خام مال اور
زیر زمین نعمتوں سے ملک کو آمدنی ہوتی ہے اور تمام لیٹرے پلتے ہیں۔ دانستہ ہی
ان ضرورتمندوں کو ٹیلی وژن کے مواقع سے بھی محروم رکھا گیا ہے۔

سیکرٹریٹ یا بیوروکریسی ۔ اگر ان اداروں پر صرف ایک طبقہ غالب نہ ہوتا تو
قوم آج طبقاتی کشمکش میں مبتلا نہ ہوتی۔
ان پالیسی ساز و عملدار اداروں پر بھی مذکورہ گروہ کا قبضہ چلا آرہا ہے یہ عیار طبقہ تو
ملک میں دانستہ نت نئے بحران پیدا کرکے عملاً خود حکومت کرتا رہتا ہے۔
ہر حاکم وقت کو محض شو بوائے بنا کر خود اوجھل اور محفوظ رہتا ہے جس نے بھی ان کی ان سازشوں
کا توڑ کرنا چاہا۔ اسے کسی سپر طاقت سے الجھا کر چلتا کرا دیتے ہیں۔ جب تک کلیدی عہدوں میں دوسرے
تمام طبقوں کو شامل کرکے متوازن نہیں کیا جاتا۔ علاقہ و طبقہ نوازی کا مرض بڑھتا رہے گا۔

لسانی استحصال - ایک مسلسل سازش سرائیکی لوگوں کی اپنی پہچان کو ختم کرنے کے لئے کی جا رہی ہے جبکہ سندھی، بلوچی، براہوی، پوٹھوہاری اور پشتو والوں نے تو لڑ بھڑ کر پنجابی جیسے اپنے اپنے حقوق تسلیم کرائے ہیں۔ لیکن سرائیکی جو ملک کی نصف آبادی کی قدیم زبان ہے کو ہضم کرنے کی سازشیں جاری ہیں۔
قومی ٹیلی وژن کے علاوہ سرائیکی علاقوں میں بستے ہوئے بیرونی لوگ بھی سرائیکی زبان بولنے سے دانستہ گریز کرتے ہیں سرائیکی عوام کی پاکستان سے وفاداری اور امن پسندی کو ان کی کمزوری سمجھا جا رہا ہے۔ اسی لئے تو سرائیکی زبان کو قومی ٹیلی وژن پر دوسری زبانوں جیسے مواقع نہیں دیئے جاتے۔
اس زیادتی کو دیکھتے ہوئے بھی سرائیکی علاقوں کے نمائندوں نے چپ سادھ رکھی ہے یہ خود غرض اور مفاد پرست اس حساس مسئلہ کو اسمبلی میں پیش کرنے کی جرأت ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ سرائیکی لوگ اس ناانصافی پر تڑپ رہے ہیں۔ ذاتی مفادات کے یہ شیدائی اسی ایک مسئلہ پر بھی متحد نہیں ہوتے!

صوبائی تضاد - اب تو یہ تنازعہ پاکستان کی بقا کے لئے چیلنج بن چکا ہے!
آبادی میں سب سے بڑا صوبہ ہونے کی وجہ سے صرف بالائی پنجاب ہی سیاسی اور مالی مفادات بہت زیادہ اینٹھتا رہا ہے۔ اور مرکزی حکومت پر بھی حاوی ہو چکا ہے۔ چھوٹے صوبے اور سرائیکی عوام اب اس کی دست برد سے اکتا چکے ہیں۔ ملک کو بچانے کا یہ آخری موقع اور علاج ہے کہ اب بھارتی پنجاب کی طرح پاکستانی پنجاب جو رقبہ اور آبادی میں بھارتی پنجاب سے دوگنا ہے کے تین یونٹ بنا دیئے جائیں۔ ورنہ پاکستان کے اندرونی خلفشار اور اضطراب سے جو بھیانک نتائج برآمد ہونگے ان کی تمام تر ذمہ داری صرف بالائی پنجاب پر ہی عائد ہو گی! زعم اور ضد کا انجام ہلاکت ہو گا +

توجہ طلب جناب! اب غور سے پہچانیئے کہ یہ کون لوگ ہیں:-

۱- جو جعلی ڈومی سائلز پر اصل حقداروں کی ملازمتیں چھینتے ہیں۔
۲- جنہوں نے علاقہ و طبقہ نوازی اختیار کر کے اپنے تعصبات کا ثبوت دیا۔
۳- جن کی کھوٹی تجارت سے بیرون ملک بھی پاکستان کی ساکھ مجروح ہوئی۔
۴- جنہوں نے اسلام کے عدل سے عملاً منکر ہو کر خود کو عروج دیا لیکن اکثریت کو روند ڈالا۔
۵- جن کو منتقل کئے بغیر کسی علاقے کو ترقی اور مراعات نہیں دیئے جاتے تا کہ یہ دعویٰ کر سکیں کہ ہم نے ہی اس علاقے کو بسایا ہے!

برادرانِ محترم!

یہ کوئی ایسی نورانی مخلوق نہیں جو ماں کے پیٹ ہی سے ہر کام میں ماہر پیدا ہوتی ہو۔
ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ :-
یہ لوگ مُلک کے تمام مفادات اکیلے اس لئے سمیٹ رہے ہیں کہ اکثر با اختیار حکومتی
کارندے انہیں ملازمتیں، صنعت، تجارت، قرضے، درآمدی و برآمدی لائسنس،
حوصلہ اور مواقع بڑی بیباکی سے مُہیا کرتے ہیں۔ اسی لئے تو یہ سب بے خوف اور بے لگام ہیں
اگر ویسے مراعات اور مواقع پسماندہ اور محروم لوگوں کو پاکستانی جان کر سمجھ کر ہی
دیئے جاتے اور صدقِ دل سے ان کو اُٹھانے کی کوشش ہی کی جاتی تو آج ہم میں ایک
دوسرے سے بیزاری ہرگز نہ ہوتی۔ ہم سب یکجان ہوتے اور ملک کی سالمیت پر آنچ نہ آتی
لیکن دُشمنانِ ملک و قوم نے تو کچھ اور ہی ٹھان رکھی ہے۔

- خدا اِن کے ناپاک اِرادوں کو ناکام کرے۔ آمین

اگر مندرجہ حالات کو سمجھتے ہوئے بھی خود کو محبِ وطن کہلانے والوں نے خاموشی اختیار
کئے رکھی تو ان کی اس لاتعلقی سے خود ان کی اپنی حیثیت اور آزادی بھی ختم ہو جائے گی
اَب بھی وقت ہے کہ اس ایک طبقہ کی توسیع پسندی اور بالادستی کو ختم کر
کے ملک کو ممکنہ ہلاکت خیز طوفان کی زد سے بچا لیا جائے۔ 15/3/72
ورنہ پھر پچھتانا بیکار ہو گا!

ع :- **شاید کہ اُتر جائے تیرے دِل میں مری بات**

(نوٹ) اِس کے فوٹو سٹیٹ بنوا کر متعلقہ صاحبان کو بھیجئے۔ شکریہ

بلا تبصرہ

مورخہ ۱۶ فروری، ۱۹۸۲ء

علاقائی مسائل اور اُن کا حل

• مرید حسین خان راز جتوئی

سب سے پہلے آج ہمیں ایسے اخبارات کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے غیر جانبدار ہو کر ملک و ملت کے اہم مسائل کو بلا کم و کاست اپنے کالموں میں نمایاں جگہ دی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر یہی روش پہلے اختیار کی جاتی تو ملک اور ملت کو ناقابل تلافی نقصان نہ پہنچتا۔ اب تو نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ ملک و ملت کسی اور گھاؤ کو برداشت کرنے کے قابل ہی نہیں رہے۔

پچھلے دنوں غضنفر مہدی کی دردمندانہ اور حقیقت افروز تحریر پر ہمارے دو بھائیوں نے مشتعل ہو کر سرائیکی لوگوں کو خوب رگیدا۔ اور پھر سرائیکی زبان کو ایک شورشہ اور فتنہ قرار دینے کی ایک بھونڈی کوشش کی۔ جو ڈھٹائی اور بدنیتی سے ایک ٹھوس حقیقت سے دانستہ فرار ہو سکتا ہے۔ ایسے خود غرض مفاد اور طبقہ پرست اور شر پسند لوگوں کی دھول اڑانے سے ایک روشن حقیقت ہرگز ماند نہیں پڑے گی۔ انہی جیسے لوگوں کے ایسے ہی استحصال سے پہلے بھی ملک ٹوٹ چکا ہے۔ اور ون یونٹ کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ لیکن اس پر بھی ابھی ان کی تسلی نہیں ہوئی۔ اسی حرص و ہوس اور استحصال کو جاری رکھتے ہوئے وہی غاصب طبقہ آج بھی کسی کھونٹے پر اچھل رہا ہے۔ غالباً اسے یقین ہے کہ اس کی بدلگامی پر کوئی قدغن نہ لگ سکے گی۔ اسی مسلسل عذاب اور استحصال سے نجات حاصل کرنے کیلئے زیردست مظلوم اور محروم اکثریت آج سخت متنفر ہے۔ شنوائی نہیں ہو رہی۔ جس کی وجہ سے قوم کا آپس میں ٹکرانے کا خطرہ ہے۔ یہی خواہش اسی غاصب طبقے کی ہے۔ اگر بہت یار باش والے غرض کے بجائے وسیع النظر ہو کر کسی صوبے کی وحدت کبھی حرف آخر نہیں رہی۔ تاریخ کے اوراق میں جب نکو تو معلوم ہو گا کہ صرف ملک کے استحکام اور قوم کے اجتماعی مفاد کو ترجیح دینا ہی دانشمندی اور ہوشمندی ہے جس کا ہمیں تو احساس تک نہیں۔ ملک کی سلامتی اور ملت کے حقیقی اتحاد کے لیئے علاقائی اور طبقاتی غیر واجب مفادات کو قربان کر دینے سے ہم سب کی عافیت ہے۔ جیو اور جینے دو، بند کر دو ان غدار سازی کی مشینوں کو، ترک کر دو اب اٹوٹ انگ والا بھارتی لہجہ!

بھارتی پنجاب جو پاکستانی پنجاب سے رقبہ اور آبادی میں نصف بھی ہے۔ کو عوام کی انتظامی سہولتوں کے لیئے تین صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس سے تو بھارت کی سلامتی پر کوئی آنچ نہیں آئی۔ اگر یہی نسخہ یہاں بھی ہو جائے تو کیا آفت آ جائے گی۔ البتہ ملک میں اندرونی سکون اور اخوت ہو گی۔ جبکہ پاکستانی موجودہ پنجاب تو پانچ کروڑ آبادی کا ایک صوبہ اور بقیہ تین صوبے صرف تین کروڑ افراد کے، تو کیا یہ صوبائی ہیئت غیر منطقی نہیں ہے۔ اسی عدم تناسب سے تو آج تک سیاسی اور مالی مفادات کا سب سے بڑا حصہ جس کا فائدہ فقط بالائی پنجاب اٹھا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے زیردست سرائیکی علاقوں اور چھوٹے صوبے بھی نالاں اور متنفر ہیں

کرنے نے جتن ہوتے ہیں۔ تاکہ بے روزگار ہوکر اپنے سر چھپانے کی جگہ کو بھی فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اور یہ خرید لیں۔

——— خود غرض اور مفاد پرست حریصوں کا ایک خاص گروہ ہے جو ساری قوم اور ملک کو لوٹنے میں سرگرم اور متحد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دانستہ ہی ملک کی تمام تر صنعتی ترقی کو بالائی پنجاب اور کراچی تک محدود اور مخصوص کر دیا گیا تھا۔ آزادی کے بعد اگر سب پسماندہ علاقوں میں کچھ ہو بھی رہا ہے تو اس میں وہاں کے باشندوں کی شرکت ہی نہیں ہے۔ ارتقاء وقت کے ساتھ پسماندہ علاقوں میں اب تعلیم یافتہ اور باصلاحیت نوجوانوں کی ہرگز کمی نہیں رہی۔ لیکن ان کو مواقع سے دانستہ محروم کر کے حوصلہ شکنی کی جا رہی ہے۔

لے سک وقت کی خیر خواہی اور ترقی کے دعوے دارو! یہ مسلسل زیادتیاں کب تک رہیں گی ——— ؟ ———

بلکہ میرا مقصد مہاجروں اور تمام اہل پنجاب کو مورد الزام ٹھہرانا ہرگز نہیں ہے ——— حقیقی دردمندی کے تحت میں تو اس ایک خاص طبقے سے مخاطب ہوں۔ جس کو پاکستان کی سلامتی ہرگز عزیز نہیں۔ اور نہ ہی انسانیت سے اسے کوئی نسبت ہے۔ وہ تو فقط خود غرضی، مفاد پرستی کی حرص اور ہوس میں سرگرداں اور مگن ہے۔ اور اس کے اثر اور رسوخ کی وجہ سے اس پر آج تک کسی کو ہاتھ ڈالنے کی جسارت ہی نہیں ہوئی۔ (بشکریہ روزنامہ "جنگ" لاہور ۲۷ دسمبر ۱۹۸۳ء)

نقشہ حدود سرائیکی

مزید صوبوں کے فوائد

● آبادی میں سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے اس احساسی کردار سے اس کی دوسروں پر مسلسل بالادستی اور استحصال کی دیرینہ بدنامیوں اور اس سے عمومی نفرتوں کے بدنما داغ دُھل جائیں گے۔ اس کار خیر کا انحصار اب فقط پنجاب کے باثر صاحب الرائے، اہل قلم اور با اختیار احباب کی حب الوطنی اور خلوص پر ہے ● چھوٹے صوبوں، پوٹھوہاری اور سرائیکی علاقوں کی ایک عرصہ کی زیر دستی اور استحصال کا شکوہ بھی ختم ہو جائیگا ● علاقائی، طبقاتی اور لسانی پرانے جھگڑوں کے خاتمہ سے ساری قوم میں اخوت پیدا ہو جائے گی ● سب صوبوں کے تمام طبقوں کے باصلاحیت نوجوانوں کو سول و فوجی نوکریاں اور کلیدی عہدے متناسب طور پر مل سکیں گے ● وفاقی اور صوبائی سکرٹریٹ پر کسی ایک علاقہ اور طبقے کی اجارہ داری نہ رہے گی۔ اس لئے طبقہ و علاقہ نوازی کا خاتمہ ہو جائیگا

● محروم عوام کو انتظامی سہولتیں میسر ہوں گی۔ لہٰذا لوگوں کے صوبائی کام کاج کے لئے طویل سفر اور بوجھل خرچہ میں خاصی کمی آجائے گی۔ ● نظر انداز علاقوں کی قدرت کی عطا کردہ وافر زرعی پیداوار، قیمتی معدنیات، یورینیم، گیس، تیل، بجلی اور دیگر خام مال پر وسطی پنجاب والوں کا قبضہ رہا۔ اب ان کے مقامی طور پر کارخانے لگاکر محروم نوجوانوں کو ہنرمند اور باروزگار بنایا جائے گا۔ اور بیرونی قرضوں کا اپنا حصّہ بھی وصول کیا جائے گا۔ جو پہلے فقط وسطی پنجاب اور کراچی کے شہزادوں کی صنعتی ترقیوں پر خرچ ہوتے رہے ہیں

● زیر دست محروم علاقوں کے مہاجرین اور قدیم آبادکار جو اپنی محنت سے علمی، صنعتی تجارتی اور مالی طور پر عام مقامیوں سے خاصے بہتر ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی صلاحیت سے اپنے اپنے صوبوں کو خوشحال بنانے کے بہتر مواقع حاصل کر سکینگے۔

● صنعتی ترقیوں پر کسی ایک علاقہ اور طبقہ کی اجارہ داری نہ رہے گی۔ جو ایک خاص طبقہ

شروع ہی سے سازشیں کر کے ملک کے تمام وسائل پر اکیلے قابض ہو کر اپنا معیارِ زندگی محروم اکثریت سے سَو گنا اونچا بنا چکا ہے اس حریص طبقے کو اور بے لگام چھوڑنے سے مظلوم عوام کمیونزم کا سہارا لینے پر مجبور ہو جائیں گے ۔ یہی وہ اثر انداز طبقہ ہے جو حکومتوں کو محض اپنے تحفظ کی خاطر ہر بار سرمایہ دارانہ طبقہ واری نظام لانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اب اس کو کنٹرول کرنا ممکن ہو جائے گا۔

- صوبوں کے اضافے کے ساتھ ہی علیحدگی کے مطالبات خود ہی ختم ہو جائیں گے اور جبری حکومت بھی پھر کبھی نہ آسکے گی
- پسماندہ علاقوں کی اراضی اور ملازمتیں جو جعلی ڈومیسائلز پر ناشستہ بیرونی لوگوں کو دی جاتی رہیں اب ایک علاقہ دوسرے کے وسائل پر قابض نہ ہو سکیگا
- عام آدمی کو بھی ملک کی سیاست اور ترقیوں میں اپنے شریک ہونے کا احساس ہو جائے گا
- عوام اپنے غیر فعال مفاد پرست اور دوسروں کے آلہ کار نمائندوں کا احتساب بآسانی کر سکیں گے
- تمام صوبوں کو ترقی کرنے کا جذبہ بیدار ہو جائیگا اس لیے دُور اُفتادہ محروم علاقے بھی فیضیاب ہوں گے
- ٹیلیویژن اسٹیشنوں کا اضافہ کرایا جائے گا جن سے محروم اکثریت بھی اپنی ثقافت اور صلاحیت کو نکھار سکیگی
- اس مفیدِ عام عمل سے قوم متحد اور ملک مستحکم ہوگا بیرونی دشمن کو ملک پر حملہ کی جرأت ہی نہ ہو سکے گی

اظہارِ کرب :- شروع ہی سے وسطی پنجاب کے کچھ بااختیار افراد اور اہلِ قلم نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت علاقہ و طبقہ نوازی کے ذریعے سیاسی، معاشی اور ثقافتی طور پر سارے ملک پر اپنا غلبہ حاصل کرنے کیلئے اذہان تیار کرنا شروع کر دیئے تھے ۔ چنانچہ سرائیکی کو پنجابی بنانا بھی انہی کی ایک سازش ہے اور ہر صوبے میں پنجاب کی مسلط نوکر شاہی نے بڑی بے باکی سے اس سازش پر بھرپور عمل کر کے پنجاب کے خلاف خود ہی ایک نفرت انگیز طوفان کھڑا کر لیا ہے ۔ اب بقیہ ملک کی بقا کی خاطر پاکستان اور پنجاب کے اصل خیر خواہوں کو اپنے ہی بدخواہوں کے بوئے ہوئے کانٹے اپنے دامن میں سمیٹ کر پاکستان کے اس ہلاکت خیز نقصان کا جلد مداوا کرنا چاہیئے ! ۔ ملک کی محروم اور بے چین اکثریت کو محض جبر سے زیادہ عرصہ تک زیرِ دست نہیں رکھا جا سکتا۔ عوام کو مایوسی میں مبتلا اور بحرانوں میں اُلجھا کر ملک کے نفع و نقصان کا سوچنے

سے لاتعلق کردینا تو سب سے بڑی قوم دشمنی ہے کیونکہ ہر مایوس قوم کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے،
غیروں کے کھونٹے پر ناچنا کہیں ہمیں ہلاکت میں نہ پھنسا دے۔ پھر تو آئندہ نسلیں اور مستقبل
کے مؤرخ بھی ہم سب کو ملامت کرتے رہیں گے۔ ع آدھی سے زیادہ شبِ غم کاٹ چکا ہوں!
اب تو پاکستان کے اکثر خیر خواہ شدت سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ ملک کے اندرونی نقصان دہ
خلفشار اور اضطراب کی اصل وجہ فقط ملک کے صوبوں کا غیر متوازن ہونا ہے۔ اگر اس
اصل مسئلہ کو ترجیحی بنیاد پر حل کر دیا جائے تو چند ہی دنوں میں عوام کے دلوں سے غیر یقینی کیفیت
ختم ہو جائے گی، بیزاری کی بجائے ایک دوسرے سے اُنس بڑھتا جائیگا۔ انشاءاللہ

یہ عمل تو وہی مخلص لوگ ہی کرا سکتے ہیں جو پاکستان کو سلامت دیکھنا چاہتے ہوں

آیئے اب پشت ہذا پر دنیا کے ان ممالک پر ایک نظر ڈالیں جنہوں نے اپنے لسانی مسائل حل کرنے
اور عوام کو انتظامی سہولتیں بہم پہنچانے کی خاطر اپنے صوبوں میں خاطر خواہ اضافے کر لئے ہیں
اور ان اضافوں سے وہ ممالک نہ تو ٹوٹے نہ بکھرے اور نہ ہی تباہ ہوئے ہیں البتہ
استحصالیوں نے ملک اور قوم کے ایسے ہی اصل مسائل سے دانستہ گریز کر کے آدھا پاکستان ضرور
کھو دیا ہے۔ لیکن ابھی ان کا جی نہیں بھرا — ظلم تو یہ ہے کہ جب یہاں صوبوں کو
متوازن کرنے کی بات کی جاتی ہے تو خود غرض حریص طبقہ فرضی خدشات کا ایک طومار
کھڑا کر کے اس اہم مسئلہ کو دفن کرانے کا جتن کرتا ہے۔ اور فقط اسی خاطر قوم کو نقصان دہ بحرانوں
میں مبتلا اور الجھا کر خود کو بدستور بالادست اور مسلط رکھنے کی سازشیں کرتا ہے۔
انگریزوں یا غیروں کی طرح اپنی ہی قوم کو علاقائی، طبقاتی اور لسانی تنازعوں میں اُلجھائے
رکھنا کہاں کی وطن دوستی ہے؟ — مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد تو احتجاج
کرنے والے محروموں کو بزور کچلنے کی مذموم پالیسی کو اب ترک کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ
اس زیادتی سے نفرتوں میں مزید اضافہ ہوگا۔ "پاکستان پائندہ باد"

از قلم:- مرید حسین خاں راز جتوئی — خان پور کٹورہ

۱/۱۰/۱۹۸۶

پاکستان کے صوبے بہت کم ہیں!

ملک	آبادی	صوبے	کیفیت
فرانس	پانچ کروڑ انیس لاکھ	۹۵	بھارت
برطانیہ	پانچ کروڑ انسٹھ لاکھ	۹۲	آزادی سے قبل بھارت کے ۹ صوبے
ترکی	پانچ کروڑ ساڑھے ترپن لاکھ	۶۷	تھے اور اب تیس ہیں۔ صوبوں کی تعداد
امریکہ	بائیس کروڑ پانچ لاکھ	۵۱ ریاستیں اور پھر ان کے مزید صوبے	بڑھ جانے کے باوجود ابھی بھارت میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ موجودہ صوبوں کو مزید تقسیم کر کے ستر صوبے بنا دیے جائیں
جاپان	گیارہ کروڑ تیس لاکھ	۴۷	
الجیریا	ایک کروڑ اکانوے لاکھ	۳۱	
افغانستان	ایک کروڑ اسی لاکھ	۲۹	
سوئٹزرلینڈ	تریسٹھ لاکھ	۲۶	اکثر اعتراض ہوتا ہے کہ صوبوں کے
ایران	تین کروڑ چالیس لاکھ	۲۳	اضافے سے اخراجات بڑھ جائینگے۔
ارجنٹائن	دو کروڑ ستر لاکھ	۲۲	جو اخراجات غیر ترقیاتی کاموں پر
نائیجیریا	آٹھ کروڑ ستاون لاکھ	۱۹	ہو رہے ہیں ان کو ملک کے اصل مسائل
سعودی عرب	اکاسی لاکھ بارہ ہزار	۱۸	حل کرنے پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔
ڈنمارک	اکاون لاکھ بائیس ہزار	۱۷	دوسرے ممالک بھی تو بخوشی اضافے
مصر	چار کروڑ ایک لاکھ	۱۴	کر چکے ہیں۔ "از [illegible]"
ملائشیا	ایک کروڑ چوبیس لاکھ	۱۳	"خوئے بد را بہانہ بسیار"
چلی	ایک کروڑ گیارہ لاکھ	۱۳	ضرور پڑھیے
کینیڈا	دو کروڑ	۱۰	
لیبیا	بتیس لاکھ پنتالیس ہزار	۱۰	اور پڑھائیے
بلجیم	اٹھانوے لاکھ ساڑھے پانچ ہزار	۹	
آسٹریلیا	ایک کروڑ [illegible] لاکھ	۴	
پاکستان	بارہ کروڑ	۴	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ⁂

معزز اہلِ قلم اور سیاسی مدبرین ⁂ بقیہ پاکستان کو بچائیے

جناب آپ پاکستان کے کیسے خیر خواہ ہیں کہ مملکت کو ہلاکت تک پہنچانے والے عناصر کو جانتے ہوئے
بھی آپ محض اس لیئے ان کی واضح نشاندہی نہیں کرتے کہ وہ علاقہ و طبقہ پرست سازشی عناصر اور
ان کے پالتو اخبارات آپکے خلاف ہو جائیں گے جبکہ لگاتار فریادوں کے باوجود یہ بالا دست حریص طبقہ
پسماندوں پر چڑھائی کرنے انکی اراضی اور وسائل پر ڈاکہ ڈالنے سے باز نہیں آ رہا۔ اسکے مسلسل مظالم سے
تنگ آکر بنگالیوں کیطرح اب تو سندھی سرائیکی بلوچ پٹھان اور مہاجر بھی پاکستان سے مایوس ہو تے جا رہے ہیں
ایسے تشویشناک حالات میں بھی آپ مصلحت اور ذاتی عافیت کے اسیر ہو گئے ہیں آپکی اس غلطی چشم پوشی سے
پاکستان کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہم نے ایک عرصہ کی دماغ سوزی سے یہ افذ کیا ہے کہ پاکستان کو خانہ جنگی یا مزید
ٹوٹ پھوٹ سے بچانے کیلئے اس کے صوبوں کو متوازن کرنا ہی مفید ہو سکتا ہے یہی پاکستان کا اصل اور اہم ترین مسئلہ
ہے جسکو ترجیحی بنیاد پر حل کئے بغیر وفاق اور صوبوں کے تعلقات کبھی اعتدال پر نہ آئیں گے خدا معلوم یہ تاریخ ساز
کارنامہ کس جرأتمند وطن دوست شخصیت کو نصیب ہوتا ہے؟ غور فرمائیے کہ دنیا کے بیسیوں ممالک نے اپنے اندرونی
خلفشار کو ختم کرنے، عوام کو انتظامی سہولتیں بہم پہنچانے اور لسانی تنازعوں کو مٹانے کی خاطر اپنے اپنے صوبوں کی
تعداد بڑھائی ہے اور اس اضافے سے وہ ممالک تو برباد نہیں ہوئے البتہ وہاں عوام کی مشترکہ محرومیاں اور مسائل کم
ہوئے ہیں لیکن پاکستان میں جب یہ اصلاحی مطالبہ کیا جاتا ہے تو غاصب طبقہ کے کیئے ایجنٹ اور پالتو اخبارات ایک
طوفان کھڑا کر دیتے ہیں تو کیا ان خود غرضوں کی اس سازشی ہنگامہ آرائی کے آگے ہتھیار ڈال دینا پاکستان سے
غداری نہیں؟ ایسے بلیک میلر اخبارات کے اپنے قبیل کے نمائندے اپنے ذاتی یا گروہی تعصب کی وجہ سے علاقوں میں
ذاتی زیست کے جھگڑوں کو طبقاتی فسادات کا رنگ دیکر نمایاں شائع کراتے ہیں۔ مظلوم اکثریت کے احتجاجی جلوس اور
مظاہروں کو یہی جانبدار اخباری نمائندے دانستہ اکثر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ البتہ یہی سازشی اپنی ناپسند اکثریت کی کچھ

خاص خبروں کو غیر اہم بنا کر تجارتی لاپیج میں اپنے اخبار کے کونے کھدرے میں کبھی کبھار چھاپ بھی دیتے ہیں لوگ اب خوب جانتے ہیں کہ ایسے ملک دشمن اخبارات نے ہی اپنی اس ناپاک جانبداری سے علاقوں اور طبقات میں کافی فاصلے در نفرتیں پیدا کی ہیں۔ ملک کو توڑنے میں پہلے بھی یہ گھناؤنا کردار ادا کر چکے ہیں اور اب بھی خوب سرگرم ہیں۔ جیسا کہ بڑے فخر اور جنون سے یہ متواتر لکھا جا رہا ہے کہ دراصل پنجاب ہی پاکستان ہے جس سے یہ واضح کرنا ہے کہ سب سندھی، سرائیکی، بلوچ، پٹھان اور مہاجر بھی غیر پاکستانی یا غدار ہیں۔ ایسی ہی نفرت کر کے بنگالیوں کو علیحدگی پر مجبور کیا گیا تھا۔۔۔ کون نہیں جانتا کہ یہی لاہور پاکستان کے ازلی دشمنوں کا خصوصی مرکز تھا اور اب بھی ہے۔ اگر پنجاب کی سیاست پر اجارہ دار اشخاص کا شجرۂ نسب کھنگالا جائے تو اکثر کے اسلاف یونینسٹ کانگریسی قادیانی یا انگریزوں کے پٹھو ہی ثابت ہوں گے آج بھی انہی کا خون ان کی موجودہ نسل میں خداداد پاکستان سے انتقام لینے کو کھول رہا ہے جب بھی پاکستان میں عوام کی پسند جمہوریت آتی ہے تو یہ سازشی مارشل لاؤں کے اکلوتے چہیتے چوہدار اس کو ناکام کرنے کے جتن کرتے ہیں، کیونکہ آمروں کے منحوس راج میں یہ حریص خوب پھلے پھولے ہیں، انہی کے زیر سایہ پنجاب والوں نے اپنی مزید توسیع کی خاطر اپنے لوگوں کو سارے پاکستان میں پھیلانے کے علاوہ فلموں، ٹیلیوژن ریڈیو اور پریس کے ذریعے اپنی غیر مانوس ثقافت اور بولی کو تمام پاکستانیوں پہ زبردستی ٹھونسا ہے وسطی پنجاب والوں نے سرائیکی علاقوں کے باصلاحیت افراد کو کلیدی عہدوں سے محروم کرنے کے علاوہ سرائیکی علاقوں کے حقوق مار کر اپنے علاقہ کو صنعتی ترقیاں دے کر نائب جاپان بنا لیا ہے۔ اس پنجاب کے بناوٹی مال کے عوض تو پسماندوں کی خون پسینے کی کمائی کو اُدھر ہی کھینچا جا رہا ہے اس کا یہ معاشی جغرافیائی اور ثقافتی مُسلسل استحصال اب تو محروم عوام سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ اگر پاکستان کو آپس کے تصادم یا مزید ٹوٹ پھوٹ سے بچانا ہے تو اس کے صوبوں کو متوازن کرنا ہی ہوگا بجائے اس متواتر مطالبے پر چند سیاسی شعبدہ بازوں کی طرف سے صوبوں کی تعداد بڑھانے کی کئی

شائع شدہ تجاویز اب منظرِ عام پر آ رہی ہیں:

• ہر ڈویژن کو صوبہ بنا دیا جائے۔ ج: اگر ایسا ہو گیا تو پاکستان کی سلامتی کی خاطر یہ تجویز قبول کر لیں گے۔ خواہ اس سے زبانوں کا زور بھی ٹوٹتا ہے۔ لیکن پنجابیوں اور سندھیوں نے ثقافت اور زبان کو بڑی اہمیت دِلا دی ہے۔ اب تو کوئی بھی اپنے اس قدیم ورثہ اور پہچان سے دستبردار نہ ہوگا۔ غریب مملکت کا خرچہ بھی بڑھتا ہے، لہٰذا یہ تجویز ناکام۔

• ون یونٹ بحال کر دیا جائے۔ ج: ماضی میں عوام کے اتحاد کے بہانے ون یونٹ کو مسلط کر کے وسطی پنجاب والوں نے سارے مغربی پاکستان پر یلغار کر کے تمام وسائل اراضی تجارت صنعت اور کلیدی عہدوں پر قبضہ کر لیا آخر کار چھوٹے صوبوں کے واویلوں پر اسے توڑنا پڑا۔ یہ تلخ تجربہ اگر پھر دُہرایا گیا تو اب چھوٹے صوبے الگ ہو جانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ان کو پنجاب کب تک زیر کرتا رہے گا؟

• اٹھارہ (۱۸) صوبے بنا دیے جائیں۔ ج: پنجاب تو چھ کروڑ آبادی کا بالاترین صوبہ ہے، بقیہ تینوں صوبے تو صرف چار کروڑ زیرِ دست عوام کے۔ یہ تینوں محکوم صوبے پہلے ہی عددی طور پر بہت چھوٹے ہیں ان کو مزید کم کرنا ایک خود غرضانہ سازش ہے۔

• بہاولپور صوبہ بحال کر دیا جائے۔ ج: اپنے غلبے کی خاطر وسطی پنجاب کے لوگوں نے چڑھائی کر کے ۳۲ لاکھ کی آبادی کو ۵۰ لاکھ کر لیا ہے۔ چھ کروڑ کے پنجاب سے اگر ۵۰ لاکھ آبادی کو علیحدہ کر بھی لیا جائے تو پنجاب ہی سب صوبوں اور مرکز پر غالب رہے گا۔ بدستور استحصال بھی کرتا رہے گا اور اس طرح ملک بھر کے چار کروڑ سرائیکیوں کو بھی ہڑپ کر جائے گا، یہ بھی ایک گھناؤنی سازش ہے۔

• چھ کروڑ آبادی کے صوبہ پنجاب کے تین یونٹ بنا دیے جائیں! ہماری اس تجویز پر عمل سے تمام صوبے بیشتر متوازن ہو جائیں گے پنجاب کی ۴۲ سالہ بالاتری ختم ہو جائے گی اور پنجاب

سے عمومی بیزاری کا بھی خاتمہ ہو جائے گا وفاقی اور صوبائی حکومتیں ملک اور عوام پر خوب دلجمعی سے توجہ دے سکیں گی۔ البتہ مرکز سے مطالبے تو ہوں گے، مقابلے نہ رہیں گے! سندھیوں، پنجابیوں، بلوچیوں اور پٹھانوں کی زبانوں، ثقافتوں، قومیتوں اور ان کے صوبوں کے ہوتے ہوئے اگر اسلام اور پاکستان سلامت ہیں تو کروڑوں سرائیکیوں کے سرائیکستان اور پوٹھوہار کے صوبوں سے لسانی تعصب، کفر اور بربادی کیوں ہو جائیگی؟ یہ جھوٹ محض چار کروڑ سرائیکیوں کو ہضم کرنے کے لیئے پھیلایا جارہا ہے ستم تو یہ ہے کہ یہ شکار اسلام کی آڑ میں کھیلا جارہا ہے حالانکہ صوبوں کو متوازن کرنے اور ہر ایک کو جینے کا مساوی حق دینے سے عوام کی محرومیاں ختم ہوں گی۔ آپس کا پیار اور پاکستان پر فدا ہونے کا جذبہ بڑھے گا۔ جو فقط پاکستان دشمنوں کو پسند نہیں! اگر اندرونی جھگڑوں کو ختم کرنا اور چھوٹے صوبوں کو پاکستان کے ساتھ واقعی رکھنا ہے تو پنجاب کو اپنی توسیع پسندی اور دراز دستیوں کو ترک کرنا ہوگا۔ پاکستان سے وفاداری کا یہی تقاضا ہے یہ آئینی ذمہ داری اب اہل پنجاب پر ہے جن کی لگاتار جبری ہٹ دھرمی کی وجہ سے پاکستان نیم جان ہونے کے بعد اب بھی ٹوٹنے کے خطرات سے دوچار ہے صوبوں کو اگر متوازن نہ کیا گیا تو عوام پر بے یقینی کی کیفیت چھائی رہے گی۔ ع۔ ہے کوئی! جو اس رات کا دروازہ کرے بند!!

سرکاری محکموں میں بھی تعصبانہ جانبداری

سازشی پنجابی بیوروکریسی کی رپورٹ کے مطابق پنجابی زبان ۴۴.۶۰، پشتو ۱۵.۱۲، سندھی ۱۱.۷۷ اور سرائیکی صرف ۹.۸۴ فیصد ہے اس رپورٹ میں بددیانتی سے سرائیکی زبان کو پنجاب میں کم دکھانے کے علاوہ اور کہیں نہیں دکھایا گیا۔ حالانکہ سندھ، سرحد اور بلوچستان کے اکثر ڈویژنوں میں بھی سرائیکی بولی جاتی ہے، پنجاب میں بہاولپور، ملتان، ڈیرہ غازیخان ڈویژنوں کے علاوہ جھنگ، میانوالی اور سرگودھا میں بھی اکثر سرائیکی ہی بولی جاتی ہے اگر آج بھی پہلے کی کوئی سروے رپورٹ دیکھی جائے تو اس میں سرائیکی ہرگز نہ ہوگی۔

کیا سرائیکی بولنے والے یکایک یہاں وارد ہو گئے اور دوسرا یہ کہ شمار کنندگان بددیانتی کرتے رہے تاہم جبکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ سرائیکی عوام بھی استحصالی طبقہ کے خلاف آواز اٹھانے لگے ہیں اور ملک میں اپنی آبادی (چار کروڑ) کی مناسبت سے اپنے حقوق مانگ رہے ہیں تو یہ حربہ استعمال کیا گیا ہے کہ حکومت کو ان کی تعداد بہت کم بتائی جائے تاکہ اگر وفاقی حکومت انکو ان کی تعداد کی نسبت سے حقوق دینے کی کوشش بھی کرے تو انہیں پورا حق نہ مل سکے۔ اگر ہمارا واویلا نہ ہوتا تو شاید اس سروے رپورٹ میں بھی سرائیکی زبان کا ذکر نہ ہوتا۔ اب بھی کافی واویلوں کے باوجود سرائیکی علاقوں کو صنعتی ترقیوں روزگار اور طبی سہولتوں سے محروم رکھا گیا ہے یہاں کی اراضی غیر مقامی پنجابیوں کو الاٹ کی گئی ہے سالانہ اربوں روپیہ ٹیکس مالیہ اور لائسنس دینے پر بھی ٹی وی ٹیلی ویژن پر سرائیکی زبان کو حق نہیں دیا گیا۔

نوٹ:- کیا یہ ظلم نہیں؟ تحریر:- راز جتوئی

سرائیکی علاقوں کے قوم فروش سیاستکار ذاتی مراعات اور وزارت کے لالچ میں خاموش ہیں
(ان کو پہچانیئے)

خانپور کٹورہ
۸۹—۷—۲۰

اساں دھرتی دے وارث ہیسے
ساکوں پٹ کھو اجاڑو نہ
اساں دل وی پھیکڑ پوسوں
تساں خود وی اگھاڑو نہ

تکلّف برطرف

(پاکستان میں سازشوں اور محرومیوں کی روئیداد)

دیوار کیا گری مرے خستہ مکان کی
لوگوں نے میرے صحن میں رستے بنا لئے

تحریر:
مُرید حسین خاں راز جتوئی
نمانپور کٹورہ ضلع رحیم یار خاں

حرفِ اوّل

پانی ہمیشہ نشیب کو بہتا ہے۔ بچے اپنے بڑوں کی اور عوام اپنے حکمران طبقے کی نقالی کرتے ہیں۔ ایسے ہی برائی اوپر کے طبقے سے نچلے طبقے میں آتی ہے۔ چونکہ ہمیں حکمران طبقہ خود غرض، طبقہ پرست، حریص اور سازشی نصیب ہوا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی ہیں لوگوں نے بھی وہی روپ اختیار کرلیا ہے۔ آج معاشرے میں جو بگاڑ ہم سب محسوس کرتے ہیں یہ حکمران طبقہ کا پیدا کردہ ہے۔

"لوگوں کو تقسیم کرو اور حکومت کرو" یہ غیروں (انگریزوں) کی پالیسی تھی۔ یہاں ہمارے اپنوں نے بھی وہی حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے۔ حکمران طبقہ عوام کو پھاڑ پچھاڑ کر پریشان کر رہا ہے۔ ایسی ہی سازشوں سے عوام کو موقع ہی نہیں دیا گیا کہ وہ اپنے لیے ایک آزاد قوم جیسا فلسفۂ حیات تیار کر کے اس پر عمل کر سکے۔ لوگ تو اپنی جان مال اور عزت کی فکر میں ہلکان رہتے ہیں۔ عوام کے اس ذہنی خلفشار میں حکمران طبقہ اپنی عافیت سمجھتا ہے۔ پالیسی ساز اداروں پر ایک خاص طبقے کی اجارہ داری چلی آرہی ہے۔ یہ ایسی حکمت عملی اختیار کرتا ہے کہ عوام کی سرگردانی میں اضافہ ہی ہوتا رہے۔ اب تو عوام فکرمند ہیں کہ اس سازشی طبقے سے انہیں کب چھٹکارہ نصیب ہوگا۔

آئیے اب اس طبقے کی آمد کے اسباب پر ایک نظر ڈالیں:

علاقہ و طبقہ نوازی کا عفریت

پاکستان بنتے ہی چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے وزارت خارجہ کے عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انتظامی اور صنعتی تربیت کیلئے صرف اپنے تعلقداروں اور ہم زبانوں کو حکومتی خرچ پر باہر بھجوایا۔ تربیت پانے کے بعد اس کھیپ نے بھی حکومتی اور صنعتی اداروں میں صرف اپنے طبقے کو بھرتی کیا۔ اس گروہ بندی کو بھانپ کر لیاقت علی خان نے بھی بھارت سے لوگوں کو بلوا کر ان کو کلیدی عہدے صنعتی اداروں کے لائسنس قرضے اور جائیدادیں پیش کیں یہی وجہ ہے کہ صرف وسطی پنجاب اور کراچی کے شہزادے ہی کلیدی عہدوں اور صنعتی اداروں کے اجارہ دار بنے۔ سارے پاکستانیوں پر اجتماعی قرضوں کو صرف انہی کی صنعتی ترقیوں پر خرچ کیا گیا۔ یہ غیر واجب جانبداری اب پاکستان کا ایک روگ بن چکی ہے جس سے پاکستانیوں کی ایک بڑی اکثریت محرومیوں اور بے روزگاری کا شکار ہے۔ آزادی کے سنہرے خواب اب تو ایک ناکار حسرت بن چکے ہیں۔ جس سے عوام سخت مایوس اور بیزار ہیں کیونکہ ان کے اپنے نمائندے بھی خود غرض مفاد پرست اور ہوس زر کیلئے آلۂ کار ثابت ہوئے ہیں۔

یہی وہ اصل کارستانی ہے جس سے پاکستان دشمنی کا آغاز کیا گیا۔

بیوروکریسی میں جبری اکثریت

اس علاقہ و طبقہ پرستی کے تحت یہ سازش بھی ہوئی کہ فوج اور سول بیوروکریسی میں بھی اسی ایک طبقے نے صرف اپنے لوگوں کی اکثریت بنا ڈالی۔ آج تک اسی کا راج ہے۔ عوام کی اس تنخواہ خوار بیوروکریسی نے ایسا زور پکڑ لیا ہے کہ ... عوام کا نمائندہ اس کے حضور دست بستہ پیش ہوتا ہے۔ ان سازشی عناصر نے جمہوری اداروں کو منتشر کر دیا ہے۔ مارشل لاء لگوانے میں اصل ہاتھ اسی بیوروکریسی کا رہا ہے۔ کیونکہ یہ ہر حاکم وقت کو اپنا آلۂ کار بنا کر سب مفادات اپنے طبقے کیلئے سمیٹتی ہے۔ جو بھی اس کی اس چال کو سمجھ کر انصاف کی طرف مائل ہوا اُسے ناکام کیا گیا۔ بیوروکریسی کے اکثر کلیدی عہدیدار ایک طاقت کے کارندے ہیں اسی کے ایما پر سے ملک میں حکومتوں کی تبدیلیاں کرتے ہیں۔ جب تک یہاں اس ایک طبقے کی اجارہ داری رہے گی ملک بحرانوں کی زد ہی میں رہے گا۔ بیوروکریسی کی یہ سازشیں دراصل عوام کو اقتدار میں شریک ہونے سے روکنے کیلئے ہیں۔ ہر علاقے سے ایسے خود غرض اور مفاد پرست اشخاص کو ڈھونڈ کر لایا جاتا ہے جو بیوروکریسی کے آلۂ کار بن کر عوام کو فریب اور دلاسے دیتے جائیں۔ یہاں آمر کو اس وقت تک عوام پر مسلط رہنے دیا جاتا ہے جب تک وہ بیوروکریسی کی بدعنوانیوں اور رشوت سے چشم پوشی کرتا رہتا ہے۔

ناانصافیاں اور استحصال

چھوٹے صوبوں اور سرائیکی علاقوں کی کپاس، گنا، گندم، پانی، بجلی، گیس اور قیمتی معدنیات سے بیش بہا فوائد حاصل کرنے کے باوجود ان علاقوں پر کچھ خرچ نہ کیا گیا۔ بڑے داویلوں کے بعد اگر کچھ کیا بھی گیا تو اس کے بڑے بڑے احسانات جتائے گئے۔ چند کارخانوں میں وہاں کے باسیوں کو نہ ملازمت اور نہ ہی تربیت دی جاتی ہے۔ علمی اور فنی تربیت میں اگر تعصب اور بخل سے کام نہ لیا جاتا تو پاکستانی عوام جاپانیوں جیسی ترقی ضرور کر چکے ہوتے۔ ماضی میں سندھیوں اور سرائیکیوں نے علماء کے فرمان پر انگریزوں کی فوج میں بھرتی اور فرنگی علم کو حرام سمجھا اور ان کو بدیشی غاصب سمجھ کر قتل کرتے رہے۔ ان کی اس باغیانہ سرکشی کی وجہ سے انگریزوں نے انہیں پسماندہ رکھا اور ان پر اعتماد بھی کبھی نہ کیا۔ البتہ ان کے سرداروں سے گٹھ جوڑ کر کے ان کو رام کرنے میں اپنے آخری دور میں کامیاب ہو سکے۔ سرائیکیوں اور سندھیوں میں اکثر سید، بلوچ، اعوان اور راجپوت جیسے غیرت مند لڑاکا قبائل ہیں وہ اکثر آپس میں خون خرابہ بھی کرتے رہتے ہیں تو کیا وہ اسلام اور اپنی دھرتی کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں نچھاور نہیں کر سکتے؟ لیکن انگریزوں کے وفاداروں نے انہیں پاکستانی فوج میں دانستہ نہیں لیا۔ اگر کسی کو کبھی لیا بھی تو دوران تربیت اس پر اتنی سختی کی کہ وہ بھاگ جائے اور پھر تمام خطے کو بدنام کیا۔ یہ خود تو اپنے ہموطنوں سے غداری کر کے ۱۸۵۷ء کی پہلی تحریک آزادی کو ناکام کر چکے ہیں اور انگریزوں ہی کے حکم پر کعبہ شریف پر بھی گولہ باری کرتے رہے ہیں۔ اپنی غیر قانونی حرکات کے احتساب سے بچنے کے لئے عدلیہ کو انہوں نے مفلوج کرایا۔ قرارداد لاہور کا آئین

بڑا شہرہ [illegible] صوبہ پاکستان کے اصل ہیرو یہ خود کو ثابت کرتے رہے۔ عوام کے محدود
تاریخ [illegible] کو [illegible] مسخ کر دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ سندھیوں نے ان سے یہ معرکہ دو سال
پیشتر ہی سر کر لیا تھا۔ اور بنگالیوں نے بھی نمایاں کردار ادا کیا تھا لیکن ان کے سب کارناموں کو بھلانے
کی سازشیں کی جاتی ہیں۔ لاہور میں تو پاکستان بننے تک بھی انگریزوں کے پٹھوؤں اور کانگریس کے
ہمنوا یونینسٹوں کی حکومت تھی اور ان دنوں یہ ٹوڈیوں کا ایک خاص مرکز تھا۔ پنجاب کے خوانین نے تو
اس وقت اپنا پینترہ بدلا جب عوام نے کھل کر قائد اعظم کی ہمنوائی کر دی۔ یہ ابن الوقت خوانین اب عوام
سے کٹ کر بے بس ہو چکے تھے لیکن موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے بعد سازشیں کر کے اقتدار کے کلیدی عہدوں
پر قابض ہو گئے۔ بنگالیوں کی اکثریت کو پنجابیوں نے کبھی دل سے تسلیم نہ کیا۔ بنگالی لیڈروں کو بدنام کرنے
میں لاہور کے اخبارات نے بڑا اشتعال انگیز کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible]
سر سے ٹوپی اتار پھینکی گئی۔ بنگالیوں کے وسائل پر غاصبانہ قبضہ کیا گیا۔ بیرونی قرضوں کا بیشتر حصہ [illegible]
کے طور پر دیا جاتا تھا۔ اور یہ قرضہ کراچی اور وسطی پنجاب کی صنعتی ترقی پر خرچ کیا گیا۔ یہی زیادتی اب چھوٹے صوبوں
اور سرائیکی علاقوں سے کی جا رہی ہے۔ لاہور ہی میں مولانا نورانی کی دستار کو تار تار کیا گیا تھا۔ ہر پنجابی
خود کو ایک حاکم قوم کا فرد سمجھتا ہے جہاں بھی جاتا ہے وہاں کے عوام سے علیحدہ رہتا ہے۔ اگر تاجر
یا صنعتکار ہے تو جن لوگوں کو یہ اپنے بناوٹی مال سے لوٹتا ہے ان کو گالی بھی دیتا ہے۔ اس نے انگریزوں
ہندوؤں اور سکھوں سے زر پرستی، خود غرضی اور ہیرا پھیری ہی سیکھی۔ اور ان برائیوں کو [illegible]
زندگی کی اعلیٰ اقدار کو ہی بدل ڈالا ہے۔ اسی لاہور میں آج بھی ایک ایسا گروہ موجود ہے جو سکھوں سے
ساز باز کر کے عظیم تر پنجاب بنانے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ سندھیوں اور سرائیکیوں میں باصلاحیت اور اعلیٰ تعلیم یافتہ
نوجوانوں کی اب کمی نہیں رہی۔ لیکن ان کو معقول ملازمت نہ دے کر ان کی حوصلہ شکنی کی جا رہی ہے۔
اور پسماندہ اور سرائیکی علاقوں کو انجینئرنگ و زرعی یونیورسٹیوں لائبریریوں اور سائنسی تجربہ گاہوں سے [illegible]
محروم رکھا گیا ہے۔ ان کے ایسے ہی کرتوت پر علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ [illegible] شور پنجاب سے [illegible]

اسلام ایک بہانہ: ہر حاکم وقت اور بیوروکریسی خوب جانتی ہے کہ اسلام کے نام پر عوام مرعوب ہو کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ شروع ہی سے آمر کا علماء کے تعاون سے اسلام کے مطابق
قوانین جاری کرنے کا عوام کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ عملی طور پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو سب پر عیاں ہے
البتہ اسلام کے نام پر ناروا مظالم کر کے عوام کو اسلام سے دانستہ برگشتہ کیا جا رہا ہے۔ جو لوگ
بھی اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں انہیں اسلام کے نام پر ایثار اور صبر کرنے کی تلقین کی جاتی
ہے۔ اور استحصال کرنے والوں کا احتساب ہی نہیں کیا جاتا۔ عوام اب اس بہانہ سازی کو
خوب سمجھ چکے ہیں۔

سیاست کو تلپٹ کرنا: یہ بھی تو مارشل لاؤں کا فیض ہے کہ سب سے بڑی اسلامی ریاست قتل ہو کر اب آدھی رہ گئی ہے اور آج اس کے بھی استحکام کی دعائیں کی جاتی ہیں۔
مارشل لاؤں کے ذریعے انتخابات کو روک کر غیر مقبول حکومتوں کی پُرامن تبدیلی کے طریق کار کو سبوتاژ کیا۔ اور آمروں نے اپنے جبری اقتدار کو طویل کرنے کے لئے بیوروکریسی کے مشوروں سے نئے نئے حربے ایجاد کر لئے۔ بیوروکریسی اور آمروں نے سیاسی جماعتوں میں اپنے آلۂ کار پیدا کر کے ان کا عوام کے دلوں سے احترام اور اعتماد کو ختم کر دیا ہے اور ایسے مایوس کن حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ اب عوام نے ملک کے نفع و نقصان پر سوچنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ سچ یہی مرضی میرے صیاد کی تھی۔

صحافت بیچاری: آئینہ دکھانے والے اہلِ قلم کے ہاتھ شل اور زبانیں گنگ اور اشاروں کنایوں پر بھی قدغن۔ اخبارات پر سرکاری اشتہاروں کی بندش۔ کاغذ کی کوٹہ بندی۔ بہت سی آخر مالکانِ اخبار کو آمرانِ وقت سے سمجھوتہ کرنا پڑا۔ اور اس کے تحت سیاہ رات کو روشن دن لکھنا اب وطیرہ بن چکا ہے۔ کئی اخباروں نے تو ایسے ذہن تیار کئے کہ وہ اپنے جنون کی تکمیل کے لئے صوبے میں وارد ہو کر تمام پاکستانیوں کو زیردست کرنے میں منہمک ہو گئے ہیں۔ اب تو انہیں یہ بھی سبق ہے کہ جس آبادی کو تاراج کرنا چاہیں کوئی مدافعت نہیں کر سکتا کیونکہ طاقت ور انتظامیہ ان متعصبیوں کا سرپرست ہے۔ ڈنڈورچی اخبارات پر اب تو آہن برس رہا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔

مراعات یافتہ طبقے کی اجارہ داری: آج بھی مغلوں اور انگریزوں کے پالتو جتنے اور روحانی بزرگوں کے گدی نشین لاڈلے عوام کی جان مال آبرو اور اراضی کے مالک ہیں۔ انہوں نے کونسے ہل چلا کر جاگیریں بنائی تھیں۔ مفت کا مال انہیں ہاتھ لگا ہے۔ اور صنعت کار تاجر بھی اقربا پروری سے پرمٹ اور لائسنس پا کر اب اربوں روپیہ کے سرمایہ دار بن چکے ہیں۔ تو اس وطن کے نودولتیے ہر دور میں یہ موقع پرست لوگ حکومتِ وقت اور بیوروکریسی کے آلۂ کار کی حیثیت سے ملکی سیاست میں داخل ہوتے ہیں۔ نظریہ اور عوام و علاقہ کے حقوق اور ترقی سے انہیں کبھی سروکار نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ان وڈیروں نے اسمبلی میں کبھی اپنے علاقوں میں علمی فنی یونیورسٹیاں اور ملیں لگانے کا مطالبہ ہی نہیں کیا بلکہ یہ تو حاکمانِ وقت سے صرف اپنے جرائم کا تحفظ، عوام پر دھونس کا حق اور ذاتی مراعات یا اپنے رشتہ داروں کی ملازمت پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ انہیں عوام کے اجتماعی مفاد سے دلچسپی نہیں۔۔۔
ہندستان کی ریاستوں کے نوابوں نے تو اپنی قدیم رعایا کو اپنی غلامی سے آزاد کر دیا ہے۔ لیکن یہ قوم کے وڈیرے اپنے قدیم مزارعین کو زمین سے محروم کرنے کے بعد بھی اپنی غلامی میں رکھنے کا جتن کرتے ہیں۔ جو بھی سر اٹھاتا ہے اس کی چوری کرا لیتے ہیں اور جھوٹے مقدمات میں پھنسا لیتے ہیں۔

خدا معلوم یہ اندھیر نگری اور ان کی داداگیری کب تک رہے گی؟ زرعی اصلاحات سے چھپائی اراضی جو انہوں نے ورثا کے ناموں سے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے اب اُسے زیادہ رقم کے لالچ میں باہر کے لوگوں کو بیچ کر اپنے ہاں درآمد کا موقع خود فراہم کر رہے ہیں۔ یہ عاقبت نااندیش اس طرح عوام کے علاوہ اپنی اولاد کو بھی غلام بنانے کا اہتمام خود ہی کر رہے ہیں۔ ان بے حس ظالموں نے آج تک اپنی زبان کو اسمبلی سے منظور کرانے کی سعادت بھی حاصل نہیں کی۔

انتقال آبادی: جب سے عوام نے احتجاج کیا ہے اس کارستانی میں اور بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ ہے اختیارات اور طاقت کا زعم اور اجارہ داری! پسماندہ علاقوں کو غلام بنانے کی مہم میں وہاں تعینات افسران باہر کے لوگوں کو بلا کر جعلی ڈومیسائلز پر وہاں کی اعلیٰ نوکریاں، اراضی، قرضے اور لائسنس مہیا کرتے ہیں اور غیر آباد زمین ان کو سستی دلا کر بعد میں انہیں نہریں بھی جاری کرا دیتے ہیں اور پھر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مقامی لوگ نااہل ہیں دیکھئے یہ سب آبادیاں باہر کے لوگوں نے اپنی محنت سے کی ہیں۔ اس حکمت سے اصل حقدار بے زمین کسانوں کو محروم کیا جا رہا ہے۔ ایسی ہی سازشوں سے ون یونٹ کے خلاف عوام نے نفرت کر کے ناکام کیا تھا۔

داخلی خلفشار: ہر آمر عوام کی تائید سے بالکل محروم ہوتا ہے۔ اُسے اپنے جبریہ اقتدار کو طویل کرنے کے لئے بیوروکریسی کی مدد سے پہلے جبر اور بعد میں کچھ مفاد پرست اور خود غرض سیاسی اور مذہبی اجارہ داروں کو پُچکارنا اور خریدنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جب یہاں کسی آمر نے طلب کیا تو بڑے بڑوں کے وضو ٹوٹے۔ دُم ہلاتے دوڑے اور سر جھکا کر صاحب کے جوتے چاٹنے لگے۔ اور اس کی ذاں مری اقتدار کی ہڈی کو چوستے ہیں بڑا مزہ پانے لگے۔ حق نمک ادا کرنے کے لئے عوام میں حاکم اسی آمر کو نجات دہندہ ثابت کیا اور عوام کو یہ باور کرایا کہ اگر یہ صاحب نہ رہے تو پاکستان ہی ختم ہو جائے گا (خدانخواستہ) ایسی ہی دلخراش سحر بیانوں سے یہ اپنے مربی کو بیلٹ دلانے کے جتن کرتے رہتے ہیں۔ عوام کو سیاسی رشوت دلا کر دلاتے بھی دیتے ہیں۔ اور انہیں مذہبی اور سیاسی منافرتوں میں بھی اُلجھاتے ہیں۔ بیروزگاری بڑھا کر انہیں معاشی تفکرات میں بھی سرگردان کیا جاتا ہے۔ ایسے خلفشار کو ہوا دینے والے مذہبی اور سیاسی کارندے آج تو اپنی محنت کی کافی اجرت پا رہے ہیں۔

قومیت اور زبان کا مسئلہ: بلوچوں اور پٹھانوں، سندھیوں اور پنجابیوں کی قومیتوں کو تو ہر دور سے عملی طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور عوام کو اسلام کے نام پر دھوکہ بھی دیا جا رہا ہے کہ یہاں پر تو صرف ایک قوم ہے۔ یہ اصرار اور واویلا وہی دشمنانِ پاکستان زیادہ کر رہے ہیں جو خود اپنی قومیت پر سب سے زیادہ فخر کرتے ہیں۔ اور فلموں، ریڈیو، ٹی وی، رسالوں اور اخباروں کے ذریعے اپنی عریاں ثقافت اور زبان کو تمام پاکستانیوں پر زبردستی ٹھونس رہے ہیں۔ اسلام کسی کی پہچان کا مخالف ہرگز نہیں وہ تو سب کو حقوق ادا کرنے کی سخت ہدایت

بھی کرتا ہے۔ انصاف سے دیکھا جائے تو پاکستان کی اصل اور قدیم ثقافت اور زبان سرائیکی ہی ہے۔ جو درحقیقت قدیم سے پاکستان کی نصف آبادی پر مشتمل ہے۔ مسلسل سازشوں کے باوجود یہ اپنی جاندار ی کی وجہ سے سرگودھا، جھنگ، ملتان، ڈیرہ جات، بہاولپور، بالائی سندھ اور بلوچستان کی مقبول ترین ثقافت اور زبان سرائیکی ہی ہے۔ سرائیکی ثقافت نہایت سادہ اور تکلفات سے پاک ہے۔ سرائیکی زبان کی اکثریت، قدامت، مٹھاس، روانی اور عام فہمی مسلمہ ہے۔ سرائیکی عوام اپنی سادگی، حسن اخلاق، مروت، امن پسندی، بردباری اور حلیمی میں بھی لاثانی ہیں۔ خودغرض اور طوطا چشم مخالفین تو سرائیکیوں کی وسعت قلبی اور مہمان نوازی کو بھی ان کی کمزوری پر محمول کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لڑائی میں پہل نہیں کرتے۔ جب بے قصور ان کو تنگ کیا جائے اور ان کے صبر سے غلط فائدہ اٹھایا جائے تو یہ اپنے اختلافات ختم کر کے اکٹھے ہو کر یکدم سیخ پا ہو جاتے ہیں اور اپنی بقا کی خاطر مرنے مارنے سے ہرگز نہیں گھبراتے۔ یہ اپنی مٹھاس اور چاہت ہی کی وجہ سے سارے پاکستان میں مقبول ہیں۔ نہ یہ کسی سے نفرت کرتے ہیں اور نہ ہی کوئی انہیں غیر سمجھتا ہے۔ پاکستان کی اس قدر خیر خواہ نصف آبادی کے وجود ثقافت اور زبان کو تسلیم نہ کرنا تو دشمنان پاکستان کا شیوہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اس ملک کی نصف آبادی کی ان خوبیوں اور اہمیت سے باغیانہ انحراف کرتے ہیں۔ سرائیکی کے وجود زبان اور ثقافت کے خلاف سازشیں کافی عرصہ سے جاری ہیں جبکہ سرائیکی کا آغاز لاہور سے تھا تاریخ اور داتا صاحب کی کتابی تحریر سے بھی یہ ثابت ہے کہ لاہور تک کے تمام علاقے قدیم ترین حکومتی مرکز ملتان کے ماتحت تھے۔ اسی وجہ سے ان تمام علاقوں میں ملتانی (سرائیکی) زبان اور ثقافت مقبول عام تھی چنانچہ شاہ حسینؒ کی سرائیکی کافیاں آج بھی کانوں میں سرائیکی مٹھاس کا رس گھول رہی ہیں۔ ان علاقوں میں سرائیکی کا رواج اور اثر یوں کم ہوا کہ جب سکھوں نے دھڑا دھڑ یلغار کی اور ادھر کے ہر قدیم ثقافتی نشان اور بیہون کو مسمار کر کے اپنی سکھا شاہی چلائی اور زبان کو عروج دیا۔ ان سرائیکی علاقوں میں انگریزوں نے بھی اپنے وفادار پنجابیوں کو کافی اراضی دے کر لائل پور اور منٹگمری جیسے کئی نئے شہر اور نہریں بنوا دیں۔ اس سے قبل مغلوں نے بھی حاکمان ملتان کی بیباکی سے ناراض ہو کر لاہور اور اس کے مضافاتی علاقوں کو مرکز ملتان سے علیحدہ کئے عوام کو اپنا گرویدہ بنانے کے لئے ان علاقوں کو خاصی ترقی دی تھی چونکہ انگریز سرائیکی عوام کی سرکشی سے خائف رہتے تھے اس لئے انہوں نے اپنے اعتماد کے پنجابیوں کو خلط ملط کر دیا تاکہ جاسوسی ہوتی رہے اور بغاوت کے وقت اپنے اتحادیوں سے ان کی سرکوبی میں مدد بھی لی جا سکے۔ بابا فریدؒ، بلھے شاہؒ اور سلطان باہوؒ کے سرائیکی کلام سے بھی یہ ثابت ہے کہ یہ تمام علاقے سرائیکی ہی ہیں۔ فارسی کا لفظ پنجاب خود ثابت کرتا ہے کہ یہ خطہ فارسی کے سرپرستوں کا دیا ہوا ہے اس سے پہلے اس کا کوئی علیحدہ وجود ہی نہ تھا۔ پنجابیوں کی مسلسل وسعت پذیری نے سرائیکی جغرافیائی حدود کو کم در کر دیا ہے۔ ان کے یہ مذموم عزائم اب کھل کر سامنے آ گئے ہیں اگر اب انکی اس حریصانہ توسیع پذیری کو روکا نہ گیا تو سارے پاکستان کو پنجابستان ہی بنا ڈالیں گے۔ ان کی افرادی اور ثقافتی یلغار سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔

غیر متوازن صوبے: انگریزوں نے تو عوام کو آپس میں الجھائے رکھنے کی خاطر صوبوں کو دانستہ ہی غلط تقسیم کیا تھا۔ سرائیکیوں کو ان کا بدیشی تسلط ہرگز پسند نہ تھا اس لئے انگریز بھی ان پر اعتماد نہ کرتے تھے ان کے اتحاد اور سرکشی سے خائف تھے۔ اس لئے ان کو کمزور کرنے کی غرض سے سرائیکیوں کے کچھ علا

صوبہ سرحد اور کچھ کو بلوچستان سے ملا دیا گیا تھا۔ انگریزوں کی معنوی اولاد نے بھی وہی پالیسی جاری رکھی جبکہ [illegible]
شدت اختیار کر رکھی ہے کہ سرائیکی زبان کو کوئی وقعت نہیں دیا جاتا اور سرائیکی باصلاحیت نوجوانوں کے لئے [illegible]
بالکل بیدخل ہے ... پنجابی اپنی علاقہ و صنعت نوازی سے خود تو خوب قوم پرستی کرتے ہیں دوسرا کوئی نیشنلزم کی تعقبات ہی کرے
تو اسلام کی لٹھ لے کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں عوام اب ان کی یہ عیاریاں خوب سمجھ رہے ہیں۔ سرائیکیوں کو تو غیر سمجھ کر ان کا استحصال
کر رہے ہیں اور فقط اپنی تعداد بڑھانے کے لئے سرائیکی علاقوں کے تمام باسیوں کو اپنے ساتھ نتھی کئے ہوئے ہیں جبکہ ان کے وسائل کا
حصہ وسطی پنجاب خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ چھ کروڑ آبادی کا ایک **صوبہ پنجاب** اور بقیہ تینوں صوبے صرف چار کروڑ محروم لوگوں کے
اسی عددی برتری کی وجہ سے صرف پنجاب سب سے زیادہ مالی و سیاسی مفادات سمیٹتا ہے اور وہ تمام بھی وسطی پنجاب ہی
کھا جاتا ہے۔ وفاقی حکومت پر بھی اثر انداز ہے اس ناروا بالادستی اور مسلسل استحصال سے چھوٹے صوبوں کے عوام سخت نالاں اور مضطرب
ہیں اور سرائیکی علاقوں کے عوام بھی زبردستی سے سخت نالاں آ چکے ہیں۔ ان اصل مسائل کو حل کرنے کی بجائے اپنی طاقت اور اختیار
کے زعم اور جنون میں پنجاب اب پھر مشرقی پاکستان والی داستان دہرانے کی حماقت کر رہا ہے کہ جبر سے عوام کو زیر کرنے کے لئے
ان کے سروں پر فوجی چھاؤنیاں مسلط کر رہا ہے جائز حقوق کی خاطر عوام کو خانہ جنگی تک لے آنا ملک دوستی ہرگز نہیں۔ جبر سے عوام
غلام بننا ہرگز قبول نہ کریں گے بلکہ علیحدگی کے رجحانات اور بڑھیں گے۔ عوام پر جب اپنی فوج چڑھائی جائے گی تو مظلوم اور مقہور
لوگ کسی بیرونی طاقت سے امداد حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ایسی تباہی سے ملک کو بچانے کی خاطر پنجابیوں کو اب اپنی ضد
اور جنون کو ترک کر کے سرائیکی صوبہ جلد منظور کر لینا چاہیئے۔ ورنہ ع فلک ماتم کرے گا تمہاری ستم ظریفیوں پر

دنیا کے بیسیوں ممالک نے اپنی لسانی مسائل حل کرنے اور عوام کو انتظامی سہولتیں بہم پہنچانے کی خاطر اپنے اپنے صوبوں میں
اضافے کر لیئے ہیں اس سے تو وہ تباہ نہیں ہوئے۔ یہاں اپنے جنون سے دستکش نہ ہونے کے لئے ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے
کا بے بنیاد واویلا کیا جاتا ہے۔ ایسی ہی حماقتوں سے آدھا ملک ہم سے بچھڑ چکا ہے۔ اسلامی ممالک ایران، افغانستان، عرب اور کئی
دوسرے ممالک جو آبادی میں پاکستان سے بہت کم ہیں لیکن ان کے صوبے ہم سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ صرف پنجاب کی ضد اور عددی
برتری کی وجہ سے ملک تباہی کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ پاکستان اب اور چرکے برداشت نہ کر سکے گا۔ فقط پنجاب کی
تقسیم کو رکوانے کی خاطر تمام صوبوں کی تعداد بڑھانے کا شوشہ چھوڑا جاتا ہے تاکہ معاملہ پھر کھٹائی میں پڑ جائے۔۔

حرفِ آخر:

صرف سرائیکی صوبہ کے قیام سے پاکستان کے صوبے متوازن ہو جائیں گے اور پنجاب اور پنجابیوں سے عوامی نفرت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بیوروکریسی کی گرفت ڈھیلی نہ رہے گی۔ چھوٹے صوبوں
کے عوام کے گلے شکوے ختم ہو جائیں گے اور علیحدگی کے رجحانات ختم ہو جائیں گے عوام کو انتظامی سہولتیں میسر ہوں گی صوبائی
کام کاج کے لئے لاہور کا دور کا سفر اور خرچہ بند ہو جائے گا۔ کام نزدیک ہی ہو جایا کریں گے۔ نئے صوبوں اور سرائیکی علاقوں کے
قدیم باشندے اور مہاجر اور مقامی مل جل کر صنعتی ترقی کر سکیں گے۔ بیروزگاری کا خاتمہ ہو گا۔ [illegible]
ہو جائے گا۔ [illegible] ترقی کا مقابلہ ہو گا جس سے ملک خوشحال اور [illegible] ہو گا پاکستان مستحکم [illegible] ہو گا۔

وما علینا الا البلاغ

خیر اندیش۔ مرید حسین جتوئی [illegible] ۱۱.۴.۲۰

تکلف برطرف (۲)

مسلم لیگ

جب پاکستان بن چکا تو قائداعظم نے فراخدلی سے اپنے سے اختلاف رائے رکھنے والے زعماء خصوصاً مولانا ابوالاعلیٰ، عبدالغفار خان اور عبدالصمد اچکزئی کو اپنا ایلچی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ملک حاصل کر لیا گیا ہے۔ اب آیئے پرانے اختلافات بھلا کر اس کی تعمیر نو کیلئے مل جل کر کام کریں۔ مسلم لیگیوں کو جب اپنے قائد کی اس خواہش کا علم ہوا تو وہ سخت پریشان ہوئے کیونکہ ان سیاسی بونوں علم تھا کہ اگر یہ مدبر قائد کے ساتھی بن گئے تو وہ پٹ جائیں گے۔ جبکہ قائداعظم کے اکثر رفیق ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی اس تجارتی اور صنعتی منڈی کو بھی خود ہتھیانا چاہتے تھے۔ مذکورہ شخصیات کے درمیان تو یہ حریص اپنی من مانی نہ کر سکتے چنانچہ انہوں نے اس ملاقات اور باہمی ممکنہ تعاون کو ناکام کرنے کی خاطر اپنے پالتو اخبارات کے ذریعے ان زعماء پر خوب کیچڑ اچھلوائی۔ اور یہ ملاقات نہ ہونے دی۔ بعد میں ان کے ایسے ہی کرتوت کی وجہ سے قائداعظم نے برہم ہوکر ہی کہا تھا کہ مجھے علم نہ تھا کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں........ مسلم لیگیوں نے اسلامی نعرہ بھی محض اس مجبوری پر لگایا کہ انہیں یہ احساس ہو چکا تھا کہ اس دلکش نعرہ کے بغیر مسلمان ان کی تحریک کا کچھ زیادہ اثر قبول نہ کر رہے تھے۔ اگر اسلام کے بارے میں یہ مخلص ہوتے تو وہ اسے اپنے دور حکومت میں نافذ کر چکے ہوتے۔

قائداعظم کے ایماپر مولانا مودودی نے ریڈیو پر اسلام کی راہ ہموار کرنے کیلئے ابھی چند تقریریں کی تھیں کہ مسلم لیگیوں نے برہم ہوکر یہ سلسلہ ختم کرادیا........... اب پھر مسلم لیگ میں مفاد پرست ہرجائی اور فصلی بٹیرے داخل ہوگئے ہیں۔ اور وہ پاکستان کو محض اپنے تحفظ کی ریاست بنانے میں خوب سرگرم ہیں۔ یہ جرائم کار اپنے تحفظ کے عوض ہر آمر کا ساتھ بھی دیتے رہے ہیں۔ انہیں ملک اور قوم کے مسائل اور تکالیف سے کوئی ہمدردی نہیں۔ ان کے علاوہ پنجاب کا پالتو پریس اور اجارہ دار بیوروکریٹ بھی ملک اور عوام کے مسائل حل کرانے میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ اگر یہ سب عناصر ملک اور عوام کے کچھ بھی خیرخواہ ہوتے تو ملک کو نیم جان کرانے کے بعد تو اپنی ہلاکت خیز کارستانیوں سے ضرور

بازآجاتے۔

جماعت اسلامی

مولانا مرحوم کی موجودگی ہی میں اس جماعت میں ایسے عناصر آگھسے جو جماعت کو اپنی خفیہ اغراض کیلئے استعمال کرنے لگے۔ ان سازشی عناصر کے غلبہ کی وجہ سے اس جماعت کے کئی جید ساتھی جماعت ہی کو چھوڑ گئے۔ ان حریص سازشی عناصر کو اقتدار میں جلد آنے کی بڑی ہوس ہے۔ انہوں نے اپنی تنگ نظری کی وجہ سے عام آدمی سے نفرت کرکے اس جماعت کو عوام میں مقبول نہ ہونے دیا۔ کیونکہ یہ اپنے جائز حقوق طلب کرنے والوں کو ہمیشہ بے دین کہتے رہے ہے۔ ان کے ایسے ہی خیالات اور عمل کی وجہ سے اکثر لوگ اس جماعت کو فاشسٹ ٹولہ کہتے ہیں۔ .... جماعت کے اس غالب سازشی ٹولے نے ہر اس آمر کی حمایت کی جس نے اسے اقتدار میں شرکت کا وعدہ کیا۔ چنانچہ جب جنرل یحییٰ نے جماعت کے ان غالب عناصر کو ذرا سی لفٹ دی تو انہوں نے اس آمر کو امیرالمومنین کہنا شروع کردیا تھا۔ پھر تھپکی دی گئی تو انہوں نے اس نام نہاد انتخاب میں "مردِ مومن مردِ حق" کے پرشور نعروں سے عوام کو گمراہ کرنیکی بھرپور کوشش کی۔ لیکن لوگ ووٹ ڈالنے ہی نہ گئے۔ البتہ اس جماعت کے وہی سازشی عناصر بیوروکریسی سے مل کر اپنے چہیتے کے حق میں جعلی ووٹ ڈالتے رہے ہے۔ مطلب براری کے بعد جب اس جماعت کو بھی ٹھینگا دکھایا گیا تو جماعت کے مخلص ساتھیوں کے ہوش اُڑ گئے۔ کیونکہ ان سازشیوں کی خفیہ گٹھ جوڑ کی وجہ سے اس جماعت کا بھرم بھی دوسری پارٹیوں کی طرح اب عوام میں نہیں رہا۔ انہی کی ملی بھگت کی وجہ سے یہ جماعت حکومت کی بی ٹیم، کہلائی۔ ان دنوں یہ جماعت بڑی خوش فہمی میں مبتلا تھی۔ لیکن ان سازشی عناصر کی نام نہاد انتخاب میں کھلی حمایت نے تو جماعت کو عوام میں بالکل ننگا کردیا۔ عوام کو یاد ہے ذرہ ذرہ! .... اب جماعت کے دردمندوں نے "کاروانِ دعوت و محبت" کے ذریعے عوام میں جماعت کی ساکھ بحال رکھنے

مخلصانہ کوشش کی ہے لیکن یہ کاری زخم ابھی بھرتے نظر نہیں آرہے کیونکہ عوام کا حافظہ اتنا کمزور نہیں .... اب انہی عیاروں کی یہ سازش ہے کہ کسی طرح اس جماعت کے ہم خیال معصوم نوجوانوں کو قربان گاہ تک پہنچا دیا جائے۔ اب یہ جماعت کے حقیقی خیرخواہوں کا فرض ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے شاطر سازشی عناصر کا کھوج لگائیں جو بظاہر تو اسلام کے شیدائی نظر آتے ہیں لیکن ان کی آستینوں میں اغراض سازشوں اور ہوس کے کئی بت چھپے ہوئے ہیں۔

آزادی کے متوالے عوام!

ملک کی آزادی حاصل کرنیکا اصل مقصد تو محروم عوام کو اقتدار اور ترقی کے نئے مواقع میں شریک کرنا ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو پھر وہی خواص ملک کے تمام وسائل اور حکومت پر قابض ہو گئے۔ جو پہلے بھی اپنے ہم وطنوں سے غداری کر کے انگریزوں کے مراعات یافتہ تھے۔ انہوں نے اب بھی اپنے ہم وطنوں کو ایسا بےبس غلام بنا رکھا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے ووٹ بھی نہیں دے سکتے۔ اب تو ان پر ایسے شرمناک مظالم ڈھائے جاتے ہیں کہ جن کو انگریز اور ہندو بھی روا نہ سمجھتے تھے۔ حالانکہ سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کے حکم پر مخلص عوام نے ہر موقعہ پر بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ لیکن یہ سوداباز ہر آمر سے مل کر اپنی اپنی جائیداد بڑھانے میں مگن رہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک حکومت کے ہاں بکنے میں دوسرے پر سبقت لے جاتا ... ان شعبدہ بازوں سے ہر بار دھوکہ کھانے کے بعد عوام اب حالات بدلنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ سوداباز عوام کو اسلام کے نام پر بہلا کر پھر ناکام کرنا چاہتے ہیں۔ آخر کب تک عوام ان سے دھوکے کھاتے رہیں گے؟

کیا اصل اسلام کو یہاں نافذ ہونے دیا جائے گا؟

میری اس دوٹوک بات کو پلّے باندھ لیجیئے کہ یہاں ایسا ہرگز نہیں ہونے دیا جائیگا۔ البتہ ماضی کی طرح عوام کو محض اسی خوش فہمی میں مبتلا رکھ کر وقت گذاری کی جائیگی۔ یا من مرضی اور اپنے تحفظ کے خود ساختہ قوانین کو

چند کرایہ کے علماً سے سند لکھوا کر انہیں اسلامی مشہور کرایا جائیگا۔

اسلام تو احتساب کا حق خود عوام کو دیتا ہے۔ خلفائے راشدین کے بعد سلب ہوچکا ہے عوام کے اس جائز حق کیلئے چودہ سو برس سے قربانیاں دی جارہی ہیں لیکن پرنالہ تو پھر بھی وہیں ہے۔ مسلمانوں کا خلیفہ ہوتے ہوئے بھی انہوں نے ایک عام آدمی کے خرچہ پر گذر بسر کی طبقاتی فرق کو گھٹایا۔ اور بے لاگ فیصلے کرکے انہوں نے اسلامی عدل کو دنیا بھر سے تسلیم کرایا۔ کیا آج یہ ممکن ہے؟ کیا حضورؐ کی طرح آج مسلمانوں کے قائد کے پیٹ پر دو پتھر بندھ سکتے ہیں۔ جب کہ عام آدمی کے پیٹ پر بھوک سے ایک پتھر بندھا ہو؟ کیا ہم اور کربلا سے گذرنے کیلئے آمادہ ہیں؟ غالباً ہرگز نہیں! تو عدل اور فلاح کی راہ اختیار کرنے کیلئے ہمیں پہلے راستے کے کانٹے اور پتھروں کو ہٹانا ہوگا۔ اور عوام میں ہر فرعون سے ٹکرانے کا حوصلہ بھی پیدا کرنا ہوگا۔ اس کیلئے سب سے پہلے موجودہ طریق انتخاب کو بدلنا ہوگا۔ پاکستان میں اب جاگیردار، سرمایہ دار اور صنعت کار ۴: ر درمیانہ اور غریب عوام موجود ہیں ان دونوں کو اپنی اپنی آبادی کے تناسب سے [struck] نمائندگی دینا ہوگی (یہ تجویز صرف میری نہیں ہے) تو ایسے منتخب شدہ مشترکہ ارکان اسمبلیوں میں بیٹھ کر ملک اور عوام کی فلاح کا سوچ سکتے ہیں۔ اسی انقلابی عمل کو جاری رکھ کر پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنایا جاسکتا ہے۔ اگر یہ عمل نہ ہونے دیا گیا تو عوام اس مسلسل استحصال سے عاجز آکر انتہا پسند نظریات اپنانے پر مجبور ہوجائیں گے

٥...... مذہبی جماعتوں کے ارکان جو اس ملک اور عوام میں بستے ہیں لیکن ان کے مسائل و مشکلات سے لاتعلق ہیں ان کو عوام کی تکالیف کا احساس دلا کر مصلحت کیشی ترک کرنے کی استدعا بھی کرنی ہوگی۔ کہ۔ جدا ہو دیں سے سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی!

٥...... اسلام کی دہائی دے کر عوام کا استحصال کرنے والے خود تو علاقہ و طبقہ نوازی کر کے قوم پرستی کرتے ہیں اور دوسروں کو برملا بے دین کہہ کر بدنام کرتے ہیں؟ ان کی اس گھناؤنی سازش کا پردہ چاک کرنا ہوگا۔

٥......... عوام اسلام کے کھوکھلے نعروں سے اب اکتا چکے ہیں۔ اب وہ اسے ایک دلاسہ سمجھ چکے ہیں۔ عوام کی تندہی اور ان کے بدلتے تیور دیکھ کر حاکم طبقہ نے اب جبر کی ایک اور چال چلی ہے کہ پسماندہ محروموں پر ترقی یافتہ لوگوں کو مسلط

کیا جارہا ہے۔ ان نئے مسلط لوگوں کے تحفظ کی خاطر وہاں کے بپھرے عوام پر فوجی چھاؤنیاں مسلط کردی گئی ہیں دوست بنانیکی بجائے ان کو اپنے تمام وسائل سے محروم کرکے بےبس غلام بنایا جارہا ہے اس عوام دشمن سازش کو ختم کرانا ہوگا۔ ٥......... سیاستکاروں کو ذاتی مراعات کا چسکہ لگاکر ان کو اپنا آلۂ کار بنا لیا جاتا ہے جس سے وہ قوم فروشی پر آمادہ ہوجاتے ہیں ایسے مفادپرستوں کو مطلع کرنا ہے کہ قوم سے اس غداری کا انتقام عوام انکی عزیز اولاد سے لیں گے

٥......... جو سیاست کار عوام کے ان اصل مسائل کو اسمبلی میں پیش نہیں کرتے ان کو عوام کے ووٹوں سے محروم کرانا ہوگا۔ ٥......... وسطی پنجاب والے جو انگریزوں سے وفاداری کے صلے میں پہلے ترقی یافتہ تھے ان کو زرعی و انجینئرنگ یونیورسٹیاں اعلیٰ لائبریریاں اور سائنسی لیباریٹریاں اور زیادہ کردی گئی ہیں جس سے وہاں کے طلبۂ کو یہ تمام سہولتیں پہلے سے بھی زیادہ میسر ہیں ان کے میرٹ (لیاقت) کا مقابلہ دانستہ ان پسماندہ اور محروم علاقوں کے طلبۂ سے کرایا جاتا ہے جن کو ان تمام سہولتوں سے دانستہ محروم رکھا گیا ہے اس سراسر ناانصافی کو ختم کرانے کیلئے یہ میرٹ مقابلے مقامی طور پر آپس میں ضلعی سطح پر کرانے کا مطالبہ کرنا ہوگا۔ اور سیکریٹریٹ کے کلیدی عہدے بھی آبادی کے تناسب سے طلب کرنا ہونگے۔ کیونکہ اب باصلاحیت نوجوانوں کی کوئی کمی نہیں۔ ٥......... وسطی پنجاب کی آبادی کو بڑی تیزی سے سارے ملک پر مسلط کیا جارہا ہے اور وہاں کی تجارت صنعت اراضی اور نوکریوں پر بھی غاصبانہ قبضہ کیا جارہا ہے اور پنجابی ثقافت کی بیدریغ یلغار سے بھی سارے پاکستان کو پنجابستان بنایا جارہا ہے۔ اس ہلاکت خیز سازش کو ختم کرانا ہوگا۔ ٥......... بیرونی قرضوں کا اپنا پورا حصہ طلب کرکے جہاں خام مال دستیاب ہوتا ہے۔ وہاں کارخانے لگواکر وہاں کے باسی نوجوانوں کو تربیت دلاکر نوکریاں بھی دلانا ہوں گی اس سے وہاں کی بیروزگاری کے خاتمہ کے علاوہ بڑے شہروں پر دیہاتی آبادی کا دباؤ بھی نہ رہے گا۔ سرائیکی علاقوں میں کل پاکستان کا ستر فیصد کپاس پیدا ہوتی ہے اسی طرح گنا، گندم، تمباکو، اون، چمڑا، تیل کے بیج اور قیمتی معدنیات بھی بکثرت ہیں۔ لیکن ان سب کے کارخانے دانستہ ہی وسطی پنجاب میں لگائے گئے۔ یہ پالیسی سازوں کی علاقہ و طبقہ نوازی کا واضح ثبوت ہے ایسی سازشوں کو ختم کرانا ہوگا ٥......... قدیم آبادکار اور مہاجر حضرات جہاں آباد ہیں وہ وہاں کے ہر نفع و نقصان کے جائز حصہ دار ہیں کیونکہ ان کے علاقوں کا استحصال مسلسل ہورہا ہے وہ بیرونی عناصر کی سازشوں کا شکار نہ ہوں۔ بلکہ مل جل کر اپنے علاقوں کے جائز حقوق کے حصول کیلئے بھرپور سرگرمی سے حصہ لیں انہیں یہ احساس دلاکر اپنی جائز جدوجہد میں شریک کرنا ہوگا۔

۰........ محض دوسروں کے علاقوں میں گھسنے کی غرض سے بیرونی عناصر فقط وہاں کے وڈیروں کو رشتے دے کر ان کی اولاد کو بھی دوغلا بنا رہے ہیں اگر ان کا یہ رویہ اسلامی ہوتا تو وہاں کے عام لوگوں سے رشتے کرتے اور ان کو علمی فنی و تربیت میں بھی مدد کرتے ۔ بیرونی عناصر کی اس صیہونی سازش سے وڈیروں اور عوام کو آگاہ کرنا ہوگا ۔

۰........ اگر ملک اور عوام کو ہمیشہ مقروض اور محتاج نہیں رکھنا تو تعصبات اور بخیلی کو ختم کرا کے بلا امتیاز ہر پاکستانی نوجوان کو علمی اور فنی مہارت دلانا ہوگی ۔ اس سے محرومی اور نفرتوں کا خاتمہ ہوگا ۔ اور برآمدات بڑھا کر زرمبادلہ میں بھی اضافہ ہوگا ۔ ملک اور عوام خوشحال اور خود کفیل ہوں گے ۔

۰........ آج کے سائنسی دور میں محض ڈھکوں سے جنگ نہیں لڑی جا سکتی اس کیلئے اب ذہین، حاضر دماغ اور جانثار نوجوانوں کی ضرورت ہے ۔ اگر ایم ایم عالم جیسا نحیف بنگالی جنگ میں ریکارڈ قائم کر سکتا ہے تو سرائیکی اور سندھی جیسے غیرتمند محب وطن جیالے اپنی دھرتی کی حفاظت کی خاطر کیا کچھ نہ کریں گے ! لیکن اپنی اکثریت کو مسلط رکھنے کی غرض سے ان کو پاکستانی فوج میں دانستہ نہیں لیا گیا اس مذموم سازش کو ختم کرانا ہوگا ۔

۰........ فوج اور سول کلیدی عہدے صرف ایک طبقے کیلئے مخصوص رہے اس لیئے علاقہ و طبقہ نوازی عام رہی ۔ ان سب کلیدی عہدوں کو آبادی کے تناسب سے طلب کرنا ہوگا ۔

۰........ سرائیکی جو پاکستان کی نصف آبادی کی قدیم ترین زبان ہے اس کو بددیانتی سے کل کی بولی پنجابی کا ایک لہجہ منوانے کی سازش کی جاتی رہی ہے اور بااختیار طبقہ ان کی سرپرستی کرتا ہے اس ظلم پر سرائیکیوں کے پُرزور احتجاج کو لاہور کے ایک ابن الوقت اخبار نے اسے ایک سرائیکی فتنہ کے عنوان سے اداریہ لکھا حالانکہ اہل پنجاب کی علاقہ و طبقہ نوازی کو اسی اخبار نے رواج دلوایا ۔ اس اخبار کی ان متعصبانہ کارستانیوں سے عوام کو آگاہ کرنا ہوگا اور اگر یہ اخبار پھر اب ایسی کارستانی کرے تو اس کو بھرے جلسوں میں جلانا ہوگا ۔

۰........ کروڑوں سرائیکی عوام مالیہ محصولات، ٹیکس، عشر زکواۃ، ریڈیو، ٹیلی وژن ایسے دیگر لائسنسوں کے ذریعے حکومت کو اربوں روپیہ مہیا کرتے ہیں ۔ اور وسطی پنجاب والے صنعت کاروں کی بناوٹی چیزیں اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے خرید کر ان کی تجوریاں بھی بھرتے ہیں جو ان کروڑوں کی زبان سرائیکی کو قومی ٹیلی وژن پر دوسری زبانوں جیسے حقوق

بھی نہیں لینے دیتے ۔ جبکہ سرائیکی زبان بولنے والے راولپنڈی ، سرگودھا ، ملتان ، ڈیرہ جات ، بہاولپور بالائی سندھ اور بلوچستان سے تمام محروم لوگ اس پر مسلسل احتجاج کرتے رہتے ہیں ۔ لیکن جبری طور پر سرائیکی زبان کو موت کے گھاٹ اتارا جارہا ہے ۔ اسی طرح ایک عرصہ سے اپنے لوگوں کو ادھر منتقل کر کے سرائیکیوں کی جغرافیائی حدود کو بھی کم کیا جارہا ہے ۔ ہمارے پُرامن احتجاج کی کوئی شنوائی نہیں ہورہی اس لئے اب ہمیں اپنے اس مقدمہ کو دوسرے صوبوں کے محروم عوام کی خدمت میں پیش کرنا ہوگا ۔

٥........ اگر پنجابیوں ، سندھیوں ، بلوچوں ، اور پٹھانوں کے صوبوں زبانوں اور ثقافتوں کو تسلیم کر لینے سے اسلام ابھی سلامت ہے تو کروڑوں سرائیکیوں کے ان جائز حقوق کو تسلیم کرنے سے اسلام پر کونسی آفت آن پڑے گی ۔ اب اسلام کے نام پر کوئی استحصال روا نہ ہونے دیا جائیگا ۔

٥........ یہ سب پاکستان دشمنیاں محض پنجاب کی وفاقی حکومت کو باندی بناکر سب کا استحصال کرنے ، جبریہ بالا دستی ، عددی برتری اور مسلسل توسیع پذیری کی وجہ سے ہوئیں ۔ پاکستان کی بقیہ سالمیت کو بچانے کی خاطر پنجاب کی عفریتی پوزیشن کو کم کرنا بے حد ضروری ہوگیا ہے ۔ کیونکہ چھوٹے صوبوں اور سرائیکی علاقوں کے عوام سے یہ مسلسل استحصال اب برداشت نہیں ہوسکتا ۔ ان کے صبر کا پیمانہ اب چھلکنے کو ہے طاقت اور اختیارات کے جنون میں بدمست طبقہ کو خدا کی بے آواز لاٹھی یاد دلانا ہوگی ۔

اپیل

معزز ہموطنو! خدا کی قسم ہم بقیہ پاکستان کو نفرتوں اور تباہی سے بچانا چاہتے ہیں ۔

محبِ وطن دوستو ! آگے بڑھو اور ہمارا ساتھ دو !!

" وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ " ۱۵/۵/۸۸

خیر اندیش

مرید حسین خان راز جتوئی

خانپور کٹورہ (رحیم یار خان)

نوٹ :۔ اس کو علاقے کی شخصیات کو پوسٹ فرمادیں ۔ شکریہ

تلخ حقائق !

مرید حسین راز جتوئی

آئینہ سامنے ● ۱۸۵۷ء میں چونکہ اہل پنجاب اپنے ہموطنوں سے غداری کرکے انگریزوں کے جاتے تسلط کو پھر سے مضبوط کرنے کے صلے میں سرائیکی علاقوں (لائل پور، ساہیوال) تک اراضیات نہری نظام تک علمی و فنی تربیت ماہرین اور اچھی ملازمتوں سے خوب فیضیاب ہو چکے تھے اس لئے یہ ۱۹۴۷ء تک بھی انگریزوں کے ممنون اور وفادار رہے ان کو آزادی یا مسلم لیگ سے کوئی رغبت نہ تھی اسی لئے تو ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں سارے پنجاب میں مسلم لیگ کو صرف دو سیٹیں ملیں ● ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان (لاہور) کے اجلاس میں اس وقت کی یونینسٹ حکومت کے ساتھ ہونے کی وجہ سے پنجاب کے عوام نے شرکت ہی نہ کی۔ یہ قرارداد بنگالی لیڈر نے پیش کی اور دوسرے صوبوں کے زعما کی تائید سے پاس ہوئی حالانکہ ۱۹۳۸ء میں سندھیوں نے یہ قرارداد منظور کرائی تھی لیکن بڑی ڈھٹائی سے فقط پنجاب کو کریڈٹ دلانے کی خاطر اس کا ذکر ہی نہیں کیا جاتا ● جب پاکستان بننا یقینی ہوگیا تو اہل پنجاب پاکستان کے سگے "مامے" بن کر پاکستان کا جھنڈا تھامے پہلی قطار میں آ وارد ہوئے اور سازشیں کرکے حکومت کے ہر ادارے کے کلیدی عہدے پر قابض ہو گئے چنانچہ شروع ہی سے حکومت کرنے کے اصل پالیسی ساز محکمہ سیکرٹیریٹ پر صرف انہی کا تسلط چلا آرہا ہے جس کے ذریعے سے وفاق پر بھی حاوی ہیں چنانچہ آج تک وفاق کا استحکام پنجاب ہی کی مضبوط گرفت ثابت ہوئی ہے جس سے دوسرے صوبے سخت نالاں اور پریشان رہتے ہیں۔

لسانیت پرستی — ہر سرکاری اور نجی ادارے کے کلیدی عہدے پر قابض ہو کر پنجابیوں نے صرف اپنے طبقے کو ملازمت، صنعت، تجارت سے جائیداد اور سرمایہ بنانے کے مواقع دیئے۔ آج بھی یہی پالیسی قائم ہے اپنے ہر فرد کو لسانیت نواز بنا دیا گیا ہے کہ ہر دفتر میں یہ صرف اپنے لوگوں کو ہر سہولت دیتے ہیں اور غیر پنجابی سے حقارت کرکے اس کا جائز کام بھی نہیں کرتے اس لسانیت پرستی کے پیدا کرنے میں لاہور کے ایک جانبدار اخبار کا بڑا گھناؤنا کردار ہے پنجابی افسروں اور صنعت کاروں نے بھی اپنے اس غلیظ جیتے جی کو بڑا فروغ دلایا ہے کہ ملازمت کے ہر امیدوار سے یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ آپ کو کونسا اخبار پسند ہے جو اس اخبار کا اقرار کرتا ہے نمبر اسے ہی ملتے ہیں پاکستان کے المیات سے یہ ثابت ہے کہ جس حاکم وقت نے اس کی بلیک میلنگ سے کچھ ہاتھ کھینچا تو اس سازشی اخبار نے عوام کو اس کے خلاف خوب بھڑکایا، چنانچہ لیاقت علی خان، بنگالی لیڈروں ڈاکٹر خان، ایوب خان اور بھٹو خاندان کے خلاف اس کی غوغا آرائی اور پنجابی غلام محمد جیسے کئی جمہوریت کش آمروں کی دلجوئی قابل غور ہے۔

توسیع پسندی — سابق ریاست بہاولپور جو محض مسلم دوستی کی وجہ سے پاکستان میں ضم ہوئی تھی موقعہ پاتے ہی پنجاب نے اس کو ہڑپ کر لیا۔ سارے پاکستان کو مفتوحہ سمجھ لیا گیا ہے اسلام اور پاکستان کے بہانے بھی سارے پاکستان میں پنجابیوں کو پھیلا کر اصل حقداروں کو محروم کرکے وہاں کی اراضی، صنعت، تجارت اور کلیدی عہدوں پر قبضہ کر لیا گیا ہے وہاں تو اب تھانیدار بھی کسی پنجابی کی سفارش کے بغیر بات نہیں سنتا۔ پنجاب کے کارخانوں میں تو کسی غیر پنجابی کی ملازمت ممکن ہی نہیں — دوسرے علاقے میں اگر کوئی پنجابی کارخانہ لگاتا ہے تو وہاں کے کسی باسی کو نہ شریک کرتا ہے اور نہ ہی تربیت یا ملازمت دیتا ہے تاکہ وہاں کے لوگ بے روزگار ہو کر اپنی جائیداد بیچنے پر مجبور ہو جائیں۔ وہاں تعینات کمشنر وغیرہ پنجاب سے لوگوں کو بلا کر وہاں کی اراضی، ملازمت، قرضے اور سہولتیں بے دریغ دیتے ہیں۔ ہر پنجابی کے دماغ میں بٹھا دیا گیا ہے کہ وہ ایک حاکم قوم کا فرد یہی غلامانہ سلوک بنگالیوں کے ساتھ کیا گیا تھا بنگالی پاکستان میں ۵۶٪ آبادی رکھنے کے باوجود بیرونی امداد کا نصف حصہ طلب کرتے تھے۔ لیکن ان کو صرف ۱/۴ حصہ دیا جاتا تھا اقتدار پر جب بھی کوئی بنگالی آیا اس کے خلاف محاذ آرائی

شروع کردی تھی چنانچہ پنجابی اخبار نے بنگال کے ہر دلعزیز لیڈر خواجہ ناظم الدین کو ہاضم الدین تھا حسین شہید سہروردی
پر ذلیل کیا گیا۔ تو یہ ٹھیک سنگھ میں پنجابیوں تھا بنے مولانا بھاشانی کی ٹوپی اتار پھینکی تھی بنگالی لیڈر جب بھی یہاں اسمبلی میں آتے
توان سے حقارت کی جاتی تھی واویلا کرنے والے کو تو آج بھی ملک دشمن لکھا جا رہا ہے اہل پنجاب کی غداریوں کے مقابلے میں بنگالیوں کی
ہندوؤں اور انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں قربانیاں ایک صدی تک پھیلی ہوئی ہیں لیکن ان کو دانستہ مایوس کر دیا گیا
اسی طرح اب بقیہ پاکستانیوں کو بیزار کیا جا رہا ہے۔

ملک کی تمام صنعت اور تجارت پر قبضہ — ہر ملازمت پر فوقیت کے علاوہ دانستہ پسماندہ رکھے گئے
علاقوں کی کپاس گنا، گندم، معدنیات اون چمڑا گیس، کوئلہ وغیرہ سستے داموں پنجاب لا کر ان کے کارخانے لگائے گئے ان
اشیاء کی شکل تبدیل کر کے اربوں روپیہ سالانہ ان علاقوں سے کماتے کے باوجود ان پر خرچ کچھ نہیں کیا جاتا۔ اپنی مصنوعات
کی ایجنسیاں بھی ... کر صرف اپنے طبقے کے افراد کو دی جاتی ہیں، اخبارات بھی یہی کچھ کر رہے ہیں جس کی وجہ سے
استحصالی طبقے کے نامہ نگار وہاں کی محرومیوں اور اضطراب کی اصل وجوہ دانستہ سامنے نہیں لاتے اس لسانیت نوازی ہی کی وجہ سے
ملک کا تمام تر سرمایہ صرف اسی طبقے کو فربہ بنا رہا ہے اس اشرافیہ طبقے کے گھناؤنے کرتوت کو دیکھ کر پاکستان کا سارا معاشرہ حرص
ہیرا پھیری، طوطا چشمی اور بے لگامی کا شکار ہوا ہے۔ پاکستان کی کاروباری ساکھ سخت مجروح ہوئی ہے۔

بجٹ میں گھپلا — خصوصاً پنجاب میں شروع ہی سے یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں کہ سرگودھا سے بہاولپور ڈویژن کے
پسماندگی علاقوں پر بجٹ کا ۸/۱ حصہ مشکل سے خرچ کیا جاتا ہے دانستہ یہاں سڑکوں دریائی و نہری پلوں، بجلی ٹیلی فون
اور ذرائع آمد و رفت کی بیحد کمی رکھی گئی ہے تاکہ یہاں کوئی صنعت قائم نہ ہو سکے اور لیٹرے یہاں کا خام مال سستا لے جاتے
رہیں پنجاب کی بیوروکریسی نے یہاں کے باشندوں کو ذاتی مراعات کا چسکہ لگا کر بے حس کر لیا ہے لہذا وہ عوام کے حقوق کی
پامالی پر خاموش ہی رہتے ہیں۔

پنجابیت کی یلغار — ٹیلی ویژن، ریڈیو اور خصوصاً فلموں کے ذریعے پنجابی زبان اور تمدن کو دوسرے سب ہی
پاکستانیوں پر زبردستی ٹھونسا جا رہا ہے اور دوسروں کو زبردستی پنجابی بنانے کے لیے جہاں پاؤں جماتے ہیں ان کو پنجابی بولنے پر
مجبور کر دیتے ہیں گویا یہ مقدس فریضہ بنا لیا گیا ہے حتیٰ کہ اردو ڈراموں میں بھی پنجابی زبان کو زبردستی بھرتی کیا جا رہا ہے اور خود سری کا
یہ عالم ہے کہ صرف ٹیلی ویژن پر صبح سے رات گئے تک ہر روز پنجابی کے آٹھ پروگرام (لاہور) ہوتے ہیں اور پنجابی کے لئے ہفتے میں کم از کم ۳۰
گھنٹے وقف ہیں لیکن پاکستان بھر میں ۲ کروڑ سے زائد سرائیکی زبان والوں کو ٹیلی ویژن سے ۲۶ سال تک بالکل محروم رکھنے کے بعد اب صرف ۲۵ منٹ
فی ہفتہ دیئے گئے ہیں ... ؟ ہر احتجاج کو مسترد کیا جاتا ہے!

کراچی میں سازشیں — آمریت کے ایماء پر ۱۹۷۱ء کے بعد دوسرے صوبوں کے رہائشی یوپی۔سی پی والوں نے وہاں ہتھیائی ہوئی جائیدادوں
کو فروخت کر کے کراچی میں جمع ہونا شروع کر دیا تھا یہ لوگ یہاں اور جن لوگوں سے کمائی کرتے ہیں ان سے زبان کی بنیاد پر نفرت کرتے ہیں حالانکہ
ان کو حصے سے زائد ملازمتوں، صنعت تجارت اور جائیداد کا مالک بنا دیا گیا ہے پھر بھی ناشکری کر رہے ہیں لسانی عصبیت پر یہ لوگ اکٹھے
ہو کر ہر حکومت کو بلیک میل کر کے ملک کی سیاست میں ایک الجھاؤ پیدا کر رہے ہیں۔ کیا یہ ملک سے دشمنی نہیں ہے؟

مراعات یافتہ طبقہ — یہ خود غرض اور مفاد پرست لوگ پشتوں سے ہر حاکم وقت کو یہ یقین دلاتے آ رہے ہیں کہ آزادی
کے بعد بھی ہمارے ہاں کے عوام ہمارے ویسے ہی غلام ہیں اگر ان پر ہماری بالادستی برقرار رکھی جائے تو ماضی کی طرح ہم ہی عوام کو حکومت وقت کا
فرمانبردار بنا سکتے ہیں چنانچہ اب بھی حکام وقت کے ساتھ ان کا یہ سودا طے ہو جاتا ہے مراعات کے عوض یہ خود بھی فروخت ہو جاتے ہیں اور عوام
کے مطالبات کو بھی دفن کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے سب علاقوں کی ترقی یکساں نہیں ہوئی یہ علاقائی محرومیاں اب ایک مہلک اضطراب بن چکی ہیں

عرض مدعا — پاکستان اور اس کے عوام کے خلاف یہ گھناؤنی سازشیں اب کوئی خفیہ راز نہیں رہیں۔ جو محب وطن اور انسان دوست اپنے قلم
پاکستان کو قائم و دائم دیکھنا چاہتا ہے تو اب اس پر یہ لازم ہو گیا ہے کہ وہ ان ہلاکت خیز سازشیں کرنے والوں کو بلا لحاظ بے نقاب کرے
"پاکستان پائندہ باد" اسی میں ہم سب کی عافیت ہے۔ خدا آپ کو توفیق بخشے آمین "

۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء

خبردار!

وہ عیار عناصر جو ماضی میں بہاولپور صوبہ کے مخالف تھے اب وہ پھر فقط سرائیکی زبان کی مخالفت کی خاطر بہاولپور کے چند سادہ لوح اور نادان دوستوں کو اپنا آلۂ کار بنا کر ان سے سرائیکی صوبہ کی تردید کروانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ فقط مسلط مخالفین کی خوشنودی کی خاطر چند خود غرض ابن الوقت اور عادی سودے باز سیاست کار بھی اس معاملہ کو الجھا رہے ہیں اور اکثر صاحبان تو بالکل خاموش ہیں غالباً وہ یہ نہیں سمجھ پائے کہ انکی اس لاتعلقی سے عوام کے علاوہ انکی اپنی اولاد بھی ایک دن غلام بن جائیگی۔

سازشی مخالفین کو یہ علم ہے کہ بہاولپوریوں سمیت پاکستان کے نصف لوگ جو سارے ملک میں قدیم سے سرائیکی زبان بولتے ہیں اگر سرائیکی صوبہ بن گیا تو انکی زبان (سرائیکی) کے ساتھ پرانے اور نئے سرائیکیوں کا وجود بھی تسلیم ہو جائیگا۔ جس کو خود غرض مخالفین گوارا نہیں کرنا چاہتے جبکہ لسانی بنیاد پر دوسرے صوبے پہلے ہی موجود ہیں لیکن اس زندہ حقیقت کو وہ دانستہ ہی جھٹلائے جا رہے ہیں۔

اب اگر بہاولپور کو سازش کر کے صوبہ بنا دیا گیا یا اس اہم مسئلہ کو حل نہ کیا گیا تو کچھ عرصہ بعد سرائیکی زبان کو پنجابی میں ضم کرنیکی سازش بھی کیجائے گی۔ جیسا کہ اب تک ٹیلی وژن پر سرائیکی زبان کو دوسرے ملکی زبانوں جیسے حقوق اور مواقع دانستہ نہیں دیئے گئے اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ کو پنجابی زبان کا شاعر برملا لکھا اور کہا جا رہا ہے ایسا کر کے حقیقتاً سرائیکی لوگوں اور انکی پیاری ثقافت کو زبردستی موت کے گھاٹ اتارنے کی سازش کیجا رہی ہے جس کی وجہ سے سرائیکی لوگ اب بہت بپھرے ہوئے ہیں۔

بقیہ سرائیکی علاقوں کے لوگوں کی محض عددی شمولیت سے پنجاب کی اکثریت، بالاتری اور مرکز پر اثراندازی ویسی ہی مسلط رہے گی۔ جس کو چھوٹے صوبوں اور سرائیکی علاقوں کے تمام لوگ اب مزید برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی جبر اور عیاریوں سے اب پنجاب کے زیر رہیں گے کیونکہ انکے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا ہے۔ ہم سب کی عافیت اسی میں ہے کہ بقیہ ملک کی سالمیت کو بچانے کیلئے یہاں بھی بھارت کیطرح اپنی لسانی اور انتظامی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اپنے صوبوں میں جلد اضافہ کریں۔

خیال رہے کہ ..... چھوٹے صوبوں اور سرائیکی علاقوں کے اکثریتی طبقے کو اقلیت بنانے کیلئے بالائی پنجاب کی کچھ آبادی کو ادھر منتقل کرنیکے خفیہ پروگرام پر عمل ایک عرصہ سے جاری ہے اب اسکو مزید تیز کیا جا رہا ہے۔ فما علینا الا...

خیر اندیش:- راز جتوئی - خانپور کٹورہ

اپنا صُوبہ ہوگا طُوبیٰ

جیساکہ طُوبیٰ جنت کا ایک سرسبز و شاداب گھنیری چھاؤں والا درخت ہے۔ اس کے خوشگوار سایہ تلے خدا کے پیارے بندے تازگی، توانائی اور سکون پائیں گے اُسی طرح اگر ہمارا اپنا صوبہ ہوگا تو:۔

- ہم اپنے صوبائی کام کاج یا مقدمات کیلئے لاہور کے لمبے سفر اور بوجھل خرچہ سے بچ جائیں گے جہاں اکثر لوگوں کی کوئی واقفیت نہیں اور نہ ہی ضرورت پڑنے پر کسی کو کوئی ضامن ہی مل سکتا ہے۔
- ہم پر وسطی پنجاب کے راشی حاکم اجنبی انگریزوں کی طرح راج نہ کریں گے۔ اور نہ ہم میں اختلاف پیدا کرسکیں گے
- ہمارے اپنے اعلیٰ تعلیم و تربیت یافتہ نوجوانوں کو کلیدی عہدے اور نوکریاں مُیسّر آسکیں گی۔
- ہمارے اپنے ہی حکومتی کارندے جن کی خوشی اور غمی میں ہم شریک ہونگے اس لیئے وہ اتنے بے لحاظ نہ ہونگے۔
- قدرت کی عطاکردہ زرعی پیداوار، معدنیات اور خام اشیا، جو وسطی پنجاب والے ہمارے علاقوں سے سستے داموں لے جاکر اپنے کارخانوں میں ان کی شکل تبدیل کر کے پھر ہمیں ہی سونے کے بھاؤ بھیجتے ہیں۔ اس خام مال کو ہم مقامی طور پر سنوارنے کی اپنی صنعتیں قائم کریں گے ہمارے اپنے لوگ کاروبار کریں گے
- بیرونی قرضوں کا حصہ وصول کر کے ہم اپنی صنعت کو اپنے دیہاتوں تک پھیلائیں گے اس طرح ہماری بیروزگاری ختم ہوگی اور ہمارے شہروں پر آبادی کا دباؤ بھی کم ہوجائے گا۔ نوجوان بھی ہُنرمند اور باروزگار ہوجائیں گے۔
- ہمارے علاقوں کے قدیم آبادکار اور مہاجر حضرات جو اپنی محنت سے تجارت، صنعت، علم اور دولت میں عام مقامی لوگوں سے بہتر ہوچکے ہیں اچھی صلاحیت کی وجہ سے اُنھیں اپنے صوبے کی ترقی میں زیادہ مواقع میسر ہونگے
- ہمارے علاقوں میں جو خودغرض سیاسی اجارہ دار انتخابات کے دِنوں برادریوں کا چکر چلاکر کامیاب ہوجاتے ہیں ہم سب مشترکہ کوشش کر کے ایسے غیر مخلص افراد کو ناکام کریں گے۔
- اپنی مشترکہ ثقافت کے تحفظ اور فروغ کیلئے ہم اپنے صوبے میں ٹیلی وژن اسٹیشن قائم کرائیں گے۔
- اس طرح ہم اپنے صوبے کو خوشحال بناکر دوسرے صوبوں اور طبقات کے معاشی فاصلوں کو کم کرسکیں گے۔

مجوّزہ صُوبہ:۔ کیونکہ وسطی پنجاب کی اِجارہ دار بیوروکریسی نے پنجاب کا حصہ نہ سمجھ کر ہی سرگودھا، ملتان، ڈیرہ غازیخان اور بہاولپور ڈویژنوں کو وسطی پنجاب کی ہمہ قسم ترقیوں میں شریک نہیں رکھا۔ یہ چاروں ڈویژن پسماندگی اور ثقافت میں بھی ایک جیسے ہیں۔ اِن کو ملاکر ایک اور صوبہ بنانے سے چھوٹے صوبوں کا پنجاب کے ناگوار استحصال کا دیرینہ شکوہ ختم ہوجائے گا اور ہم بھی زیردستی سے نجات پاکر ترقی کرسکیں گے۔

رازجتوئی۔ خانپور کٹورہ

سرائیکی وسیب کو خوشخبری

معزز قارئین:

چونکہ ہم سب آج یہاں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کو خراجِ عقیدت پیش کرنیکی خاطر جمع ہوئے ہیں اس لئے انہی کے حوالے سے ہم آپ پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حضور خواجہ صاحب ایک حقیقت نگار سرائیکی شاعر ہونے کے علاوہ ایک خدا رسیدہ بزرگ بھی تھے ہمارا عقیدہ ہے کہ سچا ولی اللہ اور عاشق رسولؐ جو بھی پیشگوئی فرماتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے چنانچہ جناب خواجہ صاحب موصوف نے سرائیکی وسیب کی خوشحالی ایک دفعہ پھر لوٹ آنیکی خوشخبری دی ہے

خوش تھی فرید اشاد ول | مونجھاں کوں نہ کر یاد ول
جھوکاں تھیسن آباد ول | ایہہ نیں نہ وہسی ہک منڑیں

آپکے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ اس سرائیکی وسیب کی موجودہ پسماندگی انشاءاللہ ایکدن ضرور ختم ہوگی لیکن اس خواہش کے علاوہ اس کیلئے لگاتار جدوجہد کرنا بھی اللہ کے فرمان کیمطابق بہت ضروری ہے (القرآن) ترجمہ: خدا اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو اپنی حالت خود بدلنے کی کوشش نہیں کرتی۔ چنانچہ جو نوجوان اس وسیب کے چھینے ہوئے حقوق واپس لینے کی جدوجہد کر رہے ہیں اُنکی اس مہم میں شرکت کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ سرائیکی وسیب میں ہم ہر اس انسان کو شریک سمجھتے ہیں جو سرائیکی علاقوں میں قانونی طور پر بستا اور ۔ ۔ وزی کماتا ہے خواہ اُسکی زبان کوئی بھی ہے سرائیکی وسیب کی پسماندگی تب ہی ختم ہوگی جب اس وسیب کے ہم سب وارث صدق دل سے اس جائز جدوجہد میں شریک ہونگے۔ وسیبی بھائیو: ہم کسی کا اپنا کچھ نہیں چھیننا چاہتے بلکہ صرف پنجابیوں، سندھیوں، بلوچوں اور پٹھانوں کیطرح پاکستانی رہ کر جینا چاہتے ہیں اُنکی طرح ہم پاکستان بھر کے چار کروڑ سرائیکی اپنی پہچان (زبان) بھی منظور رکھتے ہیں جو حقوق اُنکو حاصل ہیں ہم بھی صرف اُنہی کا مطالبہ کرتے ہیں یہ کوئی کفر اور تعصب نہیں جو لوگ اسلام کے مقدس نام پر ہمارے ان جائز حقوق کو غصب کر کے ہمیں اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں اور اپنے حرص اور توسیع پسندی سے سارے پاکستان کو پنجابستان بنا رہے ہیں اُنکو اب ان مذموم

جرائم کو ترک کرنا ہوگا پاکستان سے وفا کا یہی تقاضا ہے پنجاب چھ کروڑ آبادی کا بالا ترین صوبہ اور بقیہ تینوں صوبے صرف چار کروڑ زیر دست عوام کے۔ پاکستان کے صوبوں کا یہ کیسا توازن ہے؟ ایک عرصہ سے سازش یہ ہے کہ پنجاب کے ترقی یافتہ طبقے کو چھوٹے صوبوں اور سرائیکی علاقوں میں منتقل کر کے وہاں کی اراضی، ملازمتوں، صنعت اور تجارت سے وہاں کے مہاجروں، قدیم آبادکاروں اور مقامی حقداروں کو محروم کر کے غلام بنایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے چھوٹے صوبے بنگالیوں کی طرح اب علیحدگی کو ترجیح دینے لگے ہیں جنکو بقیہ پاکستان کی سالمیت عزیز ہے انکو اب سرائیکستان ہی قبول کرنا ہوگا۔

پاکستان کا استحکام ● سرائیکی صوبے کا قیام

قلمی کاوش

راز جتوئی

ہر قوم ہر نسل کو نشوونما کا پورا پورا موقع ملنا چاہیئے

[illegible]

[illegible]

قوم اور قومیت کے مسئلہ پر

مولانا مودودی کے افکار!

پڑتالی جائزہ

○ کیا مذاہب کے فروعی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے نفرت کرنا ضروری ہے یا متحد ہوکر ملکی علاقائی، ثقافتی سماجی سیاسی و معاشی جیسے اہم مسائل حل کرانے زیادہ ضروری ہیں؟

○ کیا یہ پاکستان سے غداری نہیں کہ پنجابیت کی بیدریغ یلغار سے سارے پاکستان کو پنجابستان بنایا جارہا ہے۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو، فلموں اور تھیٹروں کے ذریعے سب پاکستانیوں کو پنجابی بنایا جارہا ہے، کیا یہ زیادتی نہیں؟

○ کیا سرائیکی لوگوں اور سرائیکی زبان کو زبردستی پنجابی منوانا درست عمل ہے؟

○ کیا چار کروڑ سرائیکیوں کی زبان کو ملک کے ٹیلی ویژن پر مناسب وقت نہ دینا زیادتی نہیں جبکہ یہ چار کروڑ قدیم پاکستانی مالیہ محصولات انکم ٹیکس متعدد لائسنسز اور عشر زکواۃ کی صورت میں حکومت کو اربوں روپیہ سالانہ فراہم کرتے ہیں اور وسطی پنجاب والوں کا بنادٹی مال خرید کر ان لیڈروں کی تجوریاں بھی بھرتے ہیں کیا اس استحصال پر احتجاج کرنا بھی پاکستان سے غداری ہے؟

○ کیا مقامی پنجابیوں کی مزید یلغار سے بقیہ سرائیکی علاقوں (سرگودھا سے بہاولپور ڈویژن تک) کی جغرافیائی حدود کو مٹانے پر داویلا کرنا بھی ملک سے بغاوت ہے؟

○ کیا سرائیکی علاقوں کی اراضی ملازمتیں صنعت تجارت ٹرانسپورٹ کے لائسنس اور قرضے وسطی پنجاب کے لوگوں کو دینے پر بےچین ہونا بھی غداری ہے؟ اور اپنے سب وسائل سے محروم ہوکر پسماندہ اور غلام بن جانا ہی ٹھیک ہے؟

○ پاکستان کی ۶۳ فیصد آبادی کا ایک صوبہ پنجاب اور باقی ۳۷ فیصد آبادی کے تین صوبے اسی غیر متوازن صوبائی بالاتری پر سب پاکستانیوں کا مسلسل واویلا کرنا بھی غیر واجب ہے؟

○ آزادی کو ۴۵ برس بیت گئے لیکن سرائیکی علاقوں میں بجلی گیس پانی سڑکیں ٹرانسپورٹ دریائی و نہری پلوں طبی سہولتوں زرعی انجینرنگ فنی و علمی اعلیٰ یونیورسٹیوں لائبریریوں سائنسی لیبارٹریوں اور ان تربیت و درسگاہوں کی عمارات اور سٹاف کی دانستہ کمی رکھی گئی کیا اس ناروا سلوک پر عوام کا مضطرب ہونا فطری امر نہیں؟

○ پاکستان بھر کی کل پیداوار کی ۷۰ فیصد کپاس گنا گندم روغنی اجناس باغات اون چمڑہ اور معدنیات تو سرائیکی علاقوں میں ہیں اور ان کے کارخانے وسطی پنجاب میں اس لوٹ کھسوٹ پر داویلا کرنا بھی جرم ہے؟

○ سرائیکی علاقوں میں جو چند کارخانے ہیں ان میں بھی مقامیوں کی شرکت تربیت اور نوکری نہیں ہے کیا اس پر احتجاج کرنا بھی ایک شرارت ہے؟

• سرائیکی علاقوں کے ہر دفتر کا کلیدی عہدیدار اور بیشتر عملہ بھی وسطی پنجاب کا مسلط ہے جو خصوصاً سرائیکی لوگوں سے نفرت کے علاوہ ان کے جائز کام میں بھی روڑے اٹکاتا ہے بیدریغ رشوت سے یہ عناصر اپنے بالا افسروں کو سرخرو کرتے رہتے ہیں، تو پھر احتساب کیسا؟ کیا اس جبریہ لوٹ کھسوٹ پر واویلا بھی حرام ہے؟

• بیرونی افسر سرائیکی علاقوں کے وڈیروں کی عوام پر ناجائز دھونس جماتے ہیں اس کے عوض یہ خودغرض ان افسروں کی بے اعتدالیوں پر پردہ ڈالے رکھتے ہیں ان کی گٹھ جوڑ سے جو مظالم ہوتے ہیں ان کو ظاہر کرنا بھی سرکشی ہے؟

• بیرونی افسر سرائیکی علاقوں کے ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے شریک مہاجروں قدیم آبادکاروں اور مقامیوں میں نفاق ڈالنے کی سازشیں عموماً کرتے رہتے ہیں جس سے اضطراب پیدا ہوتا ہے اسی طرح مذہبی منافرت بھی دانستہ پیدا کر کے عوام پر حکومت کی جاتی ہے کیا اس پر احتجاج کرنا بھی ملک دشمنی ہے؟

سرائیکی علاقوں میں اکثر بلوچ سید، اعوان اور راجپوت جیسے غیرت مند لڑاکا قبائل آباد ہیں۔ ان کو دانستہ پاکستانی فوج میں نہیں لیا جاتا اسی طرح تعلیم یافتہ نوجوانوں کی کمی اب یہاں وہ نہیں رہی لیکن ان کو مناسب ملازمتیں نہ دے کر ان کی حوصلہ شکنی دانستہ کی جاتی ہے کیا ایسی ناانصافیوں پر ان کا مضطرب ہونا بھی غیر مناسب ہے؟

• کیا سرائیکی علاقوں کے بجٹ کا حصہ بھی وسطی پنجاب پر خرچ کرنے پر یہاں کے عوام کا واویلا کرنا بھی شرارت ہے؟ اس کے علاوہ بیرونی ممالک کی امداد اور قرضہ جات بھی وسطی پنجاب کی صنعتی ترقیوں اور آرائش پر خرچ ہوتے ہیں، کیا ان سب تلخ حقائق کو واضح کرنا بھی جرم ہے؟

اب آئینہ اپنے سامنے

• ہم میں سے کون کون فقط اپنا نام اونچا کرنے کی خاطر سرائیکی کو استعمال کرتا رہتا ہے؟

• ہم میں سے کون کون اپنا تن من دھن سرائیکی کاز پر نچھاور کرتے ہیں اور کون کون سرائیکی کے نام پر کمائی کرتے ہیں؟

• ہم میں سے کس کس نے سرائیکی علاقوں کے مذہبی علماء سیاسی اور سماجی شخصیات کو سرائیکی علاقوں اور عوام کی محرومیوں سے آگاہ کر کے ان کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی ہے؟

• اگر کبھی ریفرنڈم تک نوبت پہنچے تو کیا ہم نے اب تک سرائیکی عوام کو اس کے لیے تیار کیا ہے، ہرگز نہیں! کیوں؟

• کیا ہم نے سرائیکی علاقوں میں بسنے والے مہاجروں اور قدیم آبادکاروں کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کی ہے؟

و جب جنگ جیسے سب سے بڑے قومی اخبار میں سرائیکی کاز کے بارے میں متواتر کالم چھاپے جا رہے تھے تو ہم میں سے کس کس سرائیکی دعویدار نے اس انسان و وطن دوست کالم نگار کو ایک ایک خط لکھنا بھی اپنا فرض نہ سمجھا ؟ ؟ ؟

و جب مردم شماری سے دو برس قبل میں نے اپنے ایک پمفلٹ کے ذریعے اکثر احباب کو آگاہ کر دیا تھا کہ اس بار سرائیکیوں کے ساتھ زیادتی ہونے کا امکان ہے تو کس کس نے بستی بستی جا کر عوام کو خبردار کیا اور مردم شماری کے فارم چھپنے سے پیشتر کس نے حکومت کو متوجہ کیا جب ہم اتنی سی قربانی بھی نہیں دے سکتے تو اپنی آئندہ نسلوں کو غلامی سے کیسے بچا سکتے ہیں ؟

و کیا ہم نے کبھی وڈیروں اور غیروں کے آلۂ کار بننے والوں کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی ہے؟

و کیا ہم نے اپنے تعلیم پانے والوں کو ان کے مستقبل تاریک کرنے والے طبقہ و لسانیت نواز افسر شاہی مخالفوں سے آگاہ کیا ہے ؟

و کیا ہم نے اپنے بچوں کے علاوہ اپنی بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا پرچار کیا ہے ؟

و کیا ہم نے اپنی نئی نسل کو تعلیم کے ساتھ ساتھ کوئی ہنر سیکھنے پر آمادہ کیا ہے ؟

و کیا ہم نے ایک دوسرے سے رابطے کی ضرورت کا احساس کیا ہے ؟

و کیا ہم نے ہر نا انصافی پر اپنے لوگوں کو احتجاج کرنا سکھایا ہے اگر ازالہ نہ ہوگا تو واویلا کرنے والوں کو معلوم تو ہو جائے گا کہ استحصالی طبقہ بڑا سنگ دل ہے وہ ہر استحصالی سے نفرت تو کریگا

و کیا ہم نے اپنے لوگوں پر واضح کیا ہے کہ مایوسی ایک گناہ ہے اور جدوجہد جاری رکھنا ہر مومن کی میراث ہے ؟

پیارے نوجوانو! اگر سرائیکی علاقوں کے لوگ سندھیوں، بلوچیوں، پٹھانوں اور پنجابیوں جیسے حقوق حاصل کرنیکی جدوجہد جاری نہ رکھیں گے تو غاصب طبقہ ان پر اپنا غلبہ بڑھاکر ان کا نام و نشان تک کو مٹا دے گا ۔ میرے اس انتباہ پر نہایت سنجیدگی سے سوچنے اور عمل کرنیکی ضرورت ہے اپنی بقاء کی جنگ لڑنے کے لئے ایک نسل کو تو قربانی دینا ہوتی ہے جیسا کہ عام مشہور ہے کہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد!

اسلام کسی کی شناخت کو مٹانے کا حکم نہیں دیتا بلکہ وہ تو برملا کہتا ہے کہ جیو اور جینے دو ۔ جو طبقہ کسی کو اس جائز حق سے محروم کرنے کی سازشیں کرتا ہے وہی غاصب اور انسان دشمن ہے اُسے پہچانیئے ۔

ہمت مرداں ۔ مدد خدا

کیوں روگ جالاتی جندڑی کوں — کیوں الجھا آتا تھیا بیٹھیں
تیڈی چپ غرض پے دا کیا مطلب — کیوں گنگا باتا تھیا بیٹھیں

کر جرأت کجھ الاون سکھ ۔ کر ہمت حق ولاون سکھ

الحمدللہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سرائیکی کے خادموں میں سے مجھ ناچیز کو سب سے پہلے سرائیکی لوگوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے کی جسارت سعادت اور بصارت نصیب ہوئی اس قلمی جدوجہد کے لیئے میں مولانا نور احمد خان صاحب فریدی کا بےحد ممنون ہوں کہ انہوں نے اور ان کے فرزند عمر علی خان نے میری بیباکانہ تحریروں کو اپنے ماہنامہ "سرائیکی ادب" میں ہر بار مناسب جگہ دی جس کی وجہ سے مخالف نوکرشاہی نے ان کے لیئے خاصی مشکلات پیدا کیں کیونکہ وہ خود بھی سرائیکی کے اولین سرپرستوں میں سے ہیں بلکہ سرائیکی زبان کو زندہ رکھنے کا سہرا انہیں کے سر بندھتا ہے سرائیکی کی خاطر انہیں ابتدا میں بڑی قربانیاں دینی پڑیں انہوں نے یہ سب کچھ بڑی حوصلہ مندی سے برداشت کیا میرے مضامین میں پاکستان اس کے عوام اور خصوصاً چار کروڑ سرائیکی لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں شروع کر دی گئیں ان استحصالیوں کی نشاندہی بالکل واضح طور پر کردی جاتی ہے اس کھلے طریقہ کار کو میں نے اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے کئی مصلحت اور عافیت پسند گندم نما جو فروشوں نے مجھے اس جرأت مندانہ خدمت سے روکنا بھی چاہا اور صاف صاف کہا کہ جن لوگوں کو تم خوابِ غفلت سے بیدار کرنا چاہتے ہو ان پر غلامانہ ذہنیت پوری طرح مسلط ہے یہ کسی خیر خواہی کے لائق نہیں ہیں جو محنت طلب اور خطرات بھرا کام تم نے سنبھالا ہے اس کے لیئے فولادی عزم اور تن من دھن بھی قربان کرنے کا جنون بھی چاہیئے کیونکہ میں سرسید احمد خان اور علامہ اقبال کو اپنا آئیڈیل سمجھتا ہوں اس لیئے اپنی تنہائی کم مائیگی اور بے سروسامانی کی فکر کیئے بغیر میں اس کوہ کنی پر ۱۹۷۰ء سے مسلسل تاحیات عمل پیرا ہوں حالات کی سنگینی حوصلہ شکنی کچھ اپنوں کی منافقانہ سرد مہری مجھے مایوس نہیں کرسکیں، ہر مشکل کو میں نے اپنے خلوص کا امتحان سمجھا ہے، میرا ایمان ہے کہ جب کارکردگی میں ذاتی نام و نمود اور داد و صلہ پانے کی غرض شامل نہ ہو تو سمجھدار لوگ وزنی دلیل و ثبوت پر پہلے سوچنے اور پھر عمل کرنے پر آمادہ ہو ہی جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ملک کے طول و عرض میں ہزاروں سرائیکی نوجوان اور کئی سمجھدار مہاجر حضرات بھی میری درد بھری گزارشات سے متاثر ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے وسیب میں اپنے طور پر فعال بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مہاتی جذبہ ہرگز ماند نہ پڑے گا۔ میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی موجودگی میں ہی دیکھ لیا ہے کہ جو جوت میں نے اپنے خون سے جگائی ہے اس کو نوجوانوں نے ہمیشہ ہی روشن رکھنا ہے، انشاءاللہ ایک دن کامیابی ان کے قدم چومے گی

غاصباں کنوں حق نہ پنو
"اٹھو اپنا حصہ گھنو"

خیراندیش
مرید حسین خان راز جتوئی
"خان پور کٹورہ"

"۲۵ مئی ۱۹۹۲ء"

پڑھیئے اور پڑھائیے

سرائیکیوں پر اعتراضات

معزز قارئین

آپ کو معلوم ہو کہ ہماری برسوں کی التجاؤں اور خط و کتابت کے بعد ہی جنگ لاہور کے کالم نگار ارشاد حقانی صاحب نے سرائیکی فکر مندوں کے درد مندانہ خطوط کو اپنے کالموں میں جگہ دے کر اپنی انسان اور وطن دوستی کی بنا پر اصلاح احوال کی ضرورت کو محسوس کرایا، انہی کی تقلید میں پاکستان لاہور کے قاضی جاوید صاحب بھی، قیدی تخت لاہور کے بل اب تک کئی کالم سرائیکیوں کے خطوط کے ساتھ اپنے قارئین کی نذر کر چکے ہیں۔ یہ دونوں صاحبان قلم دوسرے فریق کا نقطہ نظر بھی بار بار سامنے لائے تاکہ قارئین خود اندازہ کر سکیں کہ زیادتیاں کس کی طرف سے ہو رہی ہیں، ہم ان دونوں باضمیر اہل قلم و دانش حضرات کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے قومی اخبارات کے ذریعے سرائیکی مسئلہ کی اہمیت اور موجودگی کو ثابت کر دیا لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ فریق ثانی کے اعتراضات کے جوابات ابھی نامکمل ہیں، اس پمفلٹ کے ذریعے باقی کے جوابات پیش خدمت ہیں۔ (اخبارات ایسے حقائق شائع نہیں کرتے)۔

- سرائیکی علاقوں اور عوام کی خوشحالی میں سب سے بڑی رکاوٹ یہاں کے وڈیرے ہیں۔

جواب:۔ یہ محض الزام نہیں بلکہ حقیقت ہے تقریباً ہر وڈیرے نے خود کو عوام کا ایک بڑا دشمن ثابت کیا ہے، وڈیرہ ازم کا قہر دیہات پر زیادہ مسلط ہے، پنجاب کی بیورو کریسی کی سرپرستی میں ہر وڈیرے نے اپنے علاقے کو پاکستان سے اپنی الگ ایک ریاست بنا رکھا ہے جس میں لوگوں کو اپنا محتاج رکھنے کی خاطر ان کو معاشی بدحالی میں مبتلا رکھا ہوا ہے، عوام کو کمزور کرنے کی خاطر ان کو آپس میں لڑانا، منشیات جرائم اور مانگنے کا عادی بنانا، طبقاتی حقارت پیدا کرنا وڈیروں کی مقامی سیاست ہے، سرائیکی علاقوں کی اعلیٰ تعلیمی فنی تربیت گاہوں، دریائی پلوں ریلوے اور صنعتی کارخانوں کا سب سے پہلا مخالف یہاں کا وڈیرہ ہے۔ علاقے اور عوام کی فلاح کا ہرگز روادار نہیں، یہ خود غرض اور حریص فقط اپنے خاندان کی سیاسی اجارہ داری اور خوشحالی کے سوا کسی عام باصلاحیت شخص کو سیاست میں اور باروزگار نہیں دیکھنا چاہتا، البتہ بیرونی لوگوں کی خوشحالی اور سیاست میں آنے پر اسے کوئی اعتراض نہیں، کیونکہ ان کے سرپرست یہاں کے ہر دفتر پر چھائے ہوئے ہیں، اس وڈیرے کو عوام پر اپنے تسلط کی خاطر حکومتی قہاروں کے تعاون کی قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے، چنانچہ زرعی اصلاحات کے دل

پنجاب کی بیوروکریسی کو ان وڈیروں نے کروڑوں روپے رشوت دے کر اپنے قدیم مزارعین کے نام سرکاری ریکارڈ سے مٹوا کر ان لاکھوں لوگوں کو بے روزگار کر دیا، بیوروکریسی نے معمولی اراضی حاصل کرنے کے بعد کافی زمین فرضی ناموں پر وڈیروں کے پاس ہی رہنے دی، جس کو اب وہ خود ہی بیرونی لوگوں کو فروخت کرتے چلے رہے ہیں ہر سرائیکی وڈیرہ فقط اس رعایت پر ناجائز حاکم وقت کا بھی تابعدار بن جاتا ہے، کہ حکومتی عزرائیل اس کے علاقے میں عوام پر دھونس جمانے میں اسی دہشت گرد کا ساتھ دیتے رہیں گے۔ اس کی سرپرست پنجاب بیوروکریسی نے یہاں کے عوام کو دھوکے میں رکھنے کی خاطر خود دھاندلی سے کامیاب کرائے گئے وڈیرے کی سفارش پر چند چھوٹی نوکریاں بجلی اور ٹیلی فون کے کنکشن دینے منظور کر رکھے ہیں تاکہ ان کے منظورِ نظر وڈیرے کو لوگ اپنا مہربان ہی سمجھتے رہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکستان بھر کے پانچ کروڑ سرائیکیوں کی زمین زبان روزگار اور ان کے وجود کو بھی پنجاب متواتر نگل رہا ہے، یہ سب جبر یہ استحصال اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی سرائیکی وڈیروں نے کبھی احتجاج نہیں کیا، جیسا کہ اس جان لیوا مسئلے سے ان کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے ان کی اس لاتعلقی سے ثابت ہوا کہ یہ نہ سرائیکیوں کے اور نہ ہی ان علاقوں کے نمائندے ہیں۔ یہ صرف پنجابستان بنانے والوں کے آلۂ کار ہیں۔

● پنجاب کی گورنری اور وزارتوں پر اکثر سرائیکی وڈیروں کو لایا جاتا رہا ہے، اگر انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں سرائیکی علاقوں اور عوام کے لیے کچھ نہیں کیا تو اس میں وسطی پنجاب والوں کا کیا قصور ہے؟

جواب:۔ یہی تو انگریزوں جیسی عیاری ہے کہ وڈیروں کو اپنے آہنی پنجوں میں رکھ کر انہیں بے حس کر دیا گیا ہے پاکستان میں ابھی تک دراصل سیکرٹری ہی حکومت چلاتے آرہے ہیں، ہر چڑھتے سورج کے موروثی پجاری سرائیکی وڈیرے گورنری یا وزارت کی کٹھ پتلی بننے پر ہی مشکور رہتے ہیں چونکہ پالیسی سازی اور اس پر عملداری پر اجارہ داری شروع ہی سے سیکرٹیریوں کی چلی آرہی ہے وڈیرے صاحب کو اپنے دکھاوے کی کرسی بچانے کی خاطر ان کا آلۂ کار بن کر رہنا پڑتا ہے اس سے اس کو ذاتی مراعات کے علاوہ اس کے ذاتی کام بھی ہوتے رہتے ہیں اور علاقے کے عوام پر اس کے خاندان کا دبدبہ بھی مسلط رہتا ہے، چونکہ یہ سیکرٹری شروع ہی سے ایک خاص لسانیت و علاقہ پرستی کی جانبدارانہ ذہنیت رکھتے ہیں وہ ترقی اور مفاد کا ہر نیا موقع صرف اپنے علاقے اور تعلقداروں کے لیے مخصوص کر لیتے ہیں وڈیرے کو مراعات کے علاوہ اپنے خاندان کا سیاسی مستقبل بھی محفوظ کرانا ہوتا ہے اس لیے وہ سیکرٹری کی جانبدارانہ کارستانیوں پر دانستہ اعتراض نہیں کرتا، اسی وجہ سے وہ ناانصافیاں بے دھڑک کرتا رہتا ہے۔

● اکثر سرائیکی وڈیرے جی حضوری بنے رہتے ہیں؟

جواب:۔ خودغرض اور مفاد پرست شخص کا ضمیر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ سرائیکی وڈیروں کے جرائم اور حرص کو انتظامیہ پہلے ہی جانتی ہے۔ اس لیے وہ انہیں خوب مرعوب رکھتی ہے، تب ہی یہ ہزاروں لوگوں کے نمائندے بن کر بھی عوام کے ان تنخواہ خواروں کے آگے سر جھکائے دست بستہ پیش ہوتے ہیں ایسی ذلت آمیز نیازمندی یہ اس لیے کرتے ہیں کیونکہ اس انتظامیہ سے یہ اپنے ناجائز کام کراتے ہیں، ان کی ایسی کمزوریوں کی وجہ سے حکومتی فرشتے اپنے لوگوں کو یہاں بلا کر انہیں یہاں کی زمین ملازمتیں، صنعت تجارت ٹرانسپورٹ کے قرضے لائسنس اور پانی کی سہولتیں بیدریغ دیتے ہیں اور عوام سے رشوت بھی بیدریغ کماتے ہیں ان سب ناانصافیوں اور استحصال پر بھی وڈیرے خاموش اس لیے رہتے ہیں کہ آئندہ الیکشن میں بھی

انہیں اس انتظامیہ سے دھاندلی کرنے، جعلسازی کرنے اور جعلی ووٹ بھگتانے میں تعاون کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کی یہ ریشہ دوانیاں ترقی پذیر ہوتی رہتی ہے۔

● سرائیکی لوگ محنت نہیں کرتے اور نہ ہی روزی کی خاطر باہر جاتے ہیں؟

جواب:- ایسی محنت شاقہ جس کی وجہ سے زیر کفالت کنبے کے لیئے فرصت نہ ملے اور ہمسائیوں کے دکھ سکھ میں شریک ہونے کا ہوش بھی نہ رہے اس مشقت کا پہلے یہاں رواج نہیں تھا لیکن حریفوں کی دیکھا دیکھی اب تو سرائیکیوں کو بھی دوڑنا پڑ گیا ہے روزی کی خاطر محنت کون نہیں کرتا؟ البتہ کسی کی دستگیری وسائل اور سہولتیں فراہم نہ ہوں تو خواہش کے باوجود کوئی بھی آگے نہیں بڑھ پاتا۔ سرائیکی لوگ تو بیچارے ازل ہی سے لاوارث ہیں، قدم قدم پر ان کی حوصلہ شکنی تو کی جاتی ہے لیکن ان کو پنجابیوں جیسی مخلصانہ سرپرستی ہرگز نصیب نہیں ہوئی سرائیکی علاقوں میں صنعتیں اور ذرائع روزگار نہ ہونے کی وجہ سے اب سرائیکی نوجوان روزی کی خاطر کراچی اور مشرق وسطیٰ وغیرہ کی مسافری کاٹ رہے ہیں لیکن ان کے علاقوں میں وسطی پنجاب کے ترقی و مراعات یافتہ لوگوں کو زمین ملازمتیں قرضے اور سہولتیں دے کر بسایا جا رہا ہے اس کھلی جارحیت پر بھی سرائیکی نمائندے خاموش ہیں۔

● سرائیکی تو پنجابی کا لہجہ ہے اور اس کا علاقہ بھی نہیں ہے!

جواب:- یہ دعویٰ تو ہم کو کرنا چاہیئے تھا۔ ہم پاکستان کو بچانے کی خاطر خاموش رہے۔ لیکن پنجابی سازشیوں اور حریفوں کی طرف سے یہ سفید جھوٹ بڑی ڈھٹائی سے اب تک بولا جا رہا ہے تاکہ سرائیکیوں کو پنجابی بنا کر پنجاب کو سارے پاکستان پر مسلط کیا جا سکے کیونکہ سرائیکی لوگ ہر صوبے میں پہلے ہی موجود ہیں۔ ہماری ہمسایہ عزیزہ پنجابی ابھی تو تین چار سو برس کی ہے اور اس کا خمیر بھی سکھوں کی گرمکھی سے اُٹھایا گیا ہے، حکومت کے زور پر پنجابی بولی کو فلموں تھیٹروں کیسٹوں ٹیلیویژن اور ریڈیو کے ذریعے قومی زبان اُردو سے بھی بہت زیادہ توسیع اور شہرت دی جا رہی ہے لیکن پانچ کروڑ زندہ انسانوں کی زبان سرائیکی کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، ظلم تو یہ ہے کہ پنجابی کو قدیم ثابت کرنے کی خاطر سرائیکی کے پُرانے حوالوں اور مثالوں کو پنجابی کے کھاتے میں ڈال لیا گیا ہے۔ اس سازشی عیاری کو غیر جانبدار ماہر لسانیات خوب سمجھ چکے ہیں، قدیم ترین سرائیکی زبان کا وسیع دامن تو ہندی، سندھی، عربی، فارسی اور ترکی جیسی قدیم زبانوں کے دلکش پھولوں سے خوب سجا ہُوا ہے۔ سرائیکی زبان کی گرامر (کھادا ہم - کھادم - کھاؤ سال) پنجابی سے بالکل الگ ہے۔ سرائیکی زبان کے نو خاص حروف (ب ج ڈ گ ݨ) کے مختلف الفاظ تو اصل پنجابی بول ہی نہیں سکتا، حقائق پسند پنجابی تو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سرائیکی زبان کی گہرائی نرمی مٹھاس روانی سوز و گداز اور دُھن بھی پنجابی بولی سے بالکل وکھری ٹائپ کے ہیں۔ لوگوں کے رسم و رواج اور مزاج کا اختلاف بھی واضح ہے۔ اب رہی علاقے کی بات تو جناب! تاریخ اور داتا صاحبؒ کی تحریر بھی گواہ ہے کہ دریائے راوی تک کے تمام علاقے قدیم ترین صوبہ ملتان (سرائیکی) کا حصہ تھے۔ شاہ حسینؒ لاہوری کی کافیاں، بابا فریدؒ سلطان باہوؒ، بلھے شاہؒ، اور خواجہ فریدؒ کا سرائیکی کلام اور بھی واضح کرتا ہے کہ پہلے یہاں کی اکثریت کی ثقافت اور زبان سرائیکی ہی تھی، ان علاقوں کو انگریزوں اور سکھوں نے زبردستی چھین کر اپنے اتحادیوں کو دیا تھا آج سکھوں اور انگریزوں کی جبریہ شاہی نہیں ہے تو ان کے سابقہ جبر کو کیوں تسلیم کیا جائے؟ ہم ہی سے یہ علاقے چھینے گئے تھے آزاد ہونے پر ہم سرائیکی ہی ان کے اصل وارث ہیں لیکن پاکستان کے استحکام امن اور ملک کے اجتماعی مفاد کی خاطر ہماری خاموشی اور ایثار کا ناجائز فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے کہ ہماری مزید اراضی اور ہمارے وجود کو نگلنے کی سازشیں بُن رہے ہیں، پنجابیوں کی یہ حریفانہ توسیع پذیری اب تو ناقابل برداشت ہو چکی ہے ان دراز دستیوں کے باوجود اب بھی سرگودھا، ملتان، ڈیرہ غازیخان، اور بہاولپور ڈویژنوں میں ۷۵ فیصدی سرائیکی زبان بولی جاتی ہے، اس کے علاوہ ہر صوبے میں کافی سرائیکی لوگ پہلے ہی موجود ہیں۔ یہ پانچ کروڑ سرائیکی پاکستان کو سالانہ اربوں روپیہ کا مالیہ مختلف محصولات، متعدد ٹیکس، عشر اور زکوٰۃ فراہم کرتے ہیں اور پنجاب کا بنا ہوا مال خرید کر اپنے خون پسینے کی کمائی سے پنجاب کو مالدار بھی بناتے ہیں جس کا صلہ ہمیں یہ دیا جا رہا ہے کہ ہم کو صفحۂ ہستی سے بھی مٹایا جا رہا ہے! ع۔ شرم انکو مگر نہیں آتی!!

● وسطی پنجاب کی علمی، ذہنی، سائنسی، صنعتی ترقیات اور خوشحالی کا راز کیا ہے؟

جواب:۔ پنجاب نے سرائیکیوں اور پوٹھوہاریوں کو زبردستی اپنے زیر رکھ کر اپنی بھاری اکثریت بنا رکھی ہے اس پر یہ مرکزی حکومت کو بلیک میل کر کے باقی سب صوبوں سے بہت زیادہ سیاسی اور مالی مفادات اینٹھ رہا ہے لیکن اپنے حصے داروں کو کلیدی عہدوں ان سب ترقیوں اور فنڈز میں شریک نہیں کر رہا اپنے ساتھیوں اور دوسروں کے حقوق مار کر جو طبقہ یا علاقہ بہت زیادہ بالا یا خوشحال ہو جائے اور اس نظام میں کسی کی فریاد بھی نہ سنے تو ایسی کالونی وطن بنتی ہے

● اگر سرائیکستان اور پوٹھوہار صوبے بنائے گئے تو اور صوبے بھی بنانے ہوں گے۔ اس سے تو قومی وحدت میں رخنے پڑیں گے

جواب:۔ موجودہ وقت میں ۶۰ فیصد آبادی کا **صوبہ پنجاب** ۲۵ فیصد آبادی کے تین صوبے اور ۵ فیصد آبادی کا علاقہ فاٹا ہے اس طرح تو باقی صوبوں کی آبادی پہلے ہی بہت کم ہے انکو اور کم کیوں کیا جائے صرف سرائیکیوں اور پوٹھوہاریوں کو پنجاب کی زبردستی کی غلامی سے نجات دلانا اب بہت ضروری ہو گیا ہے۔ اسی سے پاکستان مستحکم ہوگا لیکن غاصب طبقہ جس نے آج تک ملک کا سب کچھ اکیلے ہڑپ کیا ہے وہ تو کئی شوشے چھوڑے گا اور اسکے بالتواخبارات بھی خوب ننگے ہونگے۔ لیکن حقیقی خیر خواہوں کی یہ آزمائش کی گھڑی ہوگی۔ اب قومی وحدت کا [illegible] پاکستان میں اس وقت سے [illegible] جب سے [illegible] کے حقوق غصب کئے گئے ان کے علاقوں پر [illegible] کر دی گئی اور ان کے وجود کو مٹانے کا عمل کیا گیا [illegible] سرائیکیوں کو [illegible] زبان [illegible] پاکستان کی [illegible] زبان [illegible] اس لئے سرائیکی قوم پر مظالم سے سارا پاکستان خلفشار میں مبتلا ہو گیا ہے [illegible] قومی وحدت [illegible] جو ان سے زبردستی چھینے گئے ہیں۔

اصل مسئلہ

بڑی مدت سے سندھی، بلوچی، پٹھان اور سرائیکی عوام اہل پنجاب سے صرف یہی ایک متفقہ مطالبہ کرتے آئے ہیں کہ وہ شتر بے مہار کی طرح ہر ایک کے کھیت میں منہ مارنا چھوڑ دیں اپنے حصے کی اراضی نوکریوں، صنعت، تجارت اور فنڈوں پر اکتفا کریں لیکن یہ حریص لوگ اپنی جنونی ہوس کو پورا کرنے کی خاطر عادل اسلام کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ گویا اسلام نے ان کے لیے مسلمانوں کی جان اور مال حلال کر دیا ہے۔ اسی اسلام کا بہانہ بنا کر یہ تمام پاکستانیوں کے حصے کے حقوق اراضی اور وسائل پر ڈاکہ ڈالنے سے باز نہیں آئے۔ فوج اور سول کلیدی عہدوں پر اکثریت کے زور پر انکی دست درازیوں سے سب محروم عوام سخت نالاں ہیں۔ اگر پنجاب اسی طرح کا عفریتی صوبہ بنا رہا تو بقیہ پاکستان بھی اپنی سالمیت برقرار نہ رکھ سکے گا (خدانخواستہ)

پڑھیے اور پڑھائیے۔ شکریہ

۲۵/۹/۹۲

فکر کار

مرید حسین خان راز جتوئی

خانسبپور کوٹ ادو

جاگ اُٹھا انسان

تلخ تجربات کا نتیجہ:- بڑے عرصہ تک پاکستانی عوام نے علماء کے بہکانے پر بیشمار قربانیاں دیں لیکن عوام کے اس ایثار کا فائدہ ہمیشہ یہی دھوکہ بازہی اُٹھاتے رہے۔ تمام مسالک کے لیڈر باہمی نقاطی قرارداد مقاصد پر دستخط کرنے کے باوجود حسب عادت یہ فروعی اختلافات کو ہوا دیکر مسلمانوں کو ایک دوسرے سے نفرت کرنا ہی سکھاتے رہے۔ نہ خود متحد ہوئے نہ ہی مسلم عوام کو انہوں نے اکٹھا ہونے دیا۔ ان کی خود غرضانہ سازشوں کو عوام غور سے دیکھتے اور کڑھتے رہے۔ چونکہ قائدِ اعظمؒ نے عوام کو آپس میں اخوت، مساوات اور رواداری رکھنے کی تاکید فرمائی تھی۔ تنگ نظری اور پاپائیت سے سختی سے منع فرمایا تھا۔ قائدِ اعظم رح جیسے حقیقی محسن کی خیر خواہانہ رہنمائی کے مطابق پاکستانی عوام بھی بلا تفریق مذہب و مسلک ایک دوسرے کی خوشیوں اور غموں میں شریک رہ کر آپس میں شیر و شکر رہنا چاہتے ہیں۔ جب بھی ان کو آزادی سے ووٹ دینے کے مواقع نصیب ہوئے تو انہوں نے عوام میں نفرت پیدا کرنیوالی جماعتوں کو بالکل مسترد کرتے ہوئے ان تنگ نظروں کو ملکی سیاست سے دُور رکھنا مناسب سمجھا۔ اس اکثریتی فیصلہ پر عوام ہمیشہ کاربند رہیں گے۔ اسلام کے بہانے عوام اب کسی قسم کا استحصال برداشت نہ کریں گے

مذہبی سودا باز:- حصول پاکستان کے دنوں اکثر مخالف مذہبی جماعتوں یا یونینسٹوں کا گڑھ بھی لاہور تھا۔ انہوں نے جناح صاحبؒ کو انگریزوں کا ایجنٹ، شوبولنے اور کافرِ اعظم تک کہا۔ لیکن ان لغویات کی پرواہ کیئے بغیر قائدِ اعظم رح نے اپنی فراست اور مسلم عوام کے بھرپور تعاون سے جب پاکستان حاصل کر لیا۔ تو پاکستانی مسلمانوں کے دلوں سے پاکستان مخالف مذہبی جماعتوں کی **معتبری** ختم ہوگئی۔ کیونکہ عوام نے اپنی تمام توجہ اور امیدیں اپنے محسن قائدِ اعظم رح سے وابستہ کرلیں۔ جسکا ان مخالفوں کو بڑا دُکھ ہوا۔ دراصل اسی معتبری کے حصول کیخاطر ان حاسدوں نے سادہ لوح مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بڑی عیاری سے بھڑکا کر انہیں اپنے دام فریب میں پھنسالیا۔ اور وقتاً فوقتاً حکومتوں کو بلیک میل کرنے کیخاطر سادہ لوح عوام کو اپنا آلۂ کار بناکر سڑکوں پر بھی لے آتے رہے۔ ایسی سازشی بلیک میلنگ سے یہ مذہبی اجارہ دار حکومتوں سے کروڑوں روپیہ سالانہ **خراج** وصول کرتے رہے۔ حالانکہ اسلام سے تو کوئی بھی مسلمان انکاری نہیں۔ لیکن ان مذہبی اجارہ داروں نے اسے متنازعہ بناکر محض اپنی معتبری اور خراج کیخاطر مسلمانوں میں پھوٹ اور کمزوری پیدا کرکے آمروں کو ملک پر زبردستی مسلط ہونے کے مواقع مہیا کیئے۔ اس ملک اور عوام دشمنی میں خود غرض سیاستکار بھی ان کے ہمراہ رہے۔ یہ مذہبی اجارہ دار اس ناجائز خراج کے اسقدر عادی ہوچکے ہیں کہ جب بھی اس حرام مال سے انکو بچانے کی کوشش کیجائیگی تو اس نیکی کو بھی

اسلام کے خلاف ایک کاروائی مشہور کرکے یہ لالچی شور مچائیں گے۔ لیکن تجربہ کار عوام ان کا ساتھ اب کبھی نہ دیں گے۔ اب تو انکی درسگاہوں میں دینی رہنماؤں کی بجائے بھکاری اور تکراری ملاں تیار ہوتے ہیں۔ جو اسلام کے انقلابی فلسفے کو جانتے ہی نہیں۔ یہ تو صرف اپنے مسلک کو غالب کرنے کیخاطر زیادہ سے زیادہ مساجد اور درسگاہوں پر قابض ہوکر صرف اپنے جغادریوں کا دبدبہ بڑھاتے ہیں۔ تاکہ ان فتوے بازوں سے عوام اور حاکم بھی ہمہ وقت خائف رہیں۔ ظلم تو یہ ہے کہ اسی زور پر عوام کے چندوں سے تعمیر شدہ مذہبی عمارات بھی ذاتی جائیداد کیطرح یہ علماء اپنی اپنی اولاد کو منتقل کرتے جارہے ہیں۔ ان کے اس دائمی قبضہ کو خیانت پاکر اکثر سمجھدار لوگ ان سے بدظن ہیں۔ تاہم یہ بڑے بُت اپنے اندھے پجاریوں (مقلدوں) کو اپنی عیارانہ گرفت میں رکھنے کیخاطر دوسری دینی کتب بھی پڑھنے سے بڑی سختی سے روکتے ہیں۔

اس روشن اور ترقی کے دور نے انکی یہ خودغرضانہ سازشیں خصوصاً نئی نسل پر توبالکل فاش کردی ہیں۔ سمجھدار لوگ ان کی چالوں میں اب نہیں آتے۔ باشعور عوام اب یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ مذہبی اجارہ دار مساجد کے ممبر رسولؐ کو بھی اپنے گروہی مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ تو نادار عوام کی زبردستی کی محرومیوں کو ان کا مقدّر باور کراکے ان کو صبر کی تلقین کرکے زیادہ چندہ دینے والے غاصب امیروں کا تحفظ بھی کرتے ہیں۔ جن سائنسی ایجادات (ریڈیو، ٹیلیویژن، ٹیپ ریکارڈر، فوٹو اور لاؤڈ سپیکر وغیرہ) کو یہ پہلے حرام کہتے تھے۔ اب ان مفید چیزوں سے سب سے زیادہ استفادہ یہ خود کرتے ہیں۔ اور اب تو غیر مسلموں کا دریافت کردہ "تسخیر کائنات"، کا فلسفۂ قرآنی بھی انکو تسلیم کرنا پڑا ہے۔ جو صدیوں تک قرآن خوانی کے باوجود انکو سمجھ نہ آیا تھا۔ دراصل رموزِ قرآن سے انکی اس ناآگاہی نے مسلمانوں کو فعالیّت اور نئی ترقیوں سے محروم رکھا۔ لیکن آج بھی یہ ان نئے تقاضوں کا ساتھ نہ دینے پر مُصر ہیں۔ جبکہ یہ ذہنی طور پر شکست کھا کر اپنی اولاد کو وہی تعلیم دِلا رہے ہیں جسکو یہ مدتوں حرام کہتے رہے ہیں

مسلم لیگ کا ماضی اور حال: واقعی مسلم لیگ ہی نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ مگر اسکا پروگرام خالص اسلام نافذ کرنیکا ہرگز نہ تھا۔ اور نہ اب ہے۔ عوام کو اب بھی بیوقوف سمجھ کر اسلام کے مقدس نام پر صرف بہلایا جاتا ہے۔ تاکہ اس دھوکے کے ذریعے عوام سے ووٹ لیکر حکومت سنبھالی جائے۔ لیگ کے ارکان پر اگر آپ غور سے نظر ڈالیں تو آپ کو یہ اکثر سیکولر ہی ثابت ہوں گے۔ لیکن اسکا برملا اظہار اب بھی یہ نہیں کرتے۔ قائدِاعظم کی موجودگی ہی میں پاکستان کے آئین و قانون کا وزیر جوگندر ناتھ منڈل غیرمسلم (چوہڑے) کو بنایا گیا تھا۔ اکثر سیاسی پارٹیوں خصوصاً مسلم لیگ پر اکثریت کے اپنے نمائندوں کی بجائے ایسے جاگیرداروں کا غلبہ ہے جنہوں نے بددیانتی کرکے اپنے قدیم مزارعین کو اراضی سے محروم کیا۔ اور آج تک بھی یہ اپنے علاقوں کی صنعتی ترقی اور اعلیٰ تعلیم کے سخت مخالف ہیں۔ ان کے علاوہ بناوٹی مال

بنانیوالے لٹیرے صنعتکار، سمگلنگ، ملاوٹ، بلیک اور ذخیرہ اندوزی کرنیوالے تاجر جونکوں نے بھی اب لیگی نقاب اوڑھ لیا ہے۔ جو سب عیاشانہ (غیر اسلامی) زندگی بسر کرتے ہیں۔ تو کیا یہ اسلام کا مساواتی نظام نافذ کر کے اپنی عیاشیوں اور لوٹ کھسوٹ سے دستبردار ہو سکتے ہیں؟ یہ عیار تو لوٹ کی کمائی سے کچھ رقم مذہبی اجارہ داروں اور بلیک میلر اخبار والوں کے منہ میں ڈال کر انہیں ہموار کر لیا کرتے ہیں۔ جو ان کے مفادات کی پاسبانی کرتے رہتے ہیں۔ نئے بنیادی لیگیوں کے پاکستان دشمنوں سے گٹھ جوڑ سے واضح ہے کہ یہ پرانے پاپیوں سے ملکر حکومت ہتھیا کر صرف اپنے جیسے استحصالی طبقے کو بپھرے ہوئے عوام کے غضب سے بچانا چاہتے ہیں۔ اس امر کی یقین دہانی پر یہ خود غرض تو ملک کے آمروں کے چوبدار بھی بنے رہے ہیں۔ ملک کی سالمیت اور محروم اکثریت کے جان لیوا مسائل اور مصائب سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ بلکہ جو بھی محروم اکثریت کے جائز حقوق کیطرف توجہ دلاتا ہے۔ تو یہ ان کے پالتو اخبارات اور مذہبی اجارہ دار بڑی ڈھٹائی سے اُسے سوشلسٹ، کمیونسٹ، بے دین اور ملک دشمن بھی کہتے ہیں۔ اور یہ کورا جھوٹ لگاتار لکھا اور بولا جا رہا ہے تاکہ بھولے لوگ تو اس بہتان کو سچ مان لیں۔ اس ناپاک پراپیگنڈے کا اب باشعور عوام کو علم ہو چکا ہے۔ اب وہ ان کے اس جھوٹ سے متاثر نہیں ہوتے۔ چنانچہ ۱۹۸۸ء کے آزادانہ انتخاب میں خبردار عوام نے اکثر مصنوعی لیگیوں انکے ساتھیوں اور فرقہ باز جماعتوں کو تو بالکل مسترد کر دیا لیکن آخر میں نام نہاد اسلامی جمہوری اتحاد کے سرغنے بھی پنجابیت کے جنون کو بڑھانے سے باز نہ آئے۔ کیونکہ وہ اپنی کامیابی سے ناامید ہو چکے تھے۔ جب تک موجودہ پنجاب کی زبردستی کی عددی برتری قائم ہے تو یہ ہر وفاقی حکومت کو پریشان کرتا رہیگا۔ چھوٹے صوبوں اور سرائیکی علاقوں کے عوام کا استحصال بھی بدستور کرتا رہیگا۔ اسکی توسیع پسندی سے سب ہی نالاں اور مضطرب رہینگے۔ سابقہ مشرقی پاکستان کے مخلص لیڈر خواجہ ناظم الدین سہروردی اور آخری اکثریتی قیادت کو دراصل پنجاب ہی کے بیوروکریٹوں اور اُنکے اخبارات نے قبول نہ کر کے آدھا ملک کھویا ہے لیکن پھر بھی انکی ہوس پوری نہیں ہوئی۔ غالباً انکی آرزو کچھ اور ہے۔ **سیاستکاروں کا طریقۂ واردات** ہر سیاسی اجارہ دار اپنے علاقے کے لاکھوں افراد کیلئے اجتماعی مفید کام کرانیکی بجائے محض چند خود غرض پیروں، مولویوں، برادری کے وڈیروں، محلہ داروں، جرائم کاروں اور با اثر اہل قلم کو انفرادی مفاد دلوا کر انتخاب کے دنوں ان عوام دشمن دلالوں کے ذریعے سادہ لوح اور مجبور عوام کو شکار کرتے ہیں۔ اس گھناؤنی سازش سے بھی اب عوام باخبر ہو چکے ہیں۔ **حصولِ تعلیم میں تضاد** اسلام کے جھوٹے دعویداروں نے اب تک اپنے مخصوص علاقے میں امیروں کیلئے تو ہر قسم کے اعلیٰ تعلیمی و تربیتی اداروں میں بہترین عمارات، لائبریریاں، لیبارٹریاں وافر سامان و سٹاف مہیا کر رکھے ہیں۔ اور جس اکثریت کا خون چوس چوس کر یہ امیر بنے ہیں۔ اسکے سکولوں کی عمارات سامان اور عملہ بھی پورا میسر نہیں تاکہ ملک کے یہ اصل وارث انکے محکوم ہی رہیں۔ اور صرف امیر طبقہ یہ مہنگی تعلیم و تربیت پا کر حکمرانی کرتا رہے۔ اس ناانصافی کو بھی باشعور عوام اب شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ **ون یونٹ کی ناکامی:** جمہوریت کے قاتلِ اوّل چودھری غلام محمد کیطرح چودھری محمد علی نے بھی سازش کر کے پاکستانیوں کے اتحاد کے بہانے مغربی پاکستان کو ون یونٹ بنوایا تھا۔ اس سے چھوٹے صوبوں

اور سرائیکی علاقوں میں وسطی پنجاب کے مقامی لوگوں کو منتقل کرکے وہاں کی اراضی صنعتی و تجارتی قرضے لائسنس اور کلیدی عہدے دیکر وہاں کے مہاجروں قدیم آبادکاروں اور مقامی بے زمین کسانوں کو محروم کرکے محکوم بنالیا گیا۔ جس سے پنجاب کے خلاف نفرت کی ابتدا ہوئی اور اس اضطراب پر ون یونٹ کو توڑنا پڑا۔ **چودھراہٹ کا جنون**: لیکن پھر چودھری ضیاء الحق نے اپنے طویل آمرانہ دور میں بڑی بیباکی سے اپنے لوگوں کو کافی مالدار بنا کر سارے ملک پر مسلط کرکے اپنی اور پنجاب کی **ناروا چودھراہٹ** کو مضبوط کیا۔ اس قاتل جمہوریت کے اس بیدریغ استحصال پر واویلا کرنے والوں کو بزور کچلنے اور ناجائز لوگوں کو تحفظ مہیا کرنے کی خاطر فریادیوں کے سروں پر فوج کو لا بٹھایا گیا۔ نہتے عوام پر کئی بار بمباری کی گئی اور ہزاروں بے قصوروں کو بے گور و کفن کرکے دریا برد کیا گیا۔ ان سفاکانہ مظالم اور کھلے استحصال کے پنجاب سے بیزاری میں اور بھی شدید اضافہ ہو چکا ہے لہٰذا اس پنجاب کو اب کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ **اُلٹے بانس بریلی کو**: برِصغیر میں اسلام کی آمد سے تقریباً دو صدی بعد سندھ، اوچ شریف اور ملتان کی مرکزی دینی و روحانی تربیت گاہوں کے حضرات نے جا کر اسلام کی غریب نوازی اور اپنی انسان دوستی سے جن کے غیر مسلم اسلاف کو مسلمان کیا تھا آج وہی محسن کُش ان علاقوں کے فراخدل عوام کو مسلمان تو کیا انسان بھی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ پاکستان کے معاشرے میں موجودہ تمام برائیاں انہی حریصوں کی رواج کردہ ہیں۔ "شرم انکو مگر نہیں آتی" **وسطی پنجاب کے کلیدی عہدیداروں اور اخبارات کی کارستانیاں**: ہر دفتر میں علاقہ و طبقہ نوازی (جو حکومتی کارندے اور قومی اخبار کے لیے بڑا گناہ اور جرم ہے) جہاں جانا وہاں کے عوام سے نفرت کرنا۔ رام رام جپنا پرایا مال اپنا۔ اپنے علاقے کے بیشتر کارخانوں میں اپنے افراد کے علاوہ اور کسی کو نہ کھپانا۔ دوسرے علاقوں کے دفتروں اور چند کارخانوں میں بھی صرف اپنے افراد کا غلبہ رکھنا۔ پنجاب کے حصہ دار سرائیکی علاقوں کے مہاجروں قدیم آبادکاروں اور مقامیوں کو اپنی صنعتی ترقی اور کلیدی عہدوں میں شریک نہ کرنا اور ان میں نفاق ڈالنا۔ پاکستان بھر میں اپنے لوگوں کو مسلح اور مشتعل رکھنا۔ سب پاکستانیوں پر اپنی زبان اور ثقافت کو درسگاہوں فلموں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے زبردستی مسلط کرنا۔ پاکستان کے نصف عوام جو اربوں روپیہ سالانہ ٹیکس مالیہ ادا کرتے ہیں۔ انکی قدیم زبان "سرائیکی" کو درسگاہوں فلموں اور ٹیلیویژن پر حقوق نہ دینا۔ سرائیکی علاقوں کے باصلاحیت افراد کو کلیدی عہدوں تک نہ پہنچنے دینا۔ سندھ اور سرائیکی علاقوں کے باغیرت محب وطن اور اسلام کے فدائی نوجوانوں کو دانستہ فوج میں نہ لینا۔ پسماندہ علاقوں کے ایسے خاندانوں کو سیاست میں کامیاب کرانا جو ان کے آلۂ کار ہیں۔ ترقی کے بنیادی ذرائع سڑکیں، ریلوے، بجلی، گیس، ذرائع آبرسانی، ٹیلیفون، ڈاک و تار، ٹیلیویژن اور نہری و دریائی پلوں کی دوسرے علاقوں میں دانستہ قلت رکھنا لیکن جب اپنے لوگوں کو وہاں جبراً بسا لینا تو پھر ان سہولتوں کا اجرا کرنا تاکہ کہا جا سکے کہ انہی نوواردوں نے محنت کرکے ان علاقوں کو آباد کیا ہے۔ ہر حاکم وقت کو بلیک میل کرکے اس سے مفادات سمیٹنا۔ اور غیر طاقتوں کی خفیہ ایجنسی کرنا۔

انکی ایسی ہی قدیم خودغرضانہ کارستانیوں پر شورش کاشمیری اور علامہ اقبالؒ جیسے حساس دانشور بھی فرما گئے ہیں:-

ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار یہ سب عوام دشمنیاں پسماندہ علاقوں کے نام نہاد نمائندوں کے ساتھ ملکر کیجاتی رہیں۔ یہ خودغرض صرف ذاتی مراعات کے عوض بکتے ہیں۔ کافی زخم کھانے کے بعد پاکستانی عوام انکی مذموم کارستانیوں سے اب خوب باخبر ہیں۔ اسلیئے آئندہ انتخاب میں بھی تجربہ کار عوام غیروں کے آلۂ کاروں کو مسترد کرکے اپنی بیداری کا ثبوت ضرور دینگے۔ **خیراندیش**

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند
اقبالؒ

پڑھیئے اور پڑھائیے

مرید حسین راز جتوئی۔ خان پور کٹورہ

۵ فروری ۱۹۸۹ء

وڈیروں کی خود غرضیاں

ریاستوں کے والیان نے تو آزادی کا احترام کر کے اپنی اپنی ریاست کو پاکستان میں شامل کرتے ہوئے اپنی قدیم رعایا کو جمہوری حقوق دیکر اپنے نمائندے خود منتخب کرنیکی آزادی دیدی۔ لیکن مقامی وڈیروں نے اپنے قریب بسنے والوں کو اپنا غلام رکھنے کی سازشوں کے جال بچھا دیئے ۰ پاکستان بنتے ہی وڈیروں نے نوکر شاہی کا آلۂ کار بن کر اپنے ناجائز کام کرانے اور مراعات حاصل کرنا شروع کر دیئے۔ اس سے بیوروکریسی اُن پر سوار ہوتی گئی۔ اور عوام کمزور پڑتے گئے ۰ عوام کو ملکی سیاست سے دُور رکھنے کیخاطر جاگیرداروں اور نئے صنعتکاروں نے آپس میں گٹھ جوڑ کرلیا۔ انہوں نے طبقاتی نظام کو مسلط رکھنے کیخاطر دولت کے بل پر اسمبلیوں میں پہنچنے کا طریق انتخاب کا رواج دیدیا۔ جو تا حال جاری ہے ۰ زرعی اصلاحات میں ان جاگیرداروں نے سرکاری ریکارڈ میں جعلسازی سے اپنے قدیم مزارعین کے نام تک مٹوا کر انکو اراضی سے محروم کر دیا۔ اور کافی اراضی فرضی ناموں پر اپنے قبضے میں لے رکھی ہے جسے بیرونی لوگوں کو فروخت کر کے اُنہیں اپنے علاقوں میں گُھس آنیکا موقع خود مہیا کر رہے ہیں ۰ تھل روہی اور دُھندھی کی اراضی بیرونی افسروں نے اپنے لوگوں کو بُلا کر قرضوں اور سہولتوں سمیت دیدی۔ اصل حقداروں نے واویلا کیا تو اس احتجاج میں اکثر مفاد پرست وڈیرے شریک ہی نہ ہوئے۔

اپنے قریب بسنے والوں کو اُجڑا دیکھکر یہ خود غرض وڈیرے بہت نہال ہوتے ہیں۔ جبکہ بیرونی لوگوں سے یہ خم کھاتے ہیں ۰ بیرونی افسروں نے سرائیکی علاقوں کے شہروں کی تجارت، صنعت اور ملازمتوں پر اپنے لوگوں کو مسلط کر کے یہاں کے مہاجروں، قدیم آبادکاروں اور مقامیوں کو اپنے وسائل سے محروم کر کے غلام بنالیا ہے اس سازش پر بھی وڈیرے خاموش رہے ۰ یہ وڈیرے خود کو لاکھوں یا ہزاروں کا نمائندہ کہنے کے باوجود انتظامی کارندوں کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں۔ اس سے یہ اپنے جرائم چھپاتے اور عوام پر اپنی دھونس جماتے ہیں ۰ سرائیکی علاقوں کے نمائندوں کو اسمبلیوں میں اپنے ووٹروں کے حقوق کے بارے میں جھگڑتے یا بات کرتے کبھی نہیں سُنا گیا۔ معاشی محرومیوں کے باوجود کروڑوں سرائیکی اربوں روپیہ سالانہ ٹیکس لائسنس اور مالیہ ادا کرتے ہیں انکی زبان کو دوسری زبانوں جیسے حقوق ٹیلیویژن اور کالجوں میں نہیں دیئے گئے۔ تو اس پر کسی نمائندے نے اسمبلی میں احتجاج کیا!

۰ اکثر عاقبت نااندیش وڈیرے بیرونی لوگوں کی صیہونی سازش کا شکار ہو کر ان سے رشتے لیکر اپنی اولاد کو دوغلا بنا رہے ہیں اور انکو اپنے علاقوں میں جائیداد بنانے میں مدد بھی کر رہے ہیں ۰ تاریخی طور پر لاہور تک کے تمام علاقے قدیم ترین حکومتی مرکز ملتان (سرائیکی) کے ماتحت تھے۔ ان سب کی زبان اور ثقافت بھی سرائیکی ہی تھی۔ رنجیت سنگھ نے یلغار کر کے اکثر علاقوں کو بزور اپنے پنجاب میں شامل کرلیا۔ انگریزوں نے بھی سرائیکیوں کو کمزور کرنے کی خاطر ان کے علاقوں میں اپنے وفادار اور اعتمادی پنجابیوں کو نئے شہروں، اراضی اور نہری نظام سے نوازا۔ اور گذشتہ گیارہ سالہ آمرانہ دور میں تو باقی کسر پوری کرنے کے لیئے اپنے طبقے کو خوب مواقع دیکر سارے پاکستان کا چودھری بنالیا گیا۔ اس چودھراہٹ کی مزید توسیع اور پختگی کی خاطر انتقال آبادی کے علاوہ پنجابی زبان اور ثقافت کو سارے پاکستانیوں پر مسلط کرنے کیخاطر فلموں، ٹیلیویژن، ریڈیو اور پریس کو بڑی بے باکی سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ جغرافیائی اور ثقافتی استحصال ان وڈیروں کو کیوں نظر نہیں آتا؟ اتنی بے خبری، ایسی بے ہوشی!

۰ چھ کروڑ آبادی کا ایک صوبہ پنجاب جو اپنے حصہ دار سرائیکی علاقوں کے باسیوں کو اپنی ترقیوں اور کلیدی عہدوں میں شریک ہی نہیں کرتا اور بقیہ تینوں صوبے صرف چار کروڑ زیردست افراد کے۔ اس صوبائی عدم توازن پر چھوٹے صوبوں کے عوام بڑی مدت سے واویلا کر رہے ہیں۔ وسطی پنجاب کے بیالیس ۴۲ سالہ مسلسل استحصال پر جو آہ و فغاں ہو رہا ہے اس سے بھی یہ خود غرض وڈیرے لاتعلق سے نظر آتے ہیں۔ کیوں؟ کیا یہ عاقبت نااندیش وڈیرے اپنے عارضی مراعات کے صدقے عوام کے علاوہ اپنی آئندہ نسلوں کا مستقبل تاریک نہیں کر رہے؟

عجب شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات ۰ خیر اندیش

رازجتوئی ۔ خان پور کٹورہ

۵۔ جون ۱۹۸۹

اپنے علاقہ کی سیاسی شخصیات کو پوسٹ فرما دیجئے: شکریہ!

جاگ سرائیکی جاگ

سرائیکی وڈیروں اور امیروں کے نام

میری قوم کے واجب الاحترام امیرو! خدا آپ کو اور زیادہ دے، آپ صاحبان اب تک صرف اپنے خاندان کے تحفظ کے جتن کرتے رہے ہیں آپ نے قومی سطح پر کوئی سوچ بچار نہیں کی نہ ایسے نیک کام کی سعادت اور رغبت آپکو نصیب ہو سکی صرف تن آسانی اور عیاشی میں آپ مگن رہے، آپ کا یہ بداثر پوری قوم پر پڑا، آپ نے خود کو بالادست بنانے کی خوب کوششیں کیں اور اپنے زیردست لوگوں کو آپ نے خوب رگڑا، جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ ہر باہر سے آنیوالے نے ہمیں روزی اور ہماری زبان سے محروم کرنے کی سازشیں شروع کر دیں آپ لوگوں کی بے حسی اور لاتعلقی کی وجہ سے ساری قوم استحصال کا شکار ہوئی، پھر بھی آپ بیخود رہے، آپ صاحبان نے جائیداد اور دولت کو خدا کی امانت کی بجائے صرف اپنے عیش کا سہارا بنا لیا ہے۔ "الدھا شا"

آج نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ نہ عوام محفوظ ہیں نہ آپ عام آدمی کی زندگی اجیرن کر دی گئی ہے جسکی ذمہ داری آپ پر تھی، کیا اب بھی آپ لاتعلق رہیں گے؟ یا زمانہ کے نشیب و فراز سے آپ نے کچھ سیکھا ہے؟ خدارا، اب تو آنکھیں کھولیئے! اپنی آئندہ نسلوں کے لیئے کچھ تو فکر کیجیئے!! علمی ادبی کام میں معاونت فرمایئے اور جو نوجوان اپنے حقوق کی بازیابی کے لیئے میدان عمل میں جدوجہد کر رہے ہیں، انکی حوصلہ افزائی کیجیئے، پھر دیکھیئے وہ کیسے کامیاب نہیں ہوتے! ہمارا مقابلہ ایسے حریص اور خودغرض طبقہ سے ہے جس نے پاکستان کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے باقی سب نے اپنا اپنا وجود تسلیم کرا لیا ہے اب ہم ہی اس کی زد میں ہیں۔ اگر اب بھی آپ بیدار نہ ہوئے تو عوام کے علاوہ آپ صاحبان کی آئندہ نسلیں بھی اس طبقے کی غلام ہونگی۔ کیا آپکی قومی غیرت یہ برداشت کر سکے گی؟ میری اس دردمندانہ التجا پر تو غور کیجیئے۔ ؎ (نہ صلے کی نہ ستائش کی تمنا ہم کو۔ حق میں لوگوں کے ہماری تو ہے عادت لکھنا)

فکر کار
مرید حسین خان راز جتوئی

عالیجناب صدر صاحب مملکتِ خداداد پاکستان۔ اسلام آباد

جنابِ والا!

بمطابق خبر نوائے وقت لاہور ۲۷ ستمبر ۸۱ء وزارت تعلیم پنجاب نے سرکلر جاری کیا ہے کہ سرائیکی کو پنجابی کا ایک لہجہ تصور کر کے درسی کتب اور نصاب میں شامل کیا جاوے۔ نیز واضح کیا گیا کہ اگر سرائیکی کو علیحدہ حیثیت اور نمائندگی دی گئی تو پھر پوٹھوہاری بھی یہی مطالبہ شروع کر دینگے۔ یہ ایک غیر مساویانہ اور استحصالی ہتھکنڈہ ہے۔ اس منحوس خبر کے آتے ہی دور ملک میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

عالیجاہ! اس گھناؤنی سازش پر روشنی ڈالنے سے پیشتر اس کے پس منظر کی وضاحت کو ضروری سمجھتے ہوئے عرض ہے کہ سرائیکی زبان کو ہضم کرنے کی ناپاک سازشیں ایک حریص، استحصالی اور جنونی طبقہ کی طرف سے مدت سے جاری ہیں۔ یہ لادین اور تخریبی لوگ ہر محکمہ اور خصوصاً قومی ذرائع ابلاغ اور پریس میں چھپے بیٹھے ہیں۔ یہی استحصالی طبقہ پہلے بھی ملک کے تمام وسائل پر اکیلے قابض ہو کر ون یونٹ کو ناکام اور قوم کو مشرقی بازو سے محروم کر چکا ہے۔ اب اس کا آخری وار ملک میں اندرونی انتشار برپا کر کے اپنے بیرونی آقاؤں کو در آنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔ جبکہ ملک بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ ایسی مکروہ سازشوں سے قوم میں اضطراب اور خلفشار پیدا کرنا ہی مقصد ہے۔ سرائیکی جیسی اکثریتی قدیم اور چار دلہا صوبوں کو مربوط رکھنے والی زبان کو پنجابی میں ہضم کرنا بھی ایک سنگین حرکت اور اسی مکروہ سازش کی ایک کڑی ہے

- جس کا سدِباب کرنا ملک و ملت کی حقیقی خیر خواہ حکومت کا اولین فرض ہے۔

سرائیکی زبان کی اکثریت، وسعت، اور قدامت کا اندازہ فرمائیے۔ علاقہ راولپنڈی میں پوٹھوہاری، کیمبل پور میں ہندکو، سرگودھا میں جنگلی، ملتان اور مظفر گڑھ میں ملتانی، ڈیرہ جات میں ڈیروالی، بہاولپور میں بہاولپوری، سندھ اور بلوچستان میں سرائیکی کہلاتی تھی۔ لیکن جب اس کو ہضم کرنے کی سازشیں کھل کر سامنے آئیں تو اس کے تحفظ کی خاطر اسے سرائیکی کا متفقہ نام دیا گیا۔

جبکہ ریڈیو سٹیشنز صرف راولپنڈی اور لاہور تھے تو تقریباً تیس برس تک ایسی اکثریتی اور قدیم زبان کو ان سے سازشی طور پر دانستہ محروم رکھا گیا۔ جس پر ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ریڈیو سٹیشنز کا مطالبہ کرنا پڑا۔ چونکہ ملتان پر ایک جانبدار طبقہ بالادست ہے۔ جو ابھی تک دانستہ اس کو کما حقہٗ پھلنے پھولنے نہیں دے رہا۔ اور ایسی ہی سازشیں راولپنڈی اور لاہور ٹی وی سٹیشنوں پر بدستور جاری ہیں جس سے ملک کی نصف آبادی (سرائیکی) محروم، نالاں اور مضطرب ہے۔ غالباً یہی بے چینی اور انتشار پیدا کرنا اس قوم دشمن طبقہ کا اصل مقصد ہے۔ تبھی تو جشن پوٹھوہار منا کر اسے خود ہی ابھارا گیا ہے۔ پوٹھوہاری کو سرائیکی زبان سے جدا قرار دیکر ایک بیہودہ جواز تیار کیا گیا ہے۔ تاکہ اس بہانے سرائیکی زبان کو آسانی سے ہضم کیا جا سکے۔ جو کہ پاکستان کی انفرادیت اور ثقافتی ورثہ کی جان اور اصل پہچان ہے جسکو دشمنانِ پاکستان مٹانا چاہتے ہیں۔

حالات، وقت اور ملک و ملت کے اجتماعی مفاد کا تقاضہ ہے کہ سرائیکی زبان کی انفرادیت کو فوراً بحال کر دیا جائے اور ملتان یا بہاولپور میں ایک ٹی وی سٹیشن بھی قائم کر دیا جائے۔ تاکہ یہ عظیم اکثریت حکومت کی ہمنوا اور مربوط رہے۔

1-12-81

پاکستان پائندہ باد

پاکستانی عوام زندہ باد

دفتر وفاقی محتسب (اومبڈسمین)

اسلام آباد

نمبر شکایت:- رجسٹرار-۱/ ۱۱۵۹۴/ ۸۴

تاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۸۴ء

موضوع:- سرائیکی میں پروگراموں کے نشر نہ کرنے کے خلاف شکایت

محترم

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ متذکرہ بالا موضوع پر آپکی شکایت کے حوالے سے آپکو مطلع کروں کہ اس پر وفاقی محتسب نے نہایت توجہ کے ساتھ غور کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صدارتی فرمان نمبر ۱ مجریہ ۱۹۸۳ء موسوم بہ " وفاقی محتسب کے عہدہ کے قیام کے فرمان ۱۹۸۳ء " کے تحت وفاقی محتسب صرف ان شکایات پر کارروائی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جن میں کسی وفاقی وزارت، محکمے، کمیشن کارپوریشن کی یا ایسے ادارے کی جو وفاقی حکومت نے قائم کئے یا وفاقی حکومت کے زیر انتظام میں ہو کسی بدعنوانی کی نشاندہی کی گئی ہو۔ ہمیں امید ہے کہ آپ پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ آپکی شکایت کسی وفاقی محکمہ کی بدعنوانی کی تعریف میں نہیں آتی ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ اس قانونی مجبوری کی بناء پر وفاقی محتسب آپ کی شکایت پر کوئی کارروائی کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

وفاقی محتسب کی بے بسی ملاحظہ ہو

نیازمند

[signature]

(سید مشتاق علی)

رجسٹرار

جناب مرید حسین راز جتوئی

خانپور ضلع رحیم یار خان،

جتوئی سٹریٹ محلہ ٹھٹھاراں

عالیجناب وفاقی محتسب اعلیٰ صاحب — تاریخ ۸ مئی ۹۳ء

"درخواست برائے شکایت محکمہ نشریات"

جناب والا! جس ناانصافی پر آپ کی توجہ مبذول کرائی جا رہی ہے یہ کوئی صوبائی شکایت نہیں بلکہ یہ ایک کُل پاکستان کیس ہے ہم سرائیکی زبان بولنے والے قدیم سے پاکستان میں بستے ہیں اور اس مُلک کی تقریباً ۱/۲ آبادی ہیں ہمیں دانستہ طور پر معاشی سماجی اور ثقافتی طور پر موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔ اس طرح ہم کو پاکستان ہی سے بیزار کیا جا رہا ہے۔ آپ سے انصاف کے طلبگار ہیں آپ متعلقہ وزیر سے کوائف طلب فرما کر مناسب کاروائی فرمائیں:- غور فرمائیے کہ سرگودھا سے رحیم یار خاں ضلع تک

۱- صوبہ پنجاب میں سرائیکی بولنے والے اب بھی ۷۵ فیصد ہیں۔ ۲- صوبہ سندھ میں تقریباً ایک کروڑ لوگوں کی گھریلو زبان سرائیکی ہے ۳- صوبہ سرحد میں ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن کے علاوہ بھی سرائیکی زبان ہے۔ ۴- بلوچستان میں تقریباً ۵۰ لاکھ افراد سرائیکی ہی بولتے ہیں

عالیجاہ! ہر محکمہ اور خصوصاً محکمہ نشریات میں کلیدی عہدوں پر ایسے متعصب اور جانبدار طبقے کی اجارہ داری اور غلبہ چلا آرہا ہے جو اپنی زبان اور ثقافت کو ریڈیو ٹیلیویژن تھیٹروں فلموں اور ہزاروں کیسٹوں کے ذریعے سب پاکستانیوں پر ٹھونستا جا رہا ہے۔ اس سازش کو شدت سے محسوس کیا گیا اور احتجاج بھی ہوتا ہے جس کی شنوائی کوئی نہیں کرتا۔

ہم تقریباً پانچ کروڑ سرائیکی حکومت پاکستان کو سالانہ اربوں روپیہ کا مالیہ متعدد ٹیکسز ریڈیو ٹی وی کے لائسنس ادا کرتے ہیں اور پنجاب کی نقلی مصنوعات خرید کر اُسے بھی مالدار بناتے ہیں۔ لیکن ہمارے معاشی حقوق کی طرح ہماری شناخت (زبان) کو بزور مٹایا جا رہا ہے۔ ہم آپ سے یہی انصاف چاہتے ہیں کہ ہماری تعداد کے مطابق ریڈیو اور ٹی وی پر وقت بڑھا کر سرائیکی پروگرام کو سارے پاکستان میں سنایا اور دکھایا جائے۔ اس طرح مایوسی ختم ہو کر قومی یکجہتی پیدا ہو گی!

العارض

پانچ کروڑ سرائیکیوں کے حقوق کا

چوکیدار مرید حسین راز جتوئی۔ خانپور کٹورہ

عزیزم خلیفہ محمد اکرم صاحب سلمہٗ

(ایک یادگار خط)

دعوات۔
آپ کا خط 25-7-78 ملا۔ اس میں آپ نے مجھ سے شکوہ کیا ہے کہ میں آپ کی ملاقاتوں اور خطوط سے متاثر ہو کر ہی کراچی سے کوٹ مٹھن منتقل ہوا۔ اور آپ کے فلاحی خیالات لوگوں میں پھیلانے شروع کر دیئے۔

یہاں تو جاہل عوام کے علاوہ اچھے بھلے تعلیم یافتہ افراد بھی جاگیرداروں سے بڑے خائف اور مرعوب ہیں۔ میرے ہمنوا ہونے کی بجائے۔ میری باتیں وڈیروں کو جا سناتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میرے خلاف ایک محاذ بن گیا ہے۔ اور میرے پاس کیس آنے بھی نہیں دیئے جاتے۔ اکثر وکلاء جاگیرداروں کے ٹاؤٹ بنے ہوئے ہیں وہ بھی مجھے کامیاب نہیں دیکھنا چاہتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

عزیزم! آپ تو واقعی ایک کٹھن آزمائش میں ہیں۔ مجھے تو یہ تصور ہی نہ تھا کہ ڈیرہ غازی خان میں حالات اتنے گھمبیر ہیں۔ گھبرایئے مت۔ عوام کی خیرخواہی چاہنے والوں کو تو ایسے امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے۔

آپ کو میرا مشورہ یہ ہے کہ اب آپ اپنی لائین تبدیل کر لیں۔ وکلاء برادری سے دوستی پیدا کرنے کے لئے انہیں اپنے ہاں کوٹ مٹھن شریف میں دعوت پر بلائیں۔ اور گپ شپ میں انہیں راجن پور کو ضلع بنانے کی مہم پر آمادہ کریں۔ انہیں کہیں کہ اس طرح وکلاء کی آمدنی بڑھے گی اور عوام کو بھی فائدہ ہوگا۔ کیونکہ ضلعی کام کاج کے لئے عوام کو ڈیرہ غازی خان کا سینکڑوں میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ تھانوں اور عدالتوں کے چکر کاٹنے سے بچنے کی خاطر عوام مجبوراً اپنے قریبی وڈیرے کے پاس فریاد لے جاتے ہیں۔ اور ان سے اپنے فیصلے کراتے ہیں۔

اگر آپ یہ مہم چلائیں تو عوام کے علاوہ ملازم پیشہ افراد بھی آپ کا ساتھ دینگے۔ آپ مقبول ہونگے۔ اور جاگیرداروں سے براہِ راست ٹکراؤ بھی نہ رہے گا۔ جاگیرداروں کی مخالفت کے باوجود راجن پور کو ضلع بنا دیا جائیگا۔ اخباری پراپیگنڈہ کے لئے میں نے آج میاں عبدالغفور قریشی ایڈیٹر "ساحل" کو لکھ دیا ہے امید ہے کہ وہ بھی آپ کا بھرپور ساتھ دینگے۔ جب وہاں تعلیم عام ہوگی تو عوام کا شعور خود بڑھیگا۔ اس طرف بھی توجہ دیں۔ اپنے والد محترم کو میرے نیاز کہیئے

3-7-78 دعاگو مرید حسین خاں راز جتوئی

بخدمت جناب چیئرمین / صدر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ خدا نے آپ کو اپنی قوم کو اپنے اور ملک و عوام کی خدمت کا موقع عنایت فرمایا ہے ہماری دعا ہے کہ آپ مقامی مسائل، عوام اور علاقائی پسماندگی پر خصوصی توجہ دے کر اپنے کئے وعدوں اور فرائض کو بطریق احسن ادا کر کے خدا اور اپنے بزرگ عوام کے ہاں سرخرو ہوں،

آپ کو معلوم ہو کہ پوری قوم آپ کی کارکردگی اور خلوص کا بغور جائزہ لے رہی ہے۔ غالباً آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ۱۔ صوبہ سرحد میں ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈویژن ۲۔ صوبہ بلوچستان میں کوئٹہ ڈویژن ۳۔ صوبہ سندھ کی اکثریت کی گھریلو بول چال ۴۔ صوبہ پنجاب میں سرگودھا سے لیکر ضلع رحیم یار خان تک اسّی فیصد عوام یعنی ملک کی نصف آبادی کی قدیم ترین زبان **سرائیکی** ہے لیکن قومی ذرائع ابلاغ (ٹی وی۔ ریڈیو اور پریس) پر تاحال بعض طبقہ کی سرائیکی زبان کو ہضم کرنے کی مسلسل سازشیں قوم میں محرومی اور اضطراب پیدا کر رہی ہیں۔ سرائیکی جیسی رسیلی اور اکثریتی زبان کو دوسری علاقائی زبانوں جیسے حقوق نہ دے کر قومی یکجہتی کو دانستہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے جس کا مداوا کرنا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

ہم سرائیکی بزرگ عوام آپ سے یہ جائز توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہماری زندگی کا حق ادا کرتے ہوئے ہماری پیاری زبان سرائیکی کا تحفظ کرائیں گے۔ وزارت نشریات پاکستان (اسلام آباد) سے ملتان یا بہاولپور میں کامل ٹیلیویژن اسٹیشن کے قیام کا پُرزور مطالبہ بھی کریں گے۔ اور دوسری علاقائی زبانوں کی طرح سرائیکی میں خبریں نشر کرانے پر بھی زور دیں گے تاکہ یہ اکثریت آپ اور حکومت وقت سے مربوط رہے۔ خدانخواستہ اگر آپ نے سابقہ نمائندوں کی طرح اپنے علاقہ اور عوام کے حصہ رسدی حقوق حاصل کرنے کی بجائے اپنی ذاتی اغراض کو ترجیح دی تو ہم آپکو آئندہ مسترد کرنے پر حق بجانب ہونگے۔

المنتظر آپکے ووٹران

سائیں! ہماری بھی سُنیئے

بخدمت جناب ____

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

الحمد للہ! کہ خدا نے آپ اور آپ کی ٹیم کو اپنے دین، ملک اور عوام کی خدمت کا موقع عنایت فرمایا ہے۔ ضرورت ہے کہ آپ مقامی مسائل، عوام اور علاقائی پسماندگی پر خصوصی توجہ دے کر اپنے کئے ہوئے وعدوں اور فرائض کو بطور احسن ادا کر کے خدا اور اپنے برادر عوام کے سامنے سرخرو ہوں۔

آپ کو معلوم ہو کہ پوری قوم آپ کی کارکردگی اور خلوص کا بغور جائزہ لے رہی ہے۔ غالباً آپ جانتے بھی ہوں گے کہ (۱) صوبہ سرحد میں ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈویژن (۲) صوبہ بلوچستان میں کوئٹہ ڈویژن (۳) صوبہ سندھ کی اکثریت کی گھریلو بول چال (۴) صوبہ پنجاب میں سرگودھا سے لے کر ضلع رحیم یار خان تک اسی فیصد عوام یعنی ملک کی نصف آبادی کی قدیم ترین زبان سرائیکی ہے لیکن قومی ذرائع ابلاغ (ٹی وی ریڈیو اور پریس) پر قابض طبقہ کی سرائیکی زبان کو ہضم کرنے کی مسلسل سازشیں قوم میں محرومی اور اضطراب پیدا کر رہی ہیں۔ سرائیکی جیسی رسیلی اور اکثریتی زبان کو دوسری طبقاتی زبانوں جیسے حقوق نہ دے کر قومی یکجہتی کو دانستہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ جس کا مداوا کرنا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

(۱) سرائیکی زبان کو تعلیمی نصاب میں شامل کرایا جائے۔

(۲) سرائیکی علاقوں میں نئے اضلاع قائم کر کے سیالکوٹ، جہلم، گوجرانوالہ اور گجرات کی طرح فاصلے کم کرائے جائیں۔

(۳) نشتر گھاٹ کی تعمیر کو پنجسالہ منصوبہ میں شامل کرایا جائے۔ جس سے نہ صرف علاقے کے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ بلکہ بلوچستان شمالی پنجاب اور سندھ سے براہ راست مل جائے گا جو کہ دفاعی لحاظ سے بھی نہایت اہم امر ہے۔ اور روحانی پیشوا حضرت خواجہ غلام فریدؒ جن کی ہزاروں ایکڑ اراضی حکومت کے محکمہ اوقاف کے زیر تصرف ہے کی روح پاک بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ان کے مریدوں، عقیدتمندوں اور زائرین کیلئے نشتر گھاٹ تعمیر کر کے آمد و رفت کی سہولتیں پیدا کی جائیں۔

(۴) حکومت کا بہاولپور میں ہوائی اڈہ تعمیر کرنے کا منصوبہ تھا۔ نہ جانے کن وجوہ کی بنا پر اسے سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ بہاولپور میں ہوائی اڈہ تعمیر کر کے علاقے کے لوگوں اور سیاحوں کے لئے آمد و رفت کی سہولتیں پیدا کی جائیں اور یہاں کے پسماندہ علاقوں کو ترقی دے کر دوسرے علاقوں کے برابر لایا جائے اور بھاری صنعتیں قائم کر کے غربت اور بیروزگاری کا خاتمہ کیا جائے۔

(۶) کلیدی عہدوں کے لئے سرائیکی لوگوں کو کوٹہ کا حق دلایا جائے، اور سرائیکی علاقوں میں وہاں کے آفیسران مقرر کئے جائیں۔ جو ان کے مسائل اور مزاج کو سمجھتے ہوں۔

ہم آپ کے برادر عوام آپ سے بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہماری نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے ہماری پیاری زبان سرائیکی کا تحفظ کرائیں گے۔ وزارت نشریات پاکستان (اسلام آباد) سے ملتان یا بہاولپور میں ایک نئے ٹیلی ویژن اسٹیشن کے قیام کا پرزور مطالبہ بھی کریں گے اور دوسری طبقاتی زبانوں کی طرح سرائیکی میں خبریں نشر کرانے پر زور دیں گے تاکہ اکثریت آپ اور حکومت وقت سے مربوط رہے۔ خدانخواستہ اگر آپ نے سابقہ نمائندوں کی طرح اپنے علاقہ اور عوام کے حقوق حاصل کرنے کی بجائے اپنے ذاتی اغراض کو ترجیح دی تو ہم آپ کو آئندہ مسترد کر دیں گے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت کے بدلنے کا۔

المنتظر

آپ کے ووٹران

از خانپور
14-12-73

مکرم و معظم صحافی حضرات!

سلام و نیاز ۔ عرض ہے کہ آپ صاحبان مملکت خداداد پاکستان کی عموماً اور اپنے اپنے علاقے کی خصوصی آنکھ اور زبان ہیں جو اپنے ہمسفروں کی تکالیف اور طلب حقوق کی جائز خواہش کی ترجمانی کرنے کی ایک آخری کرن ہیں۔ یہ مقدس فریضہ آپ ہی کو ادا کرنا ہے ۔ میں ایک تعلیمی دوست کے استفسار کا "جواب" جو کچھ مجھ سے بن پڑا ہے آپ کی پیش کر رہا ہوں ۔ آپ کی رائے کا شدت سے منتظر ہونگا ۔ کہ بندہ کس حد تک اپنے ایک دوست کو مطمئن کر سکا ہے۔ آپ حضرات کی تنقید یا تنقیص کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا جائے گا ۔ لہذا آپ بے دھڑک لکھیئے ۔ شکریہ!

سوال ۔ آپ استحصال سے کیا مراد لیتے ہیں؟

جواب :۔ کسی کے جائز حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ہی سمجھتا ہوں ۔ غالباً یہی مطلب عموماً لیا جاتا ہے ۔ چنانچہ طبقہ واریت کسی بھی ملک کی سب سے بڑی لعنت ہے ۔ شومئی قسمت کہ ہمارے ملک میں یہ خباثت شروع ہی سے وجود پا چکی ہے ۔ روز اول ہی سے یہاں ایک طبقہ ایسا ابھرا جو اپنے ہم جنسوں اور ہم زبان کے ایک گروہ کے لیے ملک کے تمام وسائل حکومتی کلیدی عہدے، تجارت، صنعت اراضی، علم و ہنر کے فیوض کو مخصوص کرتا چلا گیا ۔ اور اکثریت کو روندتا ہوا بالادست ہو گیا ۔ اپنی کرتوت سے اس نے اس قدر مالی مفاد اور غلبہ حاصل کیا کہ ہر حکومت پر اثر انداز رہا اپنی حکمت عملی سے اقتدار اعلیٰ کی موریتوں سے اس نے اپنی من مانی کروائی ۔ خواہ گورمانی، جکھڑ ۔ نواب زادے، قریشی، مخدوم، اعوان، لغاری، مزاری جتوئی کھر وغیرہ وغیرہ بظاہر کیوں نہ رہے ۔ کیونکہ ان خود غرضوں کو اپنے علاقوں اور عوام کے حصہ کے حقوق سے اپنی کرسی زیادہ عزیز رہی، وہ اس سازشی طبقہ کا آلہ کار بنتا رہا ۔ پچیس برس ہو گئے اس استحصال کو ۔ یہ ناانصافیاں اسلام اور قومی ایکتا کے نام پر کی جا رہی ہیں ۔ ترقی یافتہ طبقے کو پسماندوں پر مسلط کر کے ان محروموں کو اور دبایا جا رہا ہے ۔ ان کو ترقی کے نئے مواقع سے یکسر محروم کیا گیا ۔ اس ناانصافی کو اس اکثریت اور درد مندوں نے بڑی شدت سے محسوس کیا ۔ اسی لئے ون یونٹ کے خلاف عوام نے بھرپور احتجاج کر کے ناکام کیا ۔ لیکن اس ناکامی کے باوجود دشمنانِ ملک و قوم بغیر اعلان کئے اپنی آبادی کو سارے پاکستان میں پھیلانے آج بھی مصروف ہیں ۔ اس استحصال کو اسلامی حق کہا جا رہا ہے ۔ اہل قلم خاموش ہیں ۔ اس لئے میں ان تمام ناانصافیوں کا ذمہ دار اہل دانش و قلم کو ٹھہراتا ہوں ۔ کیونکہ یہ مصلحت کیشی اور عافیت پسندی کا شکار ہیں ۔ یہ منافقت ہی تو ہے ۔ کہ اکثریت تباہ ہوتی رہی اور قلم کو زنگ لگ گیا ۔ ماضی گواہ ہے کہ اہل قلم کی خاموشی نے ملک کو نیم جان کرایا ہے کہ ظالم اور حریص کی نشاندہی کرنے میں کوتاہی کی گئی ۔ محرومی اور مایوسی پیدا کرنے والوں کو ظاہر نہ کیا گیا ۔ حالانکہ اہل علم و دانش کا یہ اصل فریضہ ہے ۔ کہ وہ مقہور اور مظلوم کی جائز طرفداری سے دریغ نہ کریں ۔ گریز کیا گیا ۔ یہی اصل خیر خواہی ہے ۔ جو اس سے غفلت کرتا ہے وہ بھی مجرم ہے ۔ کہ وہ ایسے ہلاکت خیز منصوبوں کو ظاہر کریں ۔ تم بھی ملک اور قوم کے چارہ گرو! آگے بڑھو اب بھی مداوا کیا جا سکتا ہے ۔ ورنہ یاد رکھو کہ تم بھی فلسطین کے قدیم باسیوں کی طرح دریا برد علاقوں کی طرف دھکیل دیئے جاؤ گے ۔ آپ کی اکثریت کو مالی طور پر کنگال کیا جا رہا ہے تاکہ وہ اپنی اراضی کو بیچنے پر مجبور ہو جائے ۔ آپ حضرات ان گھناؤنی سازشوں کو کیوں محسوس نہیں کرتے؟ خدارا! فرمائیے اس کار خیر میں میرا اور آپ کا کیا کردار ہے؟ کچھ تو لکھیئے! فقط قوم کو کونسا کہاں کا انصاف ہے؟

یہ گستاخی مراسلہ "صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے"۔

14-12-73

ایڈیٹرز :۔ "ساحل" راجن پور ۔ "ضرب" ڈیرہ غازیخان ۔ اختر اور بلال ڈیرہ غازیخان "بشارت" مظفر گڑھ نوائے ملتان ۔ مکاشفات اور دستور بہاولپور کو بھیجا گیا۔

جواب کا منتظر
راز جتوئی خانپور
ضلع رحیمیار خاں

(القرآن)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت بدلنے کا

قابل غور!

ہم اور ہمارا علاقہ ابھی تک پسماندہ کیوں ہیں؟

اس لئے کہ ماضی میں ہم نے ایسے لوگوں کو اپنے قیمتی ووٹ دیئے جو اکثر بہت ہی خود غرض اور بکاؤ مال ثابت ہوئے ہمارا گذشتہ تلخ تجربہ یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ قانون شکن یا جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کی۔ عوام کو آپس میں ٹکرا کر اپنا سرنگوں کرتے رہے۔ عوام اور علاقے کے حصہ رسدی حقوق ترقی حاصل کرنے کی بجائے صرف خود لائسنس یا پرمٹ سستے داموں اراضی یا دکانیں وغیرہ حاصل کر کے اپنی جائیداد بناتے رہے۔ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہی ملازمت دلاتے رہے۔ حریص اور لالچی ہونے کی وجہ سے ہر چڑھتے سورج کے پجاری ہونے کے علاوہ ہاتھی کی طرح ان کے کھانے کے دانت اور، اور دکھانے کے کچھ اور ہی رہے۔

کیونکہ اب آپ ماشاء اللہ کافی تجربہ کار ہو چکے ہیں اس لئے اب آپ ان کو پہچان چکے ہوں گے۔

خبردار! اب پھر وہی آزمائے ہوئے مخصوص خاندان ہماری نمائندگی کیلئے میدان عمل میں ہیں۔

کیا آپ اب پھر انہی مخصوص خود غرض خاندانوں کو خود پر مسلط کرنا پسند فرمائیں گے؟ جو عوام اور علاقے کی ترقی میں سنگ راہ بنے رہے ہیں۔ اگر آپ نے اس دفعہ بھی قوم کے امانتی ووٹ ایسے ہی اقتدار و اختیارات کے ٹھیکیداروں کو دیئے تو آپ نہ صرف خدا، رسول۔ ملک و ملت بلکہ اپنی اولاد کے بھی مجرم ہوں گے۔ جس کیلئے بعد میں پچھتانا بے سود ہوگا۔

"خدارا آزمائے ہوئے مخصوص خود غرض خاندانوں کو دوبارہ نہ آزمایئے"

بلکہ ان کی بجائے کسی جرأت مند۔ خدا خوف۔ دیانت دار۔ ایثار پیشہ اور مخلص شخص کو ہی خدمت کا موقع دیجئے۔

آپ جرأت فرمایئے اور خود کو کسی کا محتاج نہ سمجھئے۔ وقتی خوشامد میں نہ آیئے۔
آپ کی ہمت ہی سے سب کا بھلا ہوگا۔ انشاءاللہ 10-3-74

[راز جتوئی۔ خان پور]

نقصانی ٹولہ

پچھے یا کڑچھے

عوام کا قریبی یہ گروہ چند بکاؤ علماء، پیروں، مقرروں، اہل قلم اور جرائم پیشہ افراد پر مشتمل ہے جو ہر مالدار سیاست کار کی دلالی کرتا ہے۔ یہ عوام دشمن ذاتی لالچ کے عوض بھولے عوام کو خود غرض سیاست کاروں کو ووٹ دینے پر ورغلا لیا کرتے ہیں۔ اسی خطرناک ٹولے کی سازش ہی سے آج تک انگریزوں کی وفادار اقلیت ملکی سیاست پر قابض چلی آتی ہے۔ یہ حریص اور خود پرست طبقہ عوام کے مسائل میں کبھی مخلص نہیں رہا۔ خصوصاً دیہی عوام کو یہ شعور دیا جائے کہ وہ اس نقصانی ٹولے کا شکار نہ ہوا کریں۔

راز جتوئی

تاریخ وار

نوازش نامے میرے نام

(۱) ۳۰ ستمبر ۸۸ء کو عاصی شیروی صاحب نے لکھا کہ یہاں شیرو جدید ضلع ڈیرہ غازیخان میں مجھے آپ کے پمفلٹ اکثر ملتے رہے اور میں لوگوں کو پڑھواتا رہا ہوں آپکی بیدار کن دردمندانہ تحریروں سے خاص کر نوجوان خوب متاثر ہوئے ہیں۔ جزاک اللہ۔

(۲) علامہ منظور احمد رحمتی صاحب ایڈیٹر "المدینہ" بہاولپور نے مجھ سے شکوہ کیا ہے کہ تحریک کے دوران آپ تو بحالی صوبہ بہاولپور میں ہمارے ساتھی تھے آپ بھی پاپڑ والوں کی گود میں جا بیٹھے اور سرائیکستان کی راہ ہموار کر رہے ہیں بہرحال آپکا جذبہ صادق اور آپکی جدوجہد لائق تحسین ہے

(۳) ڈاکٹر عبدالرؤف خان صاحب لودھی نے بھی ایڈیٹر "المدینہ" کی طرح اپنا جمہوری حق اختلاف استعمال کیا۔ بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے منافقت اختیار نہیں کی۔ "شکریہ"

(۴) سید ندیم شاہ صاحب کشمیری نے میری نظم قاری نورالحق صاحب ایڈوکیٹ ملتان سے حاصل کر کے مجھے لکھا کہ اگرچہ آپ سے شناسائی نہیں آپکی نظم "اساں باغی ہوں" سے کافی متاثر ہوا ہوں میرا خاندان کشمیری ہے لیکن یہاں رہتے ہوئے میں سرائیکی کہلانے پر فخر کرتا ہوں میں بھی ایک باغی ہوں

(آپ احباب کی قدردانی کے بھار نے ہماری گردنوں کو جھکا دیا ہے)

(راز جتوئی)

تاثرات

گزشتہ بیس برس سے ہمارے اور مرید حسین خان راز جتوئی صاحب کے مابین ایسے گہرے تعلقات ہیں کہ اکثر لوگ انہیں ہمارا بزرگ یا کاروباری حصہ دار تصور کرنے لگے ہیں یہ اتنے شفیق ہیں کہ ہمارے معمولی سے نقصان پر بھی تڑپ اٹھتے ہیں، اور کبھی کبھار تو یہ ہمیں ایسا ڈانٹتے ہیں، جیسا کہ یہ اپنی اولاد کو تنبیہہ کر رہے ہوں ان کے ہمدردانہ خلوص کی وجہ سے ہم ان کی اس سختی کو ایسے برداشت کرتے ہیں جیسا کہ اولاد کو اپنے والدین کی تکریم کرنا ہوتی ہے ہم نے انہیں ایک خیر خواہ، محب وطن، اپنی دھرتی اور ثقافت سے حقیقی پیار کرنے والا انسان پایا ہے، سچ لکھنے یا بولنے میں ہم نے ان کو کبھی مصلحت بینی کرتے نہیں پایا، ان کی کڑوی کسیلی باتوں میں بھی ہم نے ہمیشہ ان کی خیر خواہی پائی ہے ان کو اپنے نام و نمود کو بڑھاتے اور کسی کو کم کرتے نہیں پایا گیا۔ جو کچھ اندر ہیں وہی ان کا باہر ہے۔ سامنے خوشامد اور عدم موجودگی میں شکوہ کرنے کو یہ ایک بے لذت گناہ کہتے ہیں اور ہر ایک کو اس برائی سے بچنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ جب کسی سرائیکی کو یہ مظلوم یا مانگتا دیکھتے ہیں تو اس وقت درد اور غصے کی تڑپ سے ان کی آنکھیں برس پڑتی ہیں، ہم تو ان کی اس ہمدردانہ

خصلت پر فریفتہ اور مُتاثر بھی ھیں یہ واحد لکھاری ہیں جنہوں نے
جاگیرداروں کے ظالمانہ کرتوت کو بے نقاب کیا ہے ان کی چند تحریروں کا مجموعہ "سرائیکی
تحریک کیوں"؟ اب منظر عام پر آرہا ہے جو ایک نادر تاریخی دستاویز ہے جس کا اثر خصوصاً نئی
نسل ضرور قبول کریگی ۔ بقول جتوئی صاحب ایک دن ایسی مخلص قیادت ضرور اُبھر کر سامنے
آجائیگی جس کی سرائیکی عوام کو تلاش ہے .... اپنے پمفلٹوں کے ذریعے راز صاحب
اور ان کے بیٹے مجاھد جتوئی نے ناقابل تردید مواد اور دلائل قوم کو بخشش کر دیئے ہیں جن
سے سب نے استفادہ کیا ہے اور آئندہ بھی کیا جاتا رہے گا ۔ ان کی مسلسل کاوش خلوص ایثار
اور خدمت کے ہم نہ صرف معترف بلکہ گواہ بھی ہیں ہم نے ان میں سب سے بڑی بات یہ پائی ھے
کہ حالات کی ناسازگاری یا عدم شنوائی سے یہ کبھی مایوس نہیں ہوئے، بلکہ مایوس لوگوں کو
انہوں نے مستعد اور فعال کیا ھے ان کا کہنا ھے کہ اگر محرک کا جذبہ صادق ھو اور وہ خود بھی بے لوث
ہو تو لوگ اس کے وزنی دلائل کو ضرور قبول کرتے ھیں اور اس طرح مایوسی کے جمود کو توڑا جا
سکتا ھے بہر حال راز صاحب نے سوئے ہوئے ناامید لوگوں کو بیدار کر کے اپنے چھینے ہوئے حقوق
کی بازیابی پر لگا دیا ھے ۔

کاش! راز جتوئی صاحب جیسے ایثار پیشہ دردمند اور خیر خواہ تعداد میں کچھ زیادہ ہوتے !!

"سرائیکی الاؤ دے لکھوں شہداؤں"

دعا گو!

منیر احمد و ظہور احمد، دھریجہ برادران !
مدیران ڈینھ وار "جھوک"، خانپور کٹورہ

سانگھڑ ربیع الاوّل ۲۲ جنوری ۸۴ء

سئیں خان مُرید حسین خان سئیں!

سلام مسنون۔ تراشہ اتے سئیں ہوریں دا نوازش نامہ ملیئے۔ یاد آوری دا شکریہ۔ میں ایں تراشے دے فوٹو بنڑوا کے ہمخیال ساریں لوکیں دو بھجیندا پیاں۔ بڈا ڈھاڈا مُدلل تے برمحل مضمون اے۔ سیاسی محاذ یقیناً تساڈا اے مگر ادبی تے سماجی میدان وچ وی تساڈی رہنمائی دی سرائیکیں لوڑ ہمیشاں اتے رہسی۔

رحیم یار خان ضلع وچ بلکہ بہاولپور ڈویژن وچ سرائیکی سُنجاک دے مُہار بردار تساں ہووو۔ ایں کاروان دی واگ تساڈے ہتھ اے۔

ع۔ حُدی را تیز تر می خواں چوں محمل را گراں بینی

سرائیکی تساڈا ——— احمد اٹی

سید انعام علی رضا
سب انجینئر محکمہ آبپاشی (ریٹائرڈ)
الفردوس۔ محلہ شکاری
احمد پور شرقیہ
مورخہ 3-6-88

محترم مہربان راز صاحب۔ سلام مسنون طرفین خیریت مطلوب

جناب کے مرسلہ پمفلٹ لکھانف برطرف آ مل چکے ہیں

یادآوری کیلئے شکر گذار ہوں۔

آپ نے جس کرب اور درد کا ذکر ان کتابچوں میں

کیا ہے۔ وہ ہم سب کا مشترکہ درد ہے اور یہ بھی حقیقت

ہے۔ کہ اگر ہم خواب خرگوش میں محو رہے تو پھر

ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

آپ نے رکھا کیا ہے۔ کہ سوئی ہوئی قوم کو جگانے

کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا

اجر دے گا۔ بہرحال نہ صرف ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں

بلکہ انشاء اللہ عملاً بھی آپ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرتے رہیں گے

خدا آپ کو اس نیک مقصد میں کامیاب فرمائے۔ والسلام

[signature]

ارشدؔ ملتانی

۲۶ ملتان ۱۳/۱۸

محترم راز صاحب!

گرامی نامہ ملا۔ پمفلٹ کے ساتھ۔ اس سے پہلے بھی اکثر وبیشتر آپ کے مضامین اور مقالے نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ آپ محنت، لگن، دیانت اور جرأت سے سرائیکی زبان و ادب کے سلسلے میں جو مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں وہ ناقابلِ فراموش ہے اور تاریخ میں اس کا ایک خاص مقام ہے۔ جن زبانوں نے عروج حاصل کیا ہے اور جن معاشروں نے ترقی کی ہے اُن کو آپ جیسے بیدار مغز اور اپنی زبان و ثقافت سے بے پناہ پیار کرنے والوں کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ آپ کی فکر اور آپ کے قلم نے سرائیکی کے باب میں جو مُسلسل جہاد اختیار کر رکھا ہے وہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ ایک محبِ وطن پاکستانی ہیں اور آپ کا سیاسی و سماجی شعور ملک و قوم کے لئے سرمایۂ افتخار ہے۔ میں ہمیشہ سے آپ کا مداح رہا ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ میاں آپ کی ہمت اور محبت کو دوام عطا کرے۔

ارشد ملتانی
۵ / ۹۳ پاک گیٹ۔ ملتان

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ
۷ مارچ ۱۹۹۳ء

قابلِ احترام رآذ جتوئی صاحب

السلام علیکم!

گزشتہ ۲۰ سالوں کے دوران آپ نے سرائیکیوں کو، جو
خوابِ غفلت میں سو چکے تھے، جگانے کیلئے جو طریقہ کار اختیار کیا وہ کام
کر تمام سرائیکی ذرائع ابلاغ بھی نہ کر سکے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کئی سرائیکی
تنظیمیں معرضِ وجود میں آ گئیں۔ آپ نے جلسے، جلوسوں، مشاعروں،
پمفلٹوں، اشتہاروں، نظموں اور تسلسل کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعے
سے جو اپنا قومی فریضہ ادا کیا وہ قابلِ تحسین ہے۔ پیرانہ سالی کے باوجود
آپ نے بڑی محنت کی، وقت دیا اور اپنی بساط کے مطابق رقم بھی خرچ
کی۔ اللہ کرے آپ کی محنت رنگ لائے۔ سرائیکیوں کے لیے یہ آپ کا
"جنون" ہے کہ آپ آگے کی طرف ہی قدم بڑھائے چلے جا رہے ہیں
مقام "یار" علم کہیں مسانگ سبب!

والسلام

عبدالغفور قریشی
مدیر ہفت روزہ "ساحل" راجن پور

سرائیکی جنرل سٹور

★ سامان آرائش منیاری کراکری کا مرکز ★

پروپرائٹر ۔ اقبال سوکڑی سلیمانی بازار تونسہ شریف

نمبر........ تاریخ 7-3-[illegible]

سئیں رازؔ جتوئی اُہیں اَنتھک سرائیکی ورکریں دا
موہری ہِن۔ جنھیں حرف تے حرف سرائیکی زبان وادب
تے سرائیکی لوکیں کوں اپݨا مقام ݙیواوݨ دا پکا ارادہ
کیتا ہوئے۔ ایں عظیم شخص کوں میں تقریباً ۳۵ سال کولوں
ݙیہدا پیا ہاں۔ ایندی جد وجہد وچ ذرا بھر
دی کھوڑ نہیں آئی۔ دعا ہے خدا رازؔ جتوئی ہوریں
کوں زیادہ توں زیادہ سرائیکی علاقے دی خدمت
دی توفیق ݙیوے۔ آمین۔

اقبال سوکڑی

از کوئٹہ
7-3-93

سئیں مرید حسین راز جتوئی صاحب

اسلام علیکم

سئیں آپ کے پمفلٹوں کی وجہ سے ہی سرائیکی علاقے کا نوجوان آج بیدار ہو چکا ہے۔ آپ کی انھی انتھک محنت اور بے لوث خدمات کے ہی نتائج کے سلسلے میں آج ملک کے اندر اور باہر سرائیکی قومیت کی پہچان ہوئی ہے اور ہم سرائیکی نوجوان آپ سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ مشن جو آپ نے شروع کیا تھا اور اب تک جاری رکھا ہوا ہے کو کسی بھی قربانی سے دریغ کیے بغیر یہ جنگ جاری رکھیں گے۔ (انشاءاللہ)

جے تک رات اندھاری راہسے
سانول اے جنگ جاری راہسے

اللہ دی امان
محمد احمد اعوان
کوئٹہ
بلوچستان

محترم جناب مرید حسین خان راز جتوئی صاحب

سلام مسنون - میں تقریباً ۱۹۷۰ء سے لے کر اب تک آپ کی نظمیں اور مختلف موضوعات پر لکھی ہوئی تحریریں اخبارات رسائل اور پمفلٹوں کی صورت میں پڑھتا چلا آرہا ہوں - خاص طور پر آپ کی وہ تحریریں جو آپ نے سرائیکیوں کے ادبی لسانی ثقافتی قومی جغرافیائی اور معاشی مسائل پر نہایت ہی پرزور الفاظ و انداز میں لکھی ہیں. بڑی دل سوز اور جاندار ہیں خود غرضی مفاد پرستی اور ضمیر فروشی کے اس دور میں اپنی ذات سے اونچا ہو کر سیب کے گوناگوں مسائل پر قلم اُٹھانا اور جرأت و دلیری کے ساتھ استحصالی قوتوں کو بے نقاب کرنا یقیناً ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے یہ صرف اور صرف آپ ہی کا حصہ ہے

اب آپ اپنی جملہ تحریروں کو کتابی شکل میں چھپوا رہے ہیں تو یہ ایک بڑی بات ہوگی - جن لوگوں نے آپ کی بعض تحریریں نہیں پڑھی ہیں انہیں نہ صرف یہ کہ یکجا پڑھنے کا موقع ملے گا بلکہ شروع سے لے کر اب تک مختلف مسائل کو سمجھنے میں بھی مدد ملے گی -

پروفیسر عزیز کریم
۱۲ / ۳ / ۹۴

محمد اکرم بی ایس سی / ایل ایل بی ایڈووکیٹ
متھن کوٹ
ضلع ڈیرہ غازی خان

تاریخ 13.3.93

گرامی قدر جناب راز جتوئی صاحب دام اقبالہ!

سلام مسنون۔ آپ کا نوازش نامہ ملا۔ حسب روایت اس میں دو پمفلٹ بھی ملے۔ لیکن ایک چھوٹا سا خط بھی تھا جو آپکی سرائیکی تحریک کیلئے کاوشوں سے متعلق تاریخی دستاویز مرتب کرنے کی تیاریوں کے بارے میں تھا۔ ۱۹۷۲ء سے بیس بائیس برس قبل کا زمانہ یاد آگیا جب میں کراچی میں زیر تعلیم تھا اور آپ نے گاہے گاہے گھر آتے وقت یا پھر کراچی روانہ ہوتے ہوئے بھائی یسین خان کے ڈیرے میں مختصر قیام کے وقت سرائیکی قومیت اور حقوق کے بارے بحث و تمحیص کی۔ اسی کا مجھ پر اتنا اثر تھا کہ کراچی میں سرائیکی قوم کی محرومیوں کا چرچا شروع کر دیا اور یونیورسٹی و کالجوں میں سرائیکی سٹوڈنٹس آرگنائزیشن (S.S.O) کے نام سے تنظیم بنا ڈالی۔ جب ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد صوبہ بہاولپور بحالی تحریک چلی تو ہم طلبائے ریگل چوک صدر میں [illegible] مسعود کی حمایت میں زبردست مظاہرہ کیا اور اگرچہ یحییٰ خان نے گولی چلا کر بہاولپور صوبہ تحریک کو خاموش کر دیا لیکن سرائیکی صوبہ تحریک کی آواز زیادہ بلند ہوتی چلی گئی اور آج مجھے فخر ہے کہ آپکی رہنمائی میں جو شعور ملا تھا وہ حقیقی تھا جسکی بازگشت نہ صرف ملک میں بلکہ بیرون ملک بھی سنائی دے رہی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی منزل مقصود پا لیں گے۔ انشاء اللہ

آخر میں اگرچہ نہ ادیب ہوں نہ شاعر مرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ سمجھ سکیں گے۔ شکریہ

والسلام

فقط آپکا دعاگو ـــ ادنیٰ خادم سرائیکی محمد اکرم ایڈووکیٹ

راز صیب قبلہ

تُساں آپݨی زمانی جندڑی کُوں سرائیکی دے پلّے لا تے
جو کجھ گھٹّیں / گھٹے ادہر کٹھّ دی جاہ نہیں، ہزوار کرݨ آلے کریندے
بیٹھن گیݨ تھیندی پئی اے، جیرھے مُچ تُساڈے اندر وچ مچّل
ان اُوہے ہُݨ ہولئیں جڑا ڈھیں سرائکئیں وچ مچّدے ویندن،
سرائکئیں کیتے تُساڈی وُݨ تُݨ سنجالی نھیسے، تھیندی وَدی اے،
تھیندی پئی اے، اَساڈے جیُوندڑ مل مُہاندرے تُساڈا اَشُووال
بھاگا جو ہووِن ہے تاں سرائیکی وی اَگھیچ پوݨ ہے، تھیں وی تُساڈی
نگاھ جیتھاں کتھاں گئیسچݨ تاں بج گئی اے، اللہ کریسے سرائیکی ٹک
آیاں ماݨ تے مُکلیسُوں، بیاخر

نیازمند

۵/۱/۲ ۱۹۹۳
۱۴۱۳

سفیر لاشاری
تمغہ غالب
تمغہ خدمات حسنہ ادبی

سفیر پبلیکیشنز
سرائیکی ادبی سنگت ۔ شیرانوالا
احمد پور شرقیہ ۔ ڈیرہ نواب صاحب

تاریخ ۲۰ مارچ ۱۹۹۴ء

محترم پروفیسر اسلم رانا جتوئی سئیں!

السلام وعلیکم ۔ ڈھیر ڈھیر دعائیں دے بعد واضح ہووے جو اَج تہاڈا پمفلٹ "بہوں تہاڈی ہک پکی دوسالی" ملیے ۔ پڑھ تے احساس تھئے جو تہاڈی سرائیکی دی خدمات کوں نظر رکھیندیں ہوئیں احساس تھئے جو تہاکوں کجھ لکھاں تے خراج تحسین پیش کراں ۔ جتوئی سئیں! ایہ حقیقت ہے جو تساں تقریباً عرصہ 20 سال کنوں ایں لاوارث زبان تے فاضل وسیب دی جیڑھی خدمت کیتی ہے تے کریندے پئے ہو ۔ اوندے واسطے تہاڈی جتی تعریف کیتی ونجے گھٹ ہے ۔ تساں ہر پل وسیب تے خاص کر نوجوان نسل کوں اپنے اُتے تھیون والیاں حق تلفیاں، زیادتیاں، استحصال دی نشاندہی کیتی ہے ۔ اوندا احسان سرائیکی وسیب کڈاہیں نہ بھلا سگسی

بقول علامہ اقبال رح — دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ۔

ایہ اوندا ثبوت ہے جو اَج سرائیکی وسیب دی نویں نسل جاگ پئی ہے تے اپنڑے حق گھنڑ کیتے سر تے کفن بدھ تے ٹُر پئی ہے ۔ انشاءاللہ او ڈینہہ ہُنڑ نیڑے آ گئے جڈاں سرائیکی قوم اپنڑے سارے حق حاصل کر گھنسی ۔ ایں سمے ایں جو جتنا کم تھی گئے یا تھیندا پئے اوندے وِچ تہاڈی تحریک دا بہوں وڈا حصہ ہے ۔ لہذا میں تہاکوں مبارکباد پیش کریندا ہاں ۔ اللہ تعالیٰ تہاکوں خوش و خرم آباد تے شاد رکھے تے تساں اپنی تحریک دے ذریعے کوں منزلِ مقصود تئیں پُچا ڈیوو ۔ کیوں جو ایں تحریک دی رہنمائی دا سہرا تہاڈے سر تے ہے تے تساں جیہڑ دو !

اکرم ملک سدا گرسکے آدے ہمت بہار
کوئل بلبل، امن، پپیہے مانڑ ٹُھٹھی جیاں
تے لطف آ ٹوانی کاں

نیاز کیش
سفیر لاشاری بقلم خود

محترم بزرگوار یعنی راز جتوئی سئیں دے ناں

جو چین دے دانشوریں تے لکھاریں وانگوں آپدا کردار نبھیندا پئے۔ او واحد شخص ہے جیندی قدر، محبت، عظمت، تے عقیدت میڈے دل وچ موجود ہے تے او شخص سرائیکی دھرتی دا دانشور تے لکھاری شاعر سئیں راز جتوئی ہن جیہڑے آپدی جوانی ایں کم وچ گزارن توں بعد اپݨے جوان پتراں کوں وی دھرتی دی ویل سمجھ کرائیں سرائیکی وسیب دے حوالے کر ڈتے۔ ہر آپ ہݨ تئیں ظلم دے خلاف لکھدے آندن تے لوکاں کوں شعور ڈیواوݨ دی جد وجہد وچ مصروف ہن۔ عمر دے ایں حصے وچ پہونچݨ دے باوجود جتھاں انسان کوں صرف آرام تے سکون دی لوڑھ ہوندی اے سئیں راز جتوئی دے دل وچ قوم دا درد تے شعور ڈیواوݨ دا جذبہ جوان اے۔ سئیں راز جتوئی نال میڈی ملاقات دی تانگھ ہکی تے اُتے سرائیکی وسیب تے زبان دے عظیم اخبار "جھوک" دے دفتر وچ سئیں نال ملاقات کرتے دل ڈاڈھا خوش تھیا جینکوں میکوں لاکوں ڈیکھݨ دی سِک تے آس ہائی اج او سامݨے بیٹھا ہا۔ اوہے گالھیں اوہے جذبے اوہے دھرتی ثقافت زبان تے حقوق دے روڑیں پتھریں پٹیندے رہن۔ سئیں میڈے نال وی ہوں پیار محبت کریندن ایہ میڈی خوش بختی اے۔ اینجھے لوکاں دا مقام اساں ... نی متعین کریسگدے تاریخ خود اینجھے لوکاں کوں حوالہ بݨیندی اے تے انہاں دا مقام متعین کریندی اے۔ انہاں دیاں بے لوث خدمات انہاں کوں امر کر ڈیندن تے آوݨ والیاں نسلاں سانگے او ہک حوالہ بݨ ویندن اے او لوک ہن جیہڑے احساس دی جراوچ سوتی شعور دا ڈیوا بالی بیٹھن اپݨے آپ وچ سمندر ہن۔ پر ایجھی خواہشاں دی دھرتی تسی رکھیں قوم کوں ہوں کجھ ڈیندن پر اپݨا داوݨ خالی ہوندے کالی راتاں وچ سفر کریندے لوکاں دے گھر ڈیوے وچ بلیندن تاریخ گواہ ہے جیں قوم دے وچ اینجھے ہک موجود ہوون او قوم دے دانشور ادیب شاعر تے لکھاری جاگدے ہوون ... او قوم کوں اوشا تھیندیں ڈھیر دیر نہ لگدی۔ اللہ سئیں راز جتوئی دی حیاتی وڈی کرے انہاں دا سایہ قائم رہے ظلم تے خلاف حق دی بانگ ڈیندے ہن تے ملامت ہن چین دے لوکیں تاں 8 سالاں دے عرصے وچ غاصباں کوں بھجا ڈتا ہا پر ساڈی قوم پتہ نی جوان کڈاں اپݨے حقوق حاصل کریسی؟

جہانگیر مخلص احمد پور شرقیہ

[illegible] 23/8/2011

اکادمی سرائیکی ادب
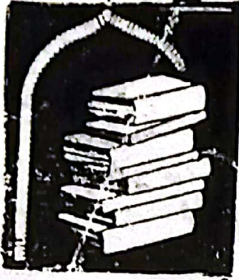
۱۶۸ سی اے ماڈل ٹاؤن اے، بہاول پور

محترم راز جتوئی کافی عرصے سے ایک قلمی جہاد کر رہے ہیں،
ان کی بے شمار سوغات اور گزارشات قلمی اور چھپی ہوئی باقاعدگی
سے ملتی رہی ہیں۔ انکی علم دوستی اور مستقل مزاجی کا ایک بیّن
ثبوت ہیں۔ آپ دلی ہمدردی سے لکھتے ہیں، خلوص سے لکھتے ہیں،
نہ کہ ادیب تماشا لکھتے ہیں کہ ہر بات کی دلائل و توجیہات سے لکھتے ہیں
اپنے کاز (cause) کو راز جتوئی نے پوری توجہ اور تندہی سے
پیش کیا ہے، کر رہے ہیں اور پوری توقع ہے کہ آپ یہ قلمی جہاد جاری رکھیں گے،
ان کا کاز ایک صحیح کاز ہے، عوام کا کاز ہے پسماندہ علاقے کا کاز ہے اور
ان کے حقوق و مراعات کا کاز ہے۔
انہوں نے سرائیکی علاقے کی بھرپور ترجمانی کی ہے، اور یہاں کے
عوام کی محرومیوں کو نہایت دلکش انداز میں بیان کیا ہے (خوب کیا ہے)
اور کر رہے ہیں۔
خدا کرے کہ وہ اپنے مشن کو پورا ہوتا جلد تر دیکھیں آمین۔

[illegible]
20.3.93

۱۹۹۲-۹۳ء

حوالہ نمبر ـــــ ذاتی

تاریخ ـــــ ۲۶-۳-۹۳ء

راز جتوئی تے سرائیکی دی خوش نصیبی

بیہاں زباناں دے لوکاں دی کار یقیناً سرائیکی زبان، ادب تے ثقافت کیتے کم کرن آلے ہر بندے کوں وی شعورِ سرائیکیت دی اہمیت دا اندازہ ہوسی۔ اتے ہر علمی، ادبی، ثقافتی سماجی تے سیاسی سوچ رکھن آلے سرائیکی کوں ہمیش راز جتوئی دے خدمات دا اعتراف کرنا پوسی جو انہاں آپنی نظم تے نثر وچ، مضموناں تے پمفلٹاں دے ذریعے پورے سرائیکی وسیب کوں شعورِ سرائیکیت ڈتے۔ آتاں کلہم کلہے کویلی دی لوڑ ہتھ وی پچھلے ویہہ پنجویہہ سالیں وچ اتنا کم کر چھوڑے جیہڑا کئی بندے تے کئی ادارے رل تے وی نہ کر سگدے ہن۔ ایجھے چپ چپیتے کارکن ای ہوندن جیہڑے تحریکاں دے آہرے پدھیندن۔ آپنا رستہ تے جتنے دا سلیہ تکارا لاتے اینکوں آسر ہیندن اتے اگی مے نبڑن آلی سوہنی، سوہیلی مارٹی کوں مونڈھیاں دے لوتھب ڈیندن۔ ایجھے لوک ہمیش جیندے راہندن، لوکاں دے دلیں دی دھڑکن وچ تا ریخ دے کتاباں وچ قومی تہواراں تے تھیون والے آرٹھاں وچ۔ سئیں راز جتوئی دی ایہ روایت تاں اڑانڈے بھاگ وند مجید بجاڈ جتوئی دی شکل وچ اگی تے ٹرن کیتے موجود اے۔ اتے ایہ سرائیکی دی خوش نصیبی اے +

سجاد حیدر پرویز سیکرٹری
31-3-93

سیکرٹریٹ: چغتائی بلڈنگ۔ بلوچ نگر۔ مظفرگڑھ
فون نمبر ۲۶۲۲

تاریخ ۱۹-۲-۹۳ حوالہ نمبر ______

"سرائیکی قوم دا راکھا"

گبول سرائیکی تعلیمی ادارہ
غلام حسین راہی گبول
بھونگ شریف ضلع رحیمیار خان

-- راز جتوئی --

راز جتوئی بے واہی تے سُتی سمیکی قوم سرائیکی دا پہلا دھنڈوال اے۔

ایں قوم دے راکھے اوں وقت کنے مُردار خور گجھیں تے ہِلیں کوں بھجاوݨ دی جھارہکلن ڈ شروع کیتی، جڈاں پوری سرائیکی قوم اپݨی شناخت، شعور تے وجود کنے دی بے خبر بے حسی دی نندر وچ گھوکر ستی مرینددی ہائی۔

جڈاں جو اساں سرائیکی بولݨ تے سرائیکی سڈاوݨ کنے دی شرمیندے تے چُپ مرینددے ہاسے۔ راز جتوئی سرائیکیں کوں احساس، شعور خوداعتمادی تے ہِک عظیم زندہ قوم ہووݨ دا جذبہ، پیغام تے ہوکا ڈتا۔ اُنہاں نے بے شمار تعداد وِچ چھوٹے وڈے اشتہار، پمفلٹ تے کتابچے اردو، سرائیکی وِچ چھپوا تے مُلک دی ہر کُنڈ تے سرائیکی وسیب دی ہر جاہ وِچ کھنڈائے، تے نال ای اپݨی انقلابی سرائیکی شاعری نال سُتی قوم کوں جگایا۔

ایندے نال ای اوں اپݨا ہِک لعل تے شینہہ جوان پُتر مجاھد جتوئی قوم دے ناں توں کر ڈتا۔ اَج اے ڈو ہیں پیو پُتر سرائیکی قوم دی شناخت، ثقافت تے اُو ہیریں دی غلامی کنے آزادی دی علامت بݨ گن۔

اے قوم تے ہِک عظیم احسان اے۔ ختم۔

غلام حسین راہی گبول بھونگ شریف

سرائیکی قوم دے تھاندے سردارو!

میکوں او ویلا وقت اَج وی ڈِسدے یاد ہِ

جڈاں نہ تاں نوٹو سٹیٹ دا کوئی وجود ہئی تے نہ

پرنٹ میڈیا اج دا ڳیں سَوّ لاہی، ایندے باوجود

سئیں دے ہتھ لکھیل ٹوٹی سیہرڑے میکوں روز ڈہاڑے

ڈو اِک منتوں مِلدے رہندے ہِن۔ سیں ہتھوں ہتھ پنجتر ءِ چ

میں ڈُٹھیں موکلیل لکھاڈے او شعوری کانگے، اَج دے

ڈِہاڑے تائیں وی میڈی اڳوائی کریندے پِن۔ اج دی جبریوں

سئیں جذبیں کوں اُٹھا کٹھاں ہووے تاں میں آپدے دستی

لکھیل پیراتے پمفلٹ پھرول پھرول ڈیہدھاں تاں سئیں

جذبے وَلا جاڳ پمدن۔ اوں مہل سئیں دی فکر تے دانش

بارے جاݨ کرائیں جیتے دنگ بھتی ویندے جو چڑھیاں

اڳ کھائیاں تُساں اَج کنوں ویہی ورھیں اڳے کیتیاں ہن، اَج

او ساگی پوریاں پیاں تھیندین۔ واقعی تُساں سرائیکی وسیب

دے سچے تے سرائیکی ماء دھرتی دے کھیٹے دانشور ہو، کاش!

سرائیکی قوم اوہی مہل ای تُساڈیں منتیں موجب ٹُر پمدی

تاں اَج اساں اپݨی منزل تائیں اپڑ چُکے ہوندے۔

[illegible signature]

[illegible] 21-1-173

سئیں جمشید کمتر دی نظم راز جتوئی دے ناں

سچ دی ہے آواز جتوئی ـ شالا جیوے راز جتوئی
سارے لوک سرائیکی اہدن ـ ساڈا ہیوے ناز جتوئی
ساڈی دھرتی بچدی پئی ہے ـ اینجھا چھیڑیے ساز جتوئی
روہی تھل داماں دے اندر ـ تیڈے ہن دمساز جتوئی
چیڑیں کوں تئیں ٹکڑا کیتے ـ کمبدے پئے ہن باز جتوئی
ساڈی یار سرائیکی سانگے ـ ساڈا ہے شہباز جتوئی
شالا راز کوں رونق لگے
کمتر کیتی نیاز جتوئی

قطعہ

جنڈڑی جیوے راز جتوئی
مرد ہے مایہ ناز جتوئی
نظم نثر وچ رکھدا مخفی
ڈکھڑا ہک انداز جتوئی

خادم حسین مخفی
المعروف
سردار جھٹیرے خاں عباسی
نو لور نو نگا، بہاولپور

اَنّجوانّج؟

راز جتوئی

ہر آئے کوں اساں گل لایا ہا، سبھو پیار اپنا ورتایا ہا
نہ کہیں کوں جوازمایا ہا۔ اساں ناں تگیں کوں گل لایا ہا
ڈنگ مارو پیار انئیں تھیندا۔ ھُݨ رل تے گذار انئیں تھیندا

نہ نیک انہیں دے ارادے ہن، سب کوڑے انہیں دے وعدے ہن
نیں اپنے کیتے وادے ہن، انہاں حق ساڈے سب کھادے ہن
دغا باز پیار انئیں تھیندا، ھُݨ رل تے گذارا نئیں تھیندا

لاوارث سرائیکی وادی ہے، انہاں آتے ساری کھادی ہے
ہر حاکم انہاندا امدادی ہے، ساڈی کیتی انہاں بربادی ہے
غاصب تاں پیار انئیں تھیندا، ھُݨ رل تے گذارا نئیں تھیندا

ساکوں جیندا ڈیکھݨ چہندے نی ساکوں ساوا ڈیکھ آہندے نی
اے زک ڈیوݨ توں رہندے نی، ایں ساگوں اے ہݨ بھاندے نی
حاسد تاں پیار انئیں تھیندا ھُݨ رل تے گذارا نئیں تھیندا

اے ماہر ہن عیاری دے کوڑے سنگتی ہن گندہ باری دے
سب عادی ہن خرکاری دے، اے لائق نہیں کہیں یاری دے
کنو[illegible] تاں پیار [illegible] تھیندا ھُݨ رل تے گذارا نئیں تھیندا

اے ڈسدے موٹے جھوٹے ہن پر ذھنوں اے تاں چھوٹے ہن!
اے دل د[illegible] املوں کھوٹے ہن انہاں کھادے ساڈے کوٹے ہن
خودغرض پیار انئیں تھیندا۔ ھُݨ رل تے گذارا نئیں تھیندا

اساں ازلوں پاکستان ہے نہ غیر ملکی جہان ہے!
ایں دھرتی دا ہر انسان ہے پر روزی توں گردان ہے
ویری تاں لبھ پیار انئیں تھیندا ھُݨ رل تے گذارا نئیں تھیندا

ساں راز انہاں دا گولیا ہے اصل اندر انہیں دا بھولیا ہے
ہر عمل انہیں دا تولیا ہے انہاں جان تے سر کل ونیا ہے
ظالم تاں پیار انئیں تھیندا ھُݨ رل تے گذارا نئیں تھیندا

رازؔ خان پوری

مدحت در شان سردار مرید حسین خان رازؔ جتوئی صاحب آف خان پور

(منجانب: محمد اکرم قریشی ماشاء اللہ احمدانی ضلع ڈیرہ غازی خان)

قبلہ رازؔ جتوئی: ساڈا ہِیں اُستاد ۔ قائد قوم سرائیکی: دائم زندہ باد

غیریں سنگ ٹکرایا: سخت پنجالیں آیا ۔ ساری عمرہ کیتا: غاصب نال جہاد

لیڈر وانگ جتوئی: ہوسی مخلص کوئی ۔ تن من دھن لُٹوایا: ایں کوہ کُن فرہاد

نعرہ حق دا لایا: لوک ڈسیب جگایا ۔ اُٹھیئے لشکر دانش: بھنّے کُل صیّاد

ساڈا ہے منصوبہ: گھنسوں اپنا صوبہ ۔ اَج پنج ہِیں پنجابوں: ظلم سبھے ہِن یاد

تھل داماں تے روہی: ساڈا صوبہ ہوسی ۔ ملک دا نواں نقشہ: قوم کیتے ایجاد

خانؔ دی کوشش پھلّی: غیر دی سازش گلّی ۔ غازی کھٹ کے بازی: کیتے گھر آزاد

مُنصِف دیس سرائیکی ۔ رازؔ دا فیض مفیسی

ایں محسن کوں اکرمؔ: تاریخ رکھیسی یاد

سئیں راز جتوئی

السلام علیکم!

تساں ڈتے اساں تساڈے پمفلٹ پڑھدے
رہندے ہیں۔ انھیں کنیں ساکوں سوجھلا
اتے نویں سوچ ملدی ہے۔ ساڈے شعور
وچ وادھارا تھیندے۔ کافی عرصے توں
جاری تھیا ڈٹے ایں جہاد سرائیکی وسیب وچ
نویں سوچ کوں اگوں تے گھنے شاگرداں
کوں نواں سوجھلا ملیسے تے انشاء اللہ ایہ
سوجھلا ساکوں ساڈی منزل تے پچیسے

تہاڈا بھرا بانہاں ـ
ملک حفیظ اللہ کھاکھی صدر سرائیکی شاگرد سانجھ
18-4-93

ثقافتی سرائیکی مشیر مرید حسین راز جتوئی دے ناں

دل دا محرم راز جتوئی — ہئیں میڈا ہمراز جتوئی

جاگ سرائیکی نعرے دا — تئیں کیتا آغاز جتوئی

تیڈی قدر کیا جانن چیڑیاں — توں ساڈا شہباز جتوئی

ونج پہنچی مکے تے مدینے — ہُن تیڈی آواز جتوئی

ہیو کھیڈوں جھُریں یادوں — چھیڑ پرانا ساز جتوئی

تئیں جیہے مخلص سنگتی تے

ہے حسّان کوں ناز جتوئی

مخلص :- میر حسّان الحیدری جیانڈو

نال اپنڑیں قلم دے

۱۶/مئی/۱۹۹۳ء

رازؔ جتوئی صاحب سرائیکستان کی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں
نے سرائیکستان کے استحصال کے خلاف اس وقت سے آواز
اٹھانا شروع کی جب ایک پڑھا لکھا طبقہ بھی ان کی ہمنوائی میں شرم و عار
محسوس کرتا تھا۔ اِن کی اِسی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج اِس استحصال
کی آوازیں نہ صرف پڑھا لکھا طبقہ ہمنوا ہے بلکہ وسیب کا ان پڑھ
طبقہ بھی اِن کے کندھے سے کندھا ملا کر نہ صرف چل رہا ہے بلکہ
مستقبل میں اپنے حقوق کی تلفی کے ازالہ کے لئے سچے جذبوں
سے لبریز ہو رہا ہے۔ اللہ کرے رازؔ جتوئی کی نرسری تناور درخت
کی صورت میں وسیب کو ٹھنڈی چھاؤں مہیا ہو جس کے سائے میں وسیب
تا قیامت سکھ کے سانس لیتا رہے۔ امیں اکھیں پئی رازؔ جتوئی سئیں کوں
مجاہدِ سرائیکیت آہداں۔

رحیم طلب ایم اے ۹۳-۲-۱

"دیدم بہ چشم یقین
ھذا جنون العاشقین" فرید

نصیر سرمد
جنرل سیکرٹری آرٹس کونسل ڈیرہ اسماعیل خان

راز جنتوئی کی مثال سرائیکی سے ایک ایسے مجاہد کی سی مثال ہے کہ جس کے ہاتھ میں تلوار بھی ہے اور قلم بھی۔ آپ کی بہت سی القلابی نظموں کے اندر تلوار سی جو کاٹ ہے اُس سے "کوئی ہوگا جو رہ گیا ہوگا"۔ انہوں نے سرائیکی قوم کے دل میں حرف شاعری ہی سے جذبۂ یکجہتی بیدار نہیں کیا بلکہ اجلاس اور محافل ادب العالیہ بھی اسی مقصد کے لئے سجائیں۔ اس کے علاوہ بے شمار کتابچے شائع کرائے، پاکستان کے دور دراز سرائیکی علاقوں میں رہنے والوں سے تحریری رابطہ برقرار رکھ کر آپ نے حب الوطنی کا حق ادا کیا۔ آپ کے اس عمل کو کسی دور میں بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے دلوں میں محبت کی قندیلیں روشن کرنے والے محترم راز جنتوئی صاحب عالم پیری میں بھی اپنے پورے قد سے کھڑے ہیں۔ اور کل سے آج تک ہر قافلے کو منزل مقصود تک بحفاظت پہنچانے کی سعی مشکور کر رہے ہیں اس لئے ہر لحاظ سے آپ کے جذبے قابل تحسین ہیں۔ خدائے لم یزل سے دعا ہے کہ وہ آپ کے اپنے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خلقت کوں جیندی گول ہے
ہر دم فرید دے کول ہے
سو گند پیر فخر دین دی
ھذا جنون العاشقین (فرید)

نصیر سرمد
۱۹۹۳-۲-۲۸

Naseer Sarmad
Din Pur Road
Dera Ismail Khan

پتہ: نصیر سرمد آرٹس دین پور روڈ ڈیرہ اسماعیل خان

Muhammad Ubaid-ur-Rahman
(Alig)

Residence:
AL-JAMIL Ph: 5576
LIBRARY:
"SIRAIKI TADA Ph: 7421
Model Town "B" Bahawalpur

Ref. No. ____________

Date ______

سئیں وراز صاحب! مسنون

تُساں یقیناً سرائیکی قوم کوں غفلت توں بیدار کرݨ کیتے کافی عرصے توں قلمی جدوجہد شروع کیتی ہوئی ہے۔ ایہا ں ہی کوششاں دا نتیجہ ہے جو دھرتی دے لوکاں کوں اپݨیاں حق تلفیاں دا احساس شروع تھی گئے۔ تہاڈیاں اݨ گنت لکھتاں نے سرائیکیاں کوں اُنہاں دے محرومیاں توں خبردار کیتے۔ تہاڈے جذبات دی شدت ایہا ہے جو تُساں محتاط انداز کوں وی بعض دفعہ چھینڈ کرتے وڈی بیباکی نال کلمہ حق لکھدے ہو۔ تہاڈی جرأت، ہمت تے محبت دا صلہ تہاکوں ضرور ملسی اِیہے بھئی گالھ ہے جو تُساں تے میں شیت نہ ڈیکھ سگسوں تے نہ سُنݨ کیتے موجود ہوسوں پر دل کوں ضرور طمانیت حاصل رہسی جو حق ادا تھئے، حق لکھیئے تے حقداراں کوں جگاوݨ اِیندی جزا۔ ورب تعالیٰ توں ودھیک جیڑھا اساڈے ارادیاں تے کارشاں توں بخوبی واقف ہے تے ڈیوݨ جوگا ہے۔

تہاڈا بھراو گورائی
محمد عبید الرحمن

Muhammad Aslam Rasoolpuri
M. A. L L B. Advocate High Court
Vice President :
PAKISTAN SARAIKI PARTY

Dated 14-4-93

JEEVAY SARAIKI.

Respected Sir,

Ireceived your letter with literature. I am thankful to you for this kindness.Your poem is very impressive.Iread it again and again.I hope our struggle will reach to his best end. Live you long.Thank you.With best regards.

JEEVAY FARID.

Yours Sincerely,

Muhammad Aslsm Raseol puri.

March 11,1993.

سیئں مُرید حسین راز جتوئی بارے لکھݨ بِجھ اگوں ݙیوا بالݨ دے برابر اے ، میݙی عُمر ہا ویہہ۲۲ سال ہِے ، اتے سیئں دی سرائیکی کیتے جدوجہد اتے قُربانیاں عرصہ ترینہہ۳۰ سال توں وَدھ اِن ، میں سمیت ہِنہاں سرائیکی نینگریں کوں سُجاگ کرݨ وِچ سیئں راز جتوئی دا بہوں وَݙا اتے اَہم کردار اے ، کوں نی چاندا جو سرائیکی تحریک کوں خُون دے کٹوڑے پلا تے جوان کرݨ وِچ انہاں دے بیدار کن تحریریں دا اندھاری رات وِچ سوجھلے آلا کردار رہ گئے ، اَڄ ہر پاسے سرائیکی سرائیکی تھیندی پئی اے ، سرائیکی صوبے دی منزل سامھوں نظر آندی پئی اے ، اے سبھ انہاں دی جدوجہد دا ثمر اے ، انہاں دا نینگر اتے سرائیکی وسیب دی اکھ دا تارہ سیئں مُجاھد جتوئی وی قدم قدم تے اپݨے بابا سیئں دے نال رَل تے سرائیکی تحریک دی اگوں واسطے این جدوجہد وِچ انہاں دے شانہ بشانہ رہ گئن ، انہاں دے جوان قومی جذبے سرائیکی تحریک کوں ھِک نواں انقلابی رُخ ݙِتے ، نینگریں کوں بولݨ کیتے زبان ݙِتی اے ، سرائیکی تحریک دا ݙو وجھاں سیئں راز جتوئی اتے سیئں مُجاھد جتوئی ہوریں اِن !

اسلم کورائی سانول فریدی " رانی پور ریاست (سندھ)

(۱۵ اپریل ۱۹۹۳ء)

93-10-19 سوہݨاں سئیں سردار ریاض حسین راز جتوئی سئیں

السلام علیکم۔

سوہݨاں سئیں سرائیکی دے حوالے نال تہاڈی خدمات دی تریخ لکھݨ ہر ہک دا کم نئیں ہو سگدا۔

سوہݨاں سئیں تساں اساڈی سرائیکی محرومیاں دی 35 سال دی منجھواندی داہندی نئیں ہیوے۔ اتے ایں نئیں وچوں سرائیکی تحریک دیاں نہراں وگدیاں نظر آندیاں ہن سئیں تساں تریخ دا سرائیکی حوالے نال بنیادی تے سنہری باب بݨ چکے وے۔ ایں سنہری باب کوں دائمی بقا مل چکی۔ تساڈیاں تحریراں اساکوں اتنا سوجھلا ڈتے کہ اساں راجن پور وی سرائیکی حقوق دا یونٹ کھولیا ہویا ہے۔

تہاڈا عقیدتمند غلام شبیر ارشد جنرل سیکریٹری ایس کیو ایم راجن پور

خضرِ منزل — راز جتوئی

جسم نڈھال، پاؤں زخمی، بالوں میں گرد مگر چہرے پر عزمِ جواں کی تازگی لئے محبتوں کا ایک مسافر ۱۹۷۰ء سے لوگوں کو شہر شہر، گلی گلی، کوچہ کوچہ آواز دیتا جا رہا ہے۔ "جاگ سرائیکی جاگ"

لوگوں کو جگانے، اپنی زبان ثقافت اور تہذیب کی پاسداری کے لئے اکیلا جادہ پیما ہوا تھا۔ چلتے چلتے ایک کاروان بن گیا۔ اس کاروان کو نئی نسل کا ولولۂ تازہ اور بزرگوں کی آشیرباد میسر آئی۔ اور یہ خضرِ منزل اب تنہا نہ رہا۔ اپنی امیدوں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر اس کی تمناؤں کو مہمیز ملی۔ یہ مسافر راز جتوئی ہے۔

سرائیکی علاقے کی کسمپرسی اور سرائیکی لوگوں کی محرومیوں کی انہوں نے نشاندہی کی۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے اور ہر محرومی کو مقدر کا لکھا سمجھ کر چپ سادھنے والوں کو قرآنِ حکیم کا قول یاد دلایا: لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں سرائیکیوں کو کچھ زیادہ نہ سہی کچھ تو حاصل ہوا۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایم اے سرائیکی کی کلاسوں کا اجراء، ریڈیو ملتان اور بہاولپور سے سرائیکی پروگراموں کا آغاز۔ ٹیلیویژن پر ۵ منٹ کا ہفتہ وار پروگرام "رُت رنگیلڑی" [illegible] تاہم راز جتوئی اور ان کے ہم قافلہ لوگوں کی کوششیں [illegible] ہوگئیں۔ اب اس علاقے کے صوبائی اور قومی نمائندوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ راز جتوئی جیسے مخلص سرائیکیوں کی آواز کو مزید قوت کے ساتھ ایوانِ اقتدار تک پہنچائیں۔ روزگار۔ پینے کا پانی۔ آسان ذرائع مواصلات۔ چشمہ رائٹ بینک کینال کی تکمیل۔ اعلیٰ تعلیم، علاج۔ سستے اور قریب ترین انصاف کے حصول کے لئے سرائیکی صوبے کی صورت میں سرائیکی علاقے کے کروڑوں لوگوں کی محرومیوں کا ازالہ کرانے کی کوشش کریں۔

(افتخار ذیروی)

سچی سانجھ وسیب دی

عاشق بزدار
سہرے والا (راجن پور)
جیوے سرائیکی

17/4/93

بزرگ یا جوان

آج سے تقریباً پچیس برس پہلے میں نے طالب علمی کے زمانے چند مشاعروں میں راز جتوئی صاحب کی شاعری اور خیالات کو دوسرے ادیبوں اور شاعروں کے روائتی خیالات سے مختلف پایا۔ ان کی سرائیکی لوگوں کو بیدار کرنے کی لگن سے میں خود متاثر ہو کر اپنے وسیب کو مایوسیوں سے نکالنے کیلئے ہر سال اپنے گاؤں ہمرلوالہ میں سرائیکی ادبی میلے کا اہتمام کرتا ہوں۔ چنانچہ ۱۹۸۶ء میں راز صاحب کو بھی مدعو کیا گیا۔ بڑھاپے کے باوجود خانپور کٹورہ سے ایک بہت بڑے قافلے انقلابی بینروں اور بیدار کن پمفلٹوں کے ساتھ یہ ہمارے سرائیکی ادبی اور ثقافتی میلے میں شریک ہوئے۔ ان کے جذبے اور لٹریچر سے بہت سے لوگوں کا حجاب اور احساس کمتری ٹوٹا۔ اور وہ فعال ہوئے۔

راز جتوئی صاحب نے سرائیکی تحریک کو کامیاب کرانے کیلئے اپنے بڑھاپے کو جوانی میں بدل لیا ہے۔ مایوسی اور نامساعد حالات میں بھی ان کے حوصلہ افزا پمفلٹ اکثر ہمیں ملتے رہے۔ ان کی یہ انتھک جدوجہد سرائیکی تحریک کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گی۔ کیونکہ اب تک سرائیکی تحریک کے بارے میں جو کام ہوا ہے اس میں راز جتوئی صاحب کے گھرانے کا سب سے وافر حصہ ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کے فرزندان ظفر جتوئی، عمر جتوئی اور مجاہد جتوئی بھی میدانِ عمل میں ہیں۔

عاشق بزدار

تاریخ ۳۰۔۵۔۹۳

حوالہ نمبر ______

قابلِ صد احترام جناب نوازؔ جتوئی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

خداوند کریم نے انسانوں کو اپنے عظیم بندوں کے ذریعے شعور انسانیت عطا فرمایا۔ اور کرۂ ارض میں کئی قوموں کو جگانے کیلئے اللہ پاک اپنی بندوں کو مامور فرماتے ہیں۔ ایسے بندوں میں کچھ کی اولاد والد کے نام سے متعارف ہوتی ہے جبکہ کچھ اپنی اولاد کے کارناموں سے پہچانے جاتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ نور محمدؒ اپنے فرزند عظیم علامہ سر محمد اقبال سے پہچانے جاتے ہیں۔ مگر سرائیکی وسیب میں آپ واحد انسان ہیں۔ کہ آپ اپنی اولاد کیلئے پہچان ہیں۔ اور دوسری طرف آپکی اولاد کی وجہ سے آپکی پہچان ہے۔ پھر بھی بازی آپ لے گئے کہ یہ آپکی تربیت کا اثر ہے۔ آپ نے بے شمار قسم اشتہاروں، پمفلٹوں، شاعری مجموعوں، نظموں، مضامین اور خط و کتابت کے ذریعہ سرائیکی خوابیدہ قوم کو جگایا اور اس عمر کے آخری حصہ میں بھی تن من دھن قربان کرتے ہوئے فریضۂ خدمت ادا کیا۔ آپکی تربیت نے آپکی اولاد میں جذبۂ خدمت دیا۔ جو سب کچھ کمانے کے باوجود نانِ جویں پر گذر کرتے ہیں اور باقی سرائیکی محاذ پر خرچ کرتے ہیں۔ قوم آپکی اور آپکی اولاد کی مشکور ہے کہ سرائیکی قوم کو ڈیڈھ ہزار سرائیکی جھوک عطا ہوا جسکی وجہ سے سرائیکی ادب کی ترویج ہوئی۔ آپ نے سرائیکی قوم کو شعور دیا کہ اپنا حق خود استعمال کر سکے۔ گو سرِ دست ثمر و میٹھا حد سے زیادہ ہیں۔ دعا ہے کہ آپکی محنت اور تربیت رنگ لائے آمین!

؎ مسلسل رتجگا نیناں دے سارے خواب لُٹ ویندے
لٹیرا وی مسافر دا سفر اسباب لُٹ ویندے
اینویں ہر سال تھل، دامان، چولستان دا پورہیا
کڈاہیں سیلاب لُٹ ویندے۔ کڈاہیں پنجاب لُٹ ویندے

قادر بخش بھٹہ
ہیڈ ماسٹر ایڈووکیٹ
ملتان

سئیں مُرید حسین راز دے ناں

اے ٹھیک اے جو مَیں لفظیں نال کُجھ اِظہار کر سگداں
اتے پلکیں تے تردی مونجھ کوں منجدھار کر سگداں
تھلاں وِچ کوکدی تریہہ کوں وی رِشتے دار کر سگداں
کوئی بے تریلے تاں ذات تے ذِمے وار کر سگداں
سَجن تاں اونویں سَجن ہِن دُشمنیں کوں پیار کر سگداں
سلامت پیر ہوون پندھ وی پرکار کر سگداں
سفر سِک دا تونڑیں جِتلا ہووے دُشوار کر سگداں
مگر اِیں گال دا مَیں برملا اِقرار کر سگداں
سمندر ہئیں سمندر کوں میں کیویں پار کر سگداں

ملک نادر بخش بھٹہ ایڈووکیٹ ملتان

جیویں آپنے کتاباں ۔ رسالیاں ۔ پمفلٹاں دے ریکارڈ کوں ترتیب ڈتے (ہک حصے کوں) تاں جناب دے ایہو سارے
ہک ورقی اشتہار تے پمفلٹ لدھن ۔ اتے بعض دفعہ تاں یاد آندے کہ جناب زیادہ کاپیاں دی بھجیندے ہن کہ اگوں
تے ونڈاواں یا بعض اوقات حکم تھیندا ہا کہ فوٹو اسٹیٹاں ونڈاں تاں تعمیل کریندا رہیاں .....
تھوڑے ہاں دی نمونے تاں میڈے کول دی موجود ہن پر کجھ کاں ضائع دی فروری تھی گئے ہن ۔
انہاں اشتہاراں تے پمفلٹاں دی اپݨی افادیت ہے ۔ اتے پرنٹ میڈیا دے ساڈے نال منفی رویے دے دور وچ
(ماسوائے سرائیکی دوست میڈیا دے) وچ ہوندے ہاسے تاں خوش ہر کنوں ۔ جیس دے عذاب کنوں گھٹ کرن کیتے
ہک چیلن آ ونیدی ہئی .... تہاڈے اشتہار پمفلٹ دی صورت وچ ۔ ماحول برزخی ہی ونیدا ہا ۔ !!
کئی دفعہ ایں دی تھیندا کہ میں معذرت کنوں متفق نہ ہوندا ہم ...... بعض دفعہ اے وی محسوس تھیا کہ
انہاں وچ خود ستائی دا عنصر ہا ...... یا دل آکھیاں (سرائیکی قومی تحریک نال گانڈھویں سیاسی حلقے) دی
نرمی یا بے جا تنقید دی ہوندی ہئی ۔ پر دل چا کوں پرچاواں کہ ہک بوکھ نفیگر جھیا تاں بہے کم کرن ...
پاکستان سرائیکی پارٹی آلیاں مزڑھ لاکنوں طے کیتا ہوئیے کہ تنقید کنوں تشبیق فرد در
گھنٹے پر پرنٹ میڈیئے ذریعے دلدی نہیں ڈیونی ..... کئی دفعہ ووٹ دی کھادم ۔ کئی دفعہ تہاڈے
جان سرائیکی قومی تحریک دے دُھارے سانگے کیتی کاوش نے دل دی ڈکھایا ۔ پر اساں ادڑ دلی .....
اچھا ہاہا! اج او ہے پمفلٹ ۔ اشتہار ایڈے کوڑے نہیں لگدے (اندر لکو اج شیت
گھٹ گھٹی ام) جناب دی شاعری کوں مروج میزان الشعر دے تلاوڑے وچ نہ میتھیجے تے حدود قیود
دی ونکوں تے نہ پرکھیا ونجے تاں صرف اینڈی جذباتی کیفیت ای کافی ہے ۔ اینڈا اثر لوکاں دے جذبات اتے
بارش دیاں پھینگاں آنگوں پوندا رہ گئے. گوٹ تھیوݨ آلی شاعری نہ سہی پر شاعری دے مقاصد ۔ نال
(ادب برائے زندگی دے حوالے) ابلاغ دا جو بھیانکا جناب دا ہاتے اوندا ہک ڈیغینہ مل پوسی ۔

امید ہے تساں خیریت نال ہوسو ۔ اجازت تاں ۔
۔ غلطیاں دی معافی ۔

تہاڈا نیاز مند

Afzal Masud
Advocate
سیکرٹری جنرل
پاکستان سرائیکی پارٹی

مخدوم پورہ
بہاولپور
۱۵ مئی ۹۳ء

محترم راز جتوئی سئیں

السلام علیکم

تساں جیہے بھرا، قابل صد احترام دوست تے وسیب دے نایاب سرمایہ ہو۔ اپنڑاں مقصد ہک ہے مگر "بہاولپوریا" پالیسی، طرز عمل نال میکوں اختلاف ہے۔ ایں کیتے تہاڈی کتاب واسطے اپنڑی رائے ارسال نی کیتی۔

دوستاں برادران کوں ڈھیروں ڈھیر سلام، پیار

خیر اندیش

سید دین محمد شاہ

خانپور شہر میں جتوئی برادران کا نام سنا ۔ میرے کان ان جتوئی برادران کے ناموں سے آشنا ہوتے چلے گئے ۔
مجاہد جتوئی ۔ قمر جتوئی ۔ ظفر جتوئی کی لوگ قابلیت ، لگن مخلصی ۔ اور قوم پرستی میں مثالیں دیتے ۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد یہ راز یوں افشاء ہوا کہ ان نامور ہیروں کا جوہری ایک رازؔ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ رازؔ بھی ایسا کہ ہر ایک پر ظاہر ہو جائے ۔
جب تعارف ہوا کہ رازؔ جتوئی صاحب مجاہدؔ جتوئی کے والد محترم ہیں ۔ اُن سے مل کر سب رازوں سے پردہ اُٹھتا چلا گیا ۔ باپ بیٹے سب کے سب ہر کام میں اوّل رہے ۔

سرائیکی تحریک کے حوالے سے سب سے اوّل ۔
شعر و سخن میں اوّل ۔
تحریر و تقریر میں اوّل
حب الوطنی میں اوّل
قوم پرستی میں اوّل

ان کی خدمات کو میں اس طرح خراج تحسین پیش کر سکتا ہوں کہ یہ اوّل ہیں اور باقی سب بعد میں ۔

مقبول احمد دھریجہ
روہی کا مصور
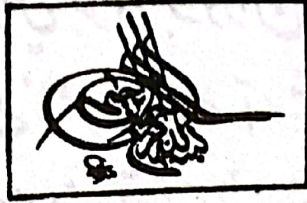
عوامی شاعر

بشیر احمد دیوانہ

سرکولیشن منیجر
روزنامہ جھوک سرائیکی خان پور

حوالہ نمبر ________
تاریخ 21-5-93

سئیں راز جتوئی صاحب

میں چھیوں پڑھدا ہم سرائیکی کوں صرف ریاستی سمجھدا ہم ۔ ہک ڈینہہ کجھ پمفلٹ ملئے جنہاں وچ سرائیکی
قوم کوں پیغام تے اوندے حق حقوق دیاں گالھیں چھپیاں ہویاں ہن ۔ تاں میکوں پتہ لگا جو اساں رُلیے ہوئے
سرائیکی تھیندروں ۔ پر میکوں دل وچ خیال پیدا تھیا جو ایہ راز جتوئی کون ہوسے میں اپنے اپنے سئیں
پچھیا؟ انہاں ڈسیا جو ایہ خان پور دا ہک شاعر اے ۔ جیڑھا کئی سالیں توں سرائیکی ستی قوم کوں جگویندا ودے
اے وڈا جنونی شخص ہے ۔ سرائیکی صوبے دی مانگ کریندا پے ۔ میڈے دل وچوں ہک آہ نکلی جو ہیں آدمی کوں
کڈاں ملوسے ۔ آخر جھوک اخبار دے دفتر کم کرن دا موقع ملیا ۔ تاں میڈی نگاہ سب توں پہلے ہک بزرگ تے پئی
دل وچ سوچم جو اللہ نہ بھلاوے تاں ایہو راز جتوئی اے ۔ جیڑھا جھوک وچ سرائیکی دا دھواں دکھائی بیٹھے
کھیڑے راہون دے بعد میکوں اے والی گالھ یاد آئی ۔ جو واقعی ایہو جنونی شخص اے ۔ جیڑھا سرائیکی دیس
دا اصلی خیرخواہ ھِ ۔ جیڑھا گھر کوں پھوک تے تماشہ لئی بیٹھے ۔ آخر میڈے دل وچوں ایں مرد مجاہد کیتے
اے آواز نکلی ہے

سرائیکی مجاہد ھِ راز جتوئی ۔ ایندے نال حامی جے تھی پووے کوئی
قسم خدا دی لگ تخت ولیسن ۔ فریدن دی آباد تھی پوسے روہی
(دیوانہ)

میڈی دعا ھِ اللہ ایں سرائیکی دیوانے دی عمر دراز کرے ۔ جیندی محنت نال اج نوجوان نسل بیدار تھی
چکی اے ۔ آمین!

فقط
تہاڈا دیوانہ صادق آبادی
(دستخط)
21-5-93

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ظفر لاشاری
ایم اے سرائیکی
ایم اے پنجابی
ایم اے ایجوکیشن

صدر: پاکستان سرائیکی رائٹرز گلڈ
ممبر: پاکستان رائٹرز گلڈ لاہور
ممبر: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور

محراب والا، بہاول پور

تاریخ ____________

سرائیکی دا محرم راز

سرائیکی وسیب اپنڑی ماں بولی دے جنہاں خادماں تے فخر کریندے انہاں وچوں ہک معتبر ناں سئیں مرید حسین خاں راز جتوئی دا وی ہے۔ راز جتوئی سئیں کوں ایہہ اعزاز حاصل ہے جو او پچھلی چوتھائی صدی توں سرائیکی وسیب دیاں محرومیاں، حق تلفیاں تے باہرلیاں دے استحصال پٹ کھوہ دیاں فریاداں نہ چھڑا سرائیکی وڈیریاں، جاگیرداراں تے عوام بلکہ حکومت دے کناں تائیں مسلسل پہچیندے آندے ہن۔ انہاں دی طرفوں چھپیل سینکڑے پمفلٹ تے ہر خاص و عام دو لکھے ونجے والے خط انہاں دی سرائیکی وسیب نال ایمان دی حد توڑی سچی محبت تے خیرخواہی دے ثبوت ہن۔ اللہ سئیں راز جتوئی کوں ہک درد مند دل عطا کیتے۔ آپ ہر ویلے سرائیکی وسیب دی بھکھ تے بھوئیں دے رازاں دے وی جانڑو ہن۔ انہاں دا ہر پمفلٹ جتھاں حکومت دے استحصالی کارندیاں تے بے حس نمائندیاں واسطے کارمی چونڈھیاں دا موجب بنڑدے اتھاں اوندا لفظ لفظ انہاں دے اندر دیاں سچائیاں دا عکاس وی ہوندے۔ راز جتوئی سئیں اپنڑے واسطے ہک نویکلا محاذ گولیئے۔ او کلھا اوں محاذ تے وڈی ہمت نال لڑدا آندے۔ ساڈے سرائیکی وسیب دیاں دعائیں انہاں دے نال ہن۔ اللہ انہاں دی عمر دی عمراں کرے تے نویں نکور جذبے عطا کیتی رکھے۔ اللہ کرے ایہہ اوکھ پیڑیاں آکھیندے ڈیکھ ونجن جو کجھ ایہہ چاہندن۔ آمین ثم آمین

ڈاکٹر عبدالرؤف لودھی بہاولپور

بہتر ہے کہ پنجاب والے خدا کی لاٹھی کو آواز نہ دیں۔ اب بھی وقت ہے کہ اس ملک کو بچا لیں۔
ظلم سے نہیں انصاف سے۔ (چار صفحوں کے طویل خط کے آخری خیالات ہیں) معذرت کے ساتھ۔

سچ پوچھیں تو راز کو میں جانتا ہی نہیں۔ اگر جان گیا تو اپنے گریبان میں جھانکنا پڑے گا جس میں شرمندگی
کے سوا کچھ نہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں محترم راز جتوئی صاحب سے انصاف نہیں کر سکا کہ انکی
شفقت، محبت، شرافت، متانت، لیاقت، علم، ملک سے محبت، وسیب کی تڑپ، تاریخ سے
آگاہی، اس سے حاصل کردہ تجربت کا سبق دہرانے اور حاکموں کو صحیح راہ دکھانے، وسیب کے سیدھے
سادے معصوم عوام کو جگانے کے فرض کو بطور احسن ادائیگی کا ذکر تک نہیں کر سکا
بلآخر فتح حق کی ہوتی ہے۔ وقتی حزیمتیں، تکالیف اور صعوبتیں خالق جو قدر کرتا ہے۔ یہ دنیا
جانتی اور مانتی ہے کہ ظلم اور ظالم ہمیشہ نہیں رہتے۔ صرف اللہ باقی رہے گا۔
اس سے اپنی کوتاہیوں کی معافی کے ساتھ راز صاحب سے کی گئی کوتاہیوں کی شرمندگی سے
بچنے کیلئے اجازت دیجئے۔
خدا انہیں سلامت رکھے۔ ان جیسے مجاہد پیدا کرتا رہے تاکہ حق کا بول بالا رہے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف لودھی
بہاولپور

ہکوار جاگو!

سُمّݨ دے پیاسو۔ کیہہ تئیں سُتے رہسو!
جڈاں کم تے اسو، تڈاں سوہݨے مٹھسو!
قلمکار جاگو۔ تے غمخوار جاگو!
حقدار جاگو۔ تے ہک وار جاگو!
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتّے رہسو؟

تھیے ہیر دے زلف سُناؤ۔ دھپڑے دے غم وچ نہ کہیں کوں دعاؤ
ڈیڈھے تے لولیاں نہ کہیں کُٹ ڈِسدے ولہرو دَھندولو تے سُتّے جگاؤ
سُمّݨ دے پیاسو۔ کیہہ تئیں سُتّے رہسو۔؟

اٹھو اٹھاؤ تے دِل چا ودھاؤ
جذبہ ودھاؤ، تے راہ چا ڈکھاؤ
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتے رہسو
جے نندراں کریسو، غلامی انیسو
نسلاں گلیسو، تے طعنے جھلیسو
سُمّݨ دے پیاسو کیہہ تئیں سُتے رہسو
جے شادی کریندو تاں قرضے چا چیندو
نک چا ودھیندو، تے شوکر ڈکھیندو
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں ستے رہسو!
جے جھیڑا کریندو تاں منڈاں مکیندو
زیناں وچیندو، تے ڈھونگی رلیندو
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتّے رہسو!
ودے کھاوݨ دے شیرو، نہ ساری نکھیرو
عقل دے اندھیرے ذہناں کوں پھیرو

ودے گھلے پھراؤ، کجھ تاں بچاؤ
مٹھو مٹھا نہ چاؤ، نہ بچڑے پٹاؤ
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتے رہسو
نکمے نکارو، عقل چا ونگارو
نحوست اتارو، تے خود کوں سدھارو
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتّے رہسو
جے عالم تے پیرو، تاں سوچاں نکیرو!
جے روشن ضمیرو، نہ خلقت کوں چیرو
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتّے رہسو
زردار کھا گئے، تے سردار کھا گئے
مکر کار کھا گئے، تے ہر دار کھا گئے
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتے رہسو
جے سہارا کریسو نہ چارا کریسو
کمارا کریسو، ودھارا کریسو
سُمّݨ دے پیاسو کیہہ تئیں سُتّے رہسو
جے بیدار تھیسو، تا باکار تھیسو!
علم دار تھیسو، صنعتکار تھیسو!
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتے رہسو
خود کار تھیسو، تاں جاں دار تھیسو
جے ہشیار تھیسو، حقّے دار تھیسو
سُمّݨ دے پیاسو، کیہہ تئیں سُتّے رہسو
جیڑھی کار کرو، ونگا تار کرو

رُباعی

نُستا ڈیکھ مقدّر دَل گئے
سچھ سونے دا شرموں ڈھل گئے
پر کھور آز انجام ایہو تھیئے
اکھ دی جا بھر ہٹا تل گئے
(راز جتوئی)

مرید حسین خاں
راز جتوئی
خانپوری
نومبر ۱۹۷۳ء

اکمیں کھول بہار ، تے عشق پیاس بجھالو
اپنی چاہ بالو ! ، ڈکھیں کوں تاں ٹالو
سمݨ دے پیاسو ، کیہہ تئیں سُتے رہسو
ہمت جیندے پلے ، قسمت اوندو دے تے
سبھو کم چلے ، تھیون سارے بھلے
سمݨ دے پیاسو ، کیہہ تئیں سُتے راہسو
جو محنت کریندے ، رب اونکوں تریندے

بجھا در بٹیندے ، تے سکھڑے دی ڈیندے
سمݨ دے پیاسو ، کیہہ تئیں سُتے راہسو
ایہو راز منو ! ، بیشک بھولا بھنو
نینگر نویں سنو ، سُݨو میڈے چینو
سمݨ دے پیاسو ! ، کیہہ تئیں سُتے رہسو
جڈاں کم تے آسو ، تڈاں سوہݨے تھیسو

کھتی کھنیدے بیٹھوں !

— راز جتوئی
مئی ۷۹ء

کون آہدے اساک تھی گیوں
نشان نظر نی آندا اصلی !
دشمن دی وت سُنجاݨ گیلنی
جیئں ہے ساکوں ڈنگیا ول ول !
بجے سب بھراوں ول ایہہ کیتا ہے
نکھڑ وادا ہے جیڑھا زوڑیں ،
اوتاں کنیں کیاہ ڈسے ڈیکھے !
منہ وچ اندھارے تھپکے مارے
توڑیں جو دشمن دی جھولی وچ ہے
آ جو گئے ہیں ڈیئݨ والیں
ارمان ایہہ ہے جو کانو کانوں
ملک اپنا ہے وسیب اپݨا
کوئی منے یا نہ منے
کیرھا لی چاندا جو ناز کیا ہے

اجاں تاں اکھیں ملیندے بیٹھوں
ہتر اندھارے پھلیندے بیٹھوں
گھر وچ اونکوں پلیندے بیٹھوں
کھیر ہتھوں پلیندے بیٹھوں
کیوں ہک بئے کوں الیندے بیٹھوں
کر کر منتاں رلیندے بیٹھوں
جینکوں آپاں ولیندے بیٹھوں
راہ تے ڈیوا بلیندے بیٹھوں
تاں وی آپ کوں شلیندے بیٹھوں
راہ وت اپݨا بھلیندے بیٹھوں
تہوں تاں گھاٹے جھلیندے بیٹھوں
تاں وی خالی جلیندے بیٹھوں
ہاں تاں اپݨا ڈلیندے بیٹھوں
دود معتا . بھلیندے بیٹھوں

زرعی نغمہ

راز جتوئی

جٹ دا ساتھی ڈھانڈھا ڈھور
ہناں ایندے ادکھی ٹور!

گنوئیں منجھیں کھیر پلاون، ڈاند تے سانھ ہل چلاون ✽ کھیت تے لاون ایہے زور، جٹ دا ساتھی ....
بھیڈاں بکریاں کرن داری، لیلے گلبے وچھے وارھی! ✽ پوری کرن وقتی لوڑھ، جٹ دا ساتھی ....
کھیتی کیتے کھاد بناون، لوڑھ جے پوڑے پاس کھواون ✽ اُن انہیں دی ڈیرے ٹور، جٹ دا ....
ہڈی چمڑا کم پیا آوے، کاریگر مزدور کماوے! ✽ کماون وپاری کرن سٹور، جٹ دا ....
کرچا لکڑیں دھاریں، انڈے چوڑے مو جہاں مارڑیں ✽ عرض سوائی تے رتھاں کھوڑے جٹ دا ....
سو کھا زناور سکھ ڈکھاوے نال خوشی دے جٹ کماوے ✽ عزت تھیوے ڈوڑی ڈوڑ، جٹ دا ساتھی ڈھانڈھا ڈھور
بنار، انید سے ادکھی ٹور!

گیت

راز جتوئی
ستمبر ۷۹ء

اج رھڑا ڈھول منائی کھڑی آں
ہیں سانگے سج، سجھائی کھڑی آں

کجھ ڈھوتیں راند ونجائی ہئی! تھئی اپنی کجھ وسلائی ہئی
ہین ذمے جو اپنے لائی کھڑی آں، اج ....

سبھو اپناں جان تے مان کیتم، ہیں اپنے لیکھے چان کیتم!
سب مخر غرور ونجائی کھڑی آں، اج ....

اج ہمیں ڈھول الایا ہے، چاپے مولا مارڑ وسایا ہے
ہیں ڈھولن کوں وند لائی کھڑی آں اج ....

بنیا موقعہ جو خوشیاندا ہے، تھوں ہار سنگار پیا بھاندا ہے
کیویں سوہنا دیس وٹائی کھڑی آں اج ....

اج سیج سہاگ سہیاں ہیں، سبھو راز دا حال ملیاں ہیں
ہم بکدی تاں پدھرائی کھڑی آں، اج رھڑا ڈھول منائی کھڑی آں
ہیں سانگے سیج سجھائی کھڑی آں

رہکوار جاگو!

سُمݨ ڈے پیاسو۔ کیہہ تئیں سُتے رہسو
جڈاں صوبہ پچھسو۔ تڈاں سوہݨے تھیسو

- فنکار جاگو تے غم خوار جاگو
حق دار جاگو تے ہک وار جاگو
سُمݨ ڈے ......

- اُٹھو اُٹھاؤ تے دِل چا ودھاؤ
جذبہ ودھاؤ تے راہ چا ڈکھاؤ
سُمݨ ڈے ......

- جے عاقل عقیلو تاں سرائیکی ایبیلو
جے سرائیکی اصیلو نہ مسئلہ ایہہ گھیلو
سُمݨ ڈے ......

- سرائیکی دے بالو سرائیکی سنبھالو
جانی جیالو لاچھاں چا پالو
سُمݨ ڈے ......

- ضداں ونجاؤ تے ہک تھی ڈکھاؤ
سرائیکی ملاؤ تے صوبہ بݨاؤ
سُمݨ ڈے ......

- جے جھیڑا اکریسو تاں جگ کوں کھلیسو
صوبہ ونجیسو غلامی نبھیسو
سُمݨ ڈے ......

- جے ذہنی امیرو تاں سوچاں لکیرو
جے روشن ضمیرو سرائیکی نہ چھیرو
سُمݨ ڈے ......

- جے بیدار تھیسو تاں ہُشیار تھیسو
جاندار تھیسو حصے دار تھیسو
سُمݨ ڈے ......

- ہمت جیندے پلے قسمت اوں ڈو ولے
سبھو کم چلے تھیون سارے بھلے
سُمݨ ڈے ......

- ایہو راز منو بیشک بھولا بھنو
نیشگر نویں سنو سنوݨ میڈے جنو

سُمݨ ڈے پیاسو۔ کیہہ تئیں سُتے رہسو

کلام:۔ راز جتوئی
خان پور
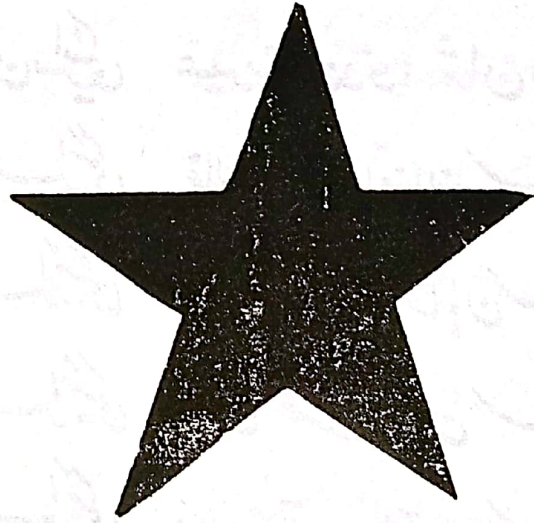
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
سوچ سرائیکی
فکرگار : مرید حسین خان راز جتوئی
تحریک سرائیکی - خان پور کٹورہ

الا اللہ ایقان سرائیکی | بعد اونندے ایمان سرائیکی

یاد کرن قرآن سرائیکی | قاری خوش الحان سرائیکی

حاجی عربستان سرائیکی | زائر نجف، ایران سرائیکی

عالم علم لسان سرائیکی | ذاکر دی ہے تان سرائیکی

ولیاں دے دربان سرائیکی | سوہنڑا ہے وجدان سرائیکی

شاعری دا سلطان سرائیکی | کافیں دا دیوان سرائیکی

۔ آزادی دا اگوان سرائیکی | دھرتی دی پہچان سرائیکی

دیس اُتوں قربان سرائیکی | غیرت مند دی شان سرائیکی

لفظیں دی دھتوان سرائیکی | غالب ہن اوزان سرائیکی

غزلیں دا گلدان سرائیکی | نظمیں دے شاہان سرائیکی

گل پھل دی مسکان سرائیکی | بلبل نغمہ خوان سرائیکی

رب دا ہے فیضان سرائیکی | ودھ تے ہے رجحان سرائیکی

پنجند تے مہران سرائیکی | فصلاں بانوبان سرائیکی

چھٹی دا میدان سرائیکی | میوے نخلستان سرائیکی

سیمنٹ ریگستان سرائیکی | پتھر کوہستان سرائیکی

اپنی نگری آپ وساتوں - پٹ انگریزی تھانے

فریدم

یورنیم دی ہے کان سرائیکی — چم ڈیون حیوان سرائیکی

اُنّ دل ہے دالان سرائیکی — کاریگر مردان سرائیکی

ہر شئے ہے ارزان سرائیکی — ملیں دا فُقدان سرائیکی

چاون ہر نقصان سرائیکی — محنت کش دہقان سرائیکی

کھاوِن سب کجھ خان سرائیکی — تاجر دا وی نان سرائیکی

ڈوہیں توں گردان سرائیکی — ایہو ہے ارمان سرائیکی

ڈُکھیں دے کپتان سرائیکی — دردیں دے درمان سرائیکی

ڈیون امن امان سرائیکی — ہر کوئی تھئے مہمان سرائیکی

نظریں وِچ پکوان سرائیکی — قابض تھئے گزران سرائیکی

گالھے نہیں انسان سرائیکی — تھیندے ہِن ہک جان سرائیکی

بھرپی دے خواہان سرائیکی — نفرت توں حیران سرائیکی

کوئی نئیں ہُن نادان سرائیکی — نینگر ہِن نگران سرائیکی

رہسن نہ بے جان سرائیکی — اُٹھسن ہُن جوان سرائیکی

وطن دا بحران سرائیکی — مسلئیں دا بھگتان سرائیکی

سنوان کرے میزان سرائیکی — صوبے دا عنوان سرائیکی

لیڈر تھئے انجان سرائیکی — نہیں کر دے اعلان سرائیکی

سرگودھا، ملتان سرائیکی — روھی تھل دامان سرائیکی

دیرہ غازی خان سرائیکی — سندھ بلوچستان سرائیکی

مٹھے مسلمان سرائیکی — سارا پاکستان سرائیکی

مٹھڑی ہے زبان سرائیکی — اُردو دی ہے جان سرائیکی

ٹی وی تے سُنسان سرائیکی — کالج وِچ فقدان سرائیکی

اُٹھی! شیر جوان سرائیکی — ہُݨ تاں کر کجھ دھیان سرائیکی

پیدا کر اذہان سرائیکی — آون ہُݨ ظاہران سرائیکی

شالا بس کرے جہان سرائیکی — کپّن خود جولان سرائیکی

ٹوٹے ٹِگے

نہ میں شاعر نہ ادیب
درد قومی تھئے نصیب
ایہو درد لکھیندا رہ گیاں
سُتے لوک جگیندا رہ گیاں

ذہن نہ ہُݨ بُجھے رہسن
سوچ سمجھ وِچ جُتے رہسن
نینگر اجیتاں جاگ پئے ہِن
ہُݨ نہ اونویں سُتے رہسن

منگدیں پِندیں حق نئیں مِلدا
زوریں حاصل کرنا پوندے
انہویں ہے تاریخ ڈسیندی
جیوݨ کیتے [illegible]

محرومی ہاں کوں کپ ویسی
اتے عرص [illegible] جب ویسی
دل توں پھسیں نہ ہیں بچساں
جڈاں پانی سر توں ٹپ ویسی

فکر کار: مرید حسین خان راز جتوئی
چوک سرائیکی خانپور کٹورہ ۱/۹/۸۷

سرائیکی جھنڈا

ہُݨ تاں سبھے چاؤ جھنڈا
شہر وستی لاؤ جھنڈا

راز جتوئی
5/5/89

رَتا پیلا ساوا جھنڈا
وفاق دا ساتھی پاؤ جھنڈا
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

ساوا رَتا پیلا جھنڈا
رو ہی رنگ رنگیلا جھنڈا
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

پیلا ساوا رَتا جھنڈا
جھومر دا ݙیندے پتا جھنڈا
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

روہی تھل دا مانی جھنڈا
سرگودھا، ملتانی جھنڈا
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

استحکام دا ضامن جھنڈا
دُعا امن دا دامن جھنڈا
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

ایس کیو ایم دے مینگر سارے
چڑھدے چلو عزم سہارے
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

کٹھے لگدو پیارے جانی
طاقت دی ہے ایہا نشانی
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

غاصبیں اگوں کندھی تھیود
مہاجر مقامی ہک تھی جیود
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

لہو جیکر دھرتی منگے
مینگر اج تاں کئی نہ سنگے
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

دھرتی اپݨی ہے محبوبہ
سرائیکستان ہے اپݨا صوبہ
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

ہر جا ایہو بکّو نعرہ
کندھی کندھی لکھو نعرہ
گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

جاگو ہُݨ تاں جاگو یارو
ہر غاصب دا گھنڈ اتارو
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

وانگ فقیراں حق نہ منگو
اٹھو! اپݨا حصہ گھنو
گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

ہر بندے کوں ایہو ݙسو
حق اپݨا لاہوروں گھنو
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

چھوڑو ہُݨ تاں ہوکے منجھاری
اونیں رہ گئی رات اندھاری
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

راز محرومیاں اَجاں کھولو
کُجھ تاں لکھو، کُجھ تاں بولو
گھر گھر تے لہراؤ جھنڈا
قومی آن بݨاؤ جھنڈا

جاگ سرائیکی جاگ

اجتاں ہے ایہہ راگ
ہر جا ایہو راگ
جاگ سرائیکی جاگ

ہُݨ نہ سُم توں جاگ
ست نیندراں تے جاگ
جاگ سرائیکی جاگ

جگ گھن اپنے بھاگ
جاگن تیڈے بھاگ
جاگ سرائیکی جاگ

کیوں پیا کھاندیں ساگ
نہ لبھسیا ول ایہہ ساگ
جاگ سرائیکی جاگ

نہ ݙے غاصب دے ہتھ واگ
ہُݨ اپنے ہتھ کر واگ
جاگ سرائیکی جاگ
جاگ سرائیکی جاگ

چوک سرائیکی۔ خانپور (کٹورہ)

فرمانِ فریدؒ - بزبانِ مرید

۱۔ کیوں ہر دی چالاتی جندڑی کوں۔ کیوں اینجھا آتا تھیا بیٹھیں
تیڈی چُپ نہ ٹرپ دا کیا مطلب؟ کیوں گنگا بانا تھیا بیٹھیں؟ کر جرات کجھ الاون سکھ۔ کر ہمت سنجھ بلاون سکھ

۲۔ کیندی حرص ہوس دا دادھا ہے۔ کیتیں ساری قوم آکائی ہے
کیتیں نفرت دا بج چھیٹا ہے۔ کیتیں اخوت اتھ دیخائی ہے؟ نال اوندا صاف ڈساون سکھ۔ کر جرات حق الاون سکھ

۳۔ کیتیں گھاٹا اینجھا کیتا ہے۔ کیتیں ادھا ملک کھسایا ہے
کیتیں قوم دفار کوں چٹ کیتے۔ کیتیں اینجھا مار مُسایا ہے؟ گل اوندا خود کپاون سکھ۔ کر . . . . . .

۴۔ ایہو تیڈا اوی تاں ویری ہے۔ کیوں دشمن کوں سنجر مینداں نی
ایں حق تیڈا جو کھادا ہے۔ کیوں ایکوں توں پکڑیندا نی؟ غاصب توں حق رساون سکھ۔ کر . . . . .

۵۔ کیوں سہارا ہے دا البھدا ہیں۔ کڈاں اے وت تیڈی گنڈا ہے
پھڑا عزم اپنی دا بندہ ہے اے تاں اپنے کیتے تنڈا ہے! خود آپ کوں آپ اٹھاون سکھ۔ کر . . . . . .

۶۔ کیوں ہمت تیڈی مکی اے۔ کیوں آپ کوں جا پھسایا ہے
کیوں آج نیکوں کئی چھیندا نی۔ کیوں اپنا حق کھسوایا ہئی؟ حق اپنا آپ ولاون سکھ۔ کر . . . . . .

۷۔ کیوں روز توں وینہ گھٹدا ہیں۔ کیوں تیڈی جیب کٹیندی ہے
کیوں گھر تیڈا اُج خالی ہے۔ کیوں مڈی پئی لٹیندی ہے؟ گھر اپنا آپ بچاون سکھ۔ کر . . . . . .

۸۔ کیوں سوچ وچار کریندا نی۔ کیوں بندا ہے دے وس دا ہیں
کیوں دھوکھا روز پیا کھاندا ہیں۔ کیوں مکر دل وچ پھسدا ہیں؟ اے مکر سبھ مکاون سکھ۔ کر . . . . . .

کیوں پاڑ توں آپ مریندا نی۔ کیوں ڈوہ ڈیندی وت قسمت تے
رب محنت کئی وچیندا نہیں۔ اور راضی محنت خدمت تے! خود آپ کوں آپ بناون سکھ کر . .

۱۰۔ کیوں اکھ تیڈی وت کُھلدی نی۔ کیوں اینجھا اپنا حال سہیں
کیوں آپ کوں ایں ویخایا ہئی۔ کڈیں ایندی دی پڑتال کیتی؟
نہ فریدؒ توں راز لکاون سکھ۔ کر جرات کجھ الاون سکھ۔ کر ہمت ہتھ ہلاون سکھ۔

واہ نظامی واہ!

مرید حسین خان راز جتوئی

کوان آہدے جو نظامی مر گئے
او تاں خود کوں کر امر گئے
محنت اوں ہئی اینجھی کیتی
ڈیوے شمع کوں روشن کر گئے
آخر نظامی پردہ پا گئے!
لکھ کتاباں ناں ودھا گئے
عملی کم دا ہا دیوانہ
رت اپنی دی جوت جگا گئے
در در تے وریہ دا ملاں کرتے
غافل ستے کئی جگوا گئے!
سرائیکی دا ہا خادم اصلی
خدمت دا او گر سکھلا گئے
محنت اونکوں بخشیا ڈا
جوڑ ہا جاتی! جو رُبا گئے
شالا رحمت رب دی ہووس
تن من اپنا سن لٹوا گئے
جیوݨ دا اوں راز ڈسایا
باقی ذمے ساڈے لا گئے

مثالی دھرتی

راز جتوئی

دُنیا دے کئی لوکیں توں ہے آپݨی شان نرالی!
مولا دا ہے ڈان اساکوں دھرتی پاک مثالی!
مدنی سائیں دا لڑ پکڑیوسے نوں نی اکھ ہئی بھالی
کرم کیتا ہا رب اساں تے جیئیں ایہہ راہ ڈکھالی
جمال الدین تے پیر سید ہا سوہݨاں راہ ڈکھایا
مسلم دی تھئی قسمت چنگی رب کیتی لجپالی!
محنت ہئی اقبال دی ایہہ جو ستیں کوں جگوایا!
قائد دی تھئی کوشش اینجھی ماری [illegible] اچھالی
بعد مدت دے ہوش آیا ہا قوم کیتی ہشیاری!
دورِ غلامی ڈیکھ گدھی ہئی مسلم خود پامالی
غیرت ساڈی جاگ پئی ہائی ہک مٹھ تھی گئے ہاسے
ایکے ساکوں رنگ ڈکھلایا، شمعِ آزادی بالی
ذمے اپݨے فرض ہے لگدا جیندا ایہہ ہے خاصہ
وعدیں رب تے عمل تھیوے رہن نہ محض خیالی
کوئی نہ حق کہیں دا کھاوے نہ ودت تھیوے جھیڑا
وانگ بھرانویں گذر تھیوے ٹبول آپ جابالی!
دین اسلام ہا دعویٰ ساڈا مولا یار بچاوے
نتالا آیاں تھیوون سچے کروں آپ سنبھالی
ہمت خصلت شرط ہے اصلی جے ایہہ ہووے جانی
راز صداقت کھلی جیڈاں آسی تاں خوشحالی

کیویں تھیسی پاکستان مٹھا - ؟

راز جتوئی

ٻھل آہداں اَج جوان مٹھا
بے تھیندو خود نادان مٹھا
تھیو ملک دے سب نگہران مٹھا
جھیڑاں لڑ سو وانگ لبنان مٹھا
جے چھیندو ملک دی جان مٹھا
بیندے غاصب پئین بحران مٹھا
جے چھیندے امن امان ـــ مٹھا
ہِک وِدھارے وِچ مستان مٹھا
چھوٹے صوبیں دلہے ودھیان مٹھا
ریہے غاصب ہجے جہان مٹھا
ایں ملک دا ہے نقصان مٹھا
تھیون جلدی پنج استان مٹھا
سرگودھا، جھنگ، ملتان مٹھا
اتھاں سرائیکی ہے پہچان مٹھا
ہٹے پنجواں ایہہ ایوان مٹھا
ہِن مہاجر اہلِ ایمان مٹھا
منورب و ... ایہہ فرمان مٹھا
نہ تھیوے کوئی مروان مٹھا
نہ تھیسی کوئی ویران مٹھا
رَل تھیسی جے گزران مٹھا
اتھاں ہر کوئی ہے مہمان مٹھا!
سچ تھیسی راز دا بیان مٹھا!

کر غور اُتے عنوان مٹھا
رَنج تھیسی دِل رحمان مٹھا
نہ تاں تھیسی بہوں ارمان مٹھا
دِل چڑھسی ہندوستان مٹھا!
ہتھ اپڑ دہر پشیمان مٹھا!
ایہہ حرصی ہِن حیوان مٹھا!
نہ ہٹدے خود شیطان مٹھا!!
ترے صوبے ہِن گمردان مٹھا!
سڈواں تھیوے ہتھ اوزان مٹھا!
ھنی اَج وسیسی مہران مٹھا
ہر مخلص دا اعلان مٹھا
مکے غلبے دا رحجان مٹھا
دِل رہسی تھل دا مان مٹھا
ایں لئے ہر کوئی ہے قربان مٹھا
خوش رہسی ہر انسان مٹھا
ہے سانجھا پیار تے شان مٹھا
کر ویک ہیٹے تے احسان مٹھا
نہ لگسے کوئی بہتان مٹھا
دِل آسی دور آسان مٹھا
وِل ودھسی سب دی آن مٹھا
بیار رہسی سب سامان مٹھا
جے بنسی سرائیکستان مٹھا

تاں تھیسی پاکستان مٹھا

آلس، عار تے آس

راز جتوئی

عزت دی ایہہ وست لوڑ — آلس وڈے ہن اصول چھوڑ

محنت دیوتا کر نہ عار — عار ہِے ڈیندی بیڑی بوڑ

بالی آلسی ڈیسے نہ لا یاری — سنگت ایندی جھکھن خواری

مزدوری توں جو عار کریندے — ڈیندے اے اوندی قسمت ہاری

آلس سٹ تے عار ونجا — محنت کر تے خوب کما

عزت ہِے اے دولت دی — عمل بنڑ تے عظمت پا

جے نہ اشاک تھیسیں — اینویں ہلاک تھیسیں

دشمن سوار راہسن — جے نہ چلاک تھیسین

نسلاں عقیل تھیسن — عالم وکیل تھیسن

جھوکاں نہ وِچ جانی — وارث اصیل تھیسن

جھوکاں آباد تھیسن — لوکی وی شاد تھیسن

کوئی نہ غلام ہوسی — سرائیکی آزاد تھیسن

آلس، عار تے آس

راز جتوئی

عزت دے اِیہہ وت توڑ — آلس ڈیوے ہِن اصولوں چھوڑ
محنت ڈیو تے کر نہ عار — عار ہِے ڈیندی بیڑی بوڑ

ہاں آلسی دے نہ لا یاری — سنگت ایندی ہِے ہِن خواری
مزدوری توں ہو عار کریندے — ویندی اے اوندی قسمت ماری

آلس سٹ تے عار ونجا — محنت کر تے خوب کما
عزت ہِے اہے دولت دی — سَتُمل بنڑ تے عظمت پا

جے نہ اُشاک تھیسیں — اینویں ہلاک تھیسیں
دشمن سوار راہسن — جے نہ چلاک تھیسین

نسلاں عقیل تھیسن — عالم وکیل تھیسن
جھوکاں نہ وِچ جانی — وارث اصیل تھیسن

جھوکاں آباد تھیسن — لوکی وی شاد تھیسن
کوئی نہ غلام ہوسی — سرائیکی آزاد تھیسن

اھدی روہی

ناز جتوئی، خانپور

اے روہی خاص روہیلیاندی
نئیں ہاکڑہ اتھاں وہندی ہئی
ہک ویلہے او گرداب تھیا
تہوں خلقت کھنڈی ونڈی ہئی
ہݨ ثقافت قدیم دا مدفن ہے
اینکوں پیر فرید دیاں دعائیں ہن
اتھ ہر کہیں دی مختاری ہئی
ہر ڈھانڈا وی بے واگا ہا
اتھاں لوکی شاکر رہندے ہن
اتھ ہر کوئی یار نظردا ہا
اے سانول گورے ہاندے ہن
جڈاں غربت ڈھپ ڈے ساڑے ہن
بے رحمت باراں وسدی ہئی
خوش تھیندیاں گنویں ہٹیاں ہن
جے لوکی تھیندے ماندے ہن
توڑیں بکھ نغارے وجدے ہن
حق غیر اِنہاندا کھاندے پن
اِنہاں مہریں دا گئی والی نی

اے ہیلک امن دی لولیاندی
اتھاں خلقت خوش خوش رہندی ہئی
اے علاقہ سب بے آب تھیا
اوں بھݨیں رزق دی منڈی ہئی
اے محبوب فرید دا مسکن ہے
ایندے گھاپوٹ سب ڈوائیں ہن
تہوں روہی ریت پیاری ہئی
نہ جھیڑا نہ کئی لاڳا ہا
اے بکھ مُلک ڈکھ رل تے سہندے ہن
ہک ہئے کوں ڈکھ تے ٹھردا ہا
نا واقف کوڑ دغا دے ہن
ایندے وارث ہر وچارے ہن
تاں بکھ تریہہ اتھوں لسندی ہئی
ڈھگ کھیر مکھݨ دیاں مٹیاں ہن
دل ڈھوے کافیاں گاندے ہن
نہ لے ہر اتھاہوں بھجدے ہن
وت رت اِنہاندی دھاندے پن
انہیں دی حالت کہیں ٹالی نی

اتھاں حاکم جو پنج عیبی ہے — او ڈوبی نے سٹ غیبی ہے
اینکوں نخوت دا جو دورہ ہے — تہوں رہندا ایہہ خود کھورہ ہے
این تعصبی طور چلایا ہے — اتھاں اپناں لوڑل وسایا ہے
جڈاں جاری ندی نالے تھئے — ایندے مالک باہر والے تھئے
ہاج تھی گئے غیر الاٹی ہن — جو کوڑے تے پڑہاٹی ہن
مُہڑن غیراں دے اتھ ڈیرے ہن — ایندے قابض ایرے غیرے ہن
اج انہاں دی اتھاں شاہی اے — حتی خلقت تھئی بے خاہی اے
جاپے انیت حاکم صاف نہیں — تہوں تھیندا کئی انصاف نہیں
جتھاں مجرم خود سردار ہووے — او گھر نہ کیوں تہبا رہوے
اینجھے راآزوی رب رکھیندا پئے — ہر غاصب کول آزمیندا پئے

روہی دیاں زمیناں مقامی لوکیں کوں ڈیتیاں ونجن
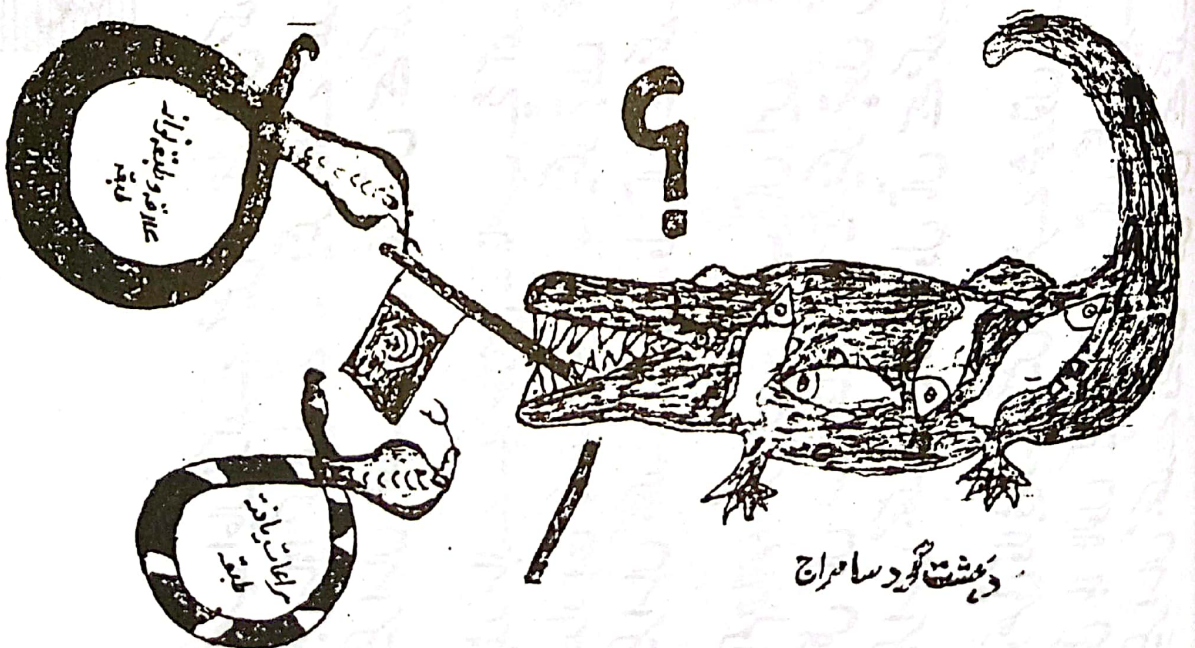
دہشت گرد سامراج

حق کھسنا پوندے!

رازؔ جتوئی

غاصب اجاں رُکدے نہیں ۔ حملے اجاں مُکدے نہیں
صبر ساڈا مُکداویندے ۔ نینگر ساڈے لُکدے نہیں
جیکر اساں جُھکدے ویسوں ۔ وَل تاں سبھے مُکدے ویسوں

لیڈر ساڈے بے سوز ہِن ۔ غاصب پَۓ آندے روز ہِن
تعداد وِچ وَدھدے ویندن ۔ نینگر تھوں غم دوز ہِن
جیکراساں جُھکدے ویسوں ۔ وَل تاں سبھے مُکدے ویسوں

حاکم جو ہمرازہِن ۔ غاصب تاں ایں مُمتاز ہِن
لوکل تاں سب مُحتاج تھئے ۔ نینگر تھوں نخ باز ہِن
جیکراساں جُھکدے ویسوں ۔ وَل تاں سبھے مُکدے ویسوں

اودھرتی وَلا ڈیندے نہیں ۔ چھڑے شورتوں ویندے نہیں
آئی بلا ٹالوں کیویں ؟ نینگر تاں گل پیندے نہیں
جیکر اساں جُھکدے ویسوں ۔ وَل تاں سبھے مُکدے ویسوں

اج لوکی اصل نادار ہِن ۔ غاصب تاں وَل زردار ہِن
ایہ فرق وَت کیویں گھٹے ۔ نینگر جو سب بیکار ہِن
جیکر اساں جُھکدے ویسوا ۔ وَل تاں سبھے مُکدے ویسوں

اج سُنڈا کوئی فریاد نی ۔ انجام کہیں کوں یاد نی
یقیں سبھو مِٹداویندے ۔ نینگر تھوں اج شاد نی
جیکر اساں جُھکدے ویسوں ۔ وَل تاں سبھے مُکدے ویسوں

مُٹھ تھی ساکوں وَ سَناپوسی ۔ ہر ہک کوں ایہ ڈسناپوسی
آپے تاں کئی ڈیندا نہیں ۔ رل مِل تے حق کھسناپوسی
جیکر اساں جُھکدے ویسوں ۔ وَل تاں سبھے مُکدے ویسوں

غاصب دِلوں بیزار ہِن ۔ گھرگھر دے وِچ ہتھیار ہِن
ایہ رازؔ اج ظاہر کرو ۔ نینگر تاں سب تنکتار ہِن
جیکر اساں جُھکدے ویسوں ۔ وَل تاں سبھے مُکدے ویسوں

بے حس لیڈر

ھر جبر کیوں سہندے ودو!
ڈردے ودو، ڈھہندے ودو
جھردے ودو، لہندے ودو،
لکدے ودو، چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو

نہ پہلے ایہہ پنجاب ھا
اِتھ حرص ھا نہ دُلاب ھا
ایہہ جبر ھا نہ عذاب ھا
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو

غفلت دا ایہہ انجام ہے
دھرتی گئی بے دام ہے
غیریں دا قبضہ عام ہے
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو

لیڈر جو وِک لئے لام تھئے
وَل اوپرے اِتھ دھام تھئے
حقدار سب ناکام تھئے
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو

وَدھدے ویندے ہِن چک اتھاں
ایہہ ہئی پئے ڈینہدن زک اتھاں
لوکل سبھے ہِن گگ اتھاں
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو

غیریں دا اِج اِتھ زور ہے
ممبر جو ھر کم چور ہے
نہ وِچ اسمبلی شور ہے
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو

آئی ساڈے سر سکرات ہے
غیریں دے گھر شبرات ہے
ہر لیڈر اج بے تات ہے
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو
ذہناں تے زنگ جو جام ہے
تھوں ہمت دا تھیا متام ہے
ہے غیرت دا ایہہ مقام ہے
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو
اوپریں دا اِتھ راج ہے
ہر سرائیکی اج محتاج ہے
غیریں دے ہتھ اج لاج ہے
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو
دھاڑاں تاں خود سُنڈے ودو
کیا ڈکھ دے کنڈے چُنڈے ودو؟
لُک تے چھڑا پُنڈے ودو
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو
نسلیں کوں استقبال ڈیو
مسئلے سبھے سنبھال ڈیو
ذہناں کوں استقلال ڈیو
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو
گھاٹا ہیا اصلوں نہ چاؤ
دشمن تے ہݨ پردہ نہ پاؤ
ایں راز کوں اج نہ لکاؤ
لکدے ودو چھپندے ودو، ہر جبر کیوں سہندے ودو

اساں باغی ھیں...؟

راز جتوئی

ساڈے غاصب سب درباری ہن ایہہ لوبھی چور شکاری ھن

ساڈے حق توں سب انکاری ھن اساں باغی ہیں، اساں باغی ہیں

ساڈیاں سنداں سب بیکار کرن ساکوں روزی توں انکار کرن

ساکوں جاݨ تے خود تہبار کرن اساں باغی ہیں، اساں باغی ھیں

انہاں دھرتی وی تاں کھسّی ھے ساڈے گل وِچ پاتی رسّی ھے

ساڈی گردن تاں اَج پھسّی ھے اساں باغی ہیں اساں باغی ہیں

توں تے عالم یا فنکار ھیسے بھاویں ہر قسمی ہشیار ھیسے

بیکار ھیسے! بیکار ھیسے! اساں باغی ھیں اساں باغی ہیں

ساکوں اصلوں نہ ایہہ سہندے ہن ساکوں مارݨ ایہہ تاں چہندے ہن

ساکوں فاقے ڈیندے ریندے ہن اساں باغی ھیں اساں باغی ھیں

ساڈے گھر زخمی ساڈے تن زخمی ساڈے پَر زخمی ساڈے من زخمی

ساڈا کرّ زخمی ساڈا فن زخمی اساں باغی ھیں اساں باغی ھیں

کیویں غاصب تے اعتبار کروں کیوں دشمن کوں اج یار کروں

کیوں ناگیں کوں وَل پیار کروں اساں باغی ھیں اساں باغی ہیں

اساں غاصب توں انکاری ھیں اساں حق دے اج تکراری ھیں

اِین جرم دے خود اقراری ہیں اساں باغی ہیں اساں باغی ہیں

کیوں رازؔ آپݨیں دا کھولوں نہ؟ کیوں ہاڑ غلط کوں چولوں نہ؟

کیوں حق دی خاطر بولوں نہ؟ اساں باغی ھیں اساں باغی ھیں

آزادی؟

رز جتوئی

ہر غاصب دی اِتھ یلغار ہِ اِتھاں محروم ہر حقدار ہِ
ہر محتاج اِتھ لاچار ہِ ایں بھار توں جندڑی چھڑاوٗ
آزاد خود بݨ تے ڈِکھاوٗ

امڑی دے جے لجپال ہوو دھرتی دے وَل رکھوال ہوو
بنڈے جے اپݨے والے ہوو ایں جھار توں جندڑی چھڑاوٗ
آزاد خود بݨ تے ڈِکھاوٗ

دھرتی دا اَج دعویٰ کرو غیرت کوں کجھ سوا کرو
رَدِّ غیر دا دھا وا کرو ایں جھار توں جِندڑی چھڑاوٗ
آزاد خود بݨ تے ڈِکھاوٗ

غیرت دا ایں اَثر ڈِکھاوٗ کر اَنج اپݨا گھر ڈِکھاوٗ
اَج اپݨے پاہیں تر ڈِکھاوٗ ایں جھار توں جندڑی چھڑاوٗ
آزاد خود بݨ تے ڈِکھاوٗ

لکھے دیو چ سب مرآہن ہِ جذبہ جنیندا دمساز ہِ
آزادی اُونڈا اعجاز ہِ ایں جھار توں جِندڑی چھڑاوٗ
آزاد خود بݨ تے ڈِکھاوٗ

آنجوانج؟

راز جتوئی

ہر آئے کوں اساں گل لیا ہا ، سبھو پیار اپنا ورتایا ہا
نہ کہیں کوں جو آزمایا ہا ، اساں نانگیں کوں گل لیا ہا
ڈنگ مار کوں پیار نئیں تھیندا ، ھُن رل تے گزارا نئیں تھیندا

نہ نیک انہیں دے ارادے ہن ، سب کوڑے انہیں دے وعدے ہن
نہیں اپنے کیتے وادے ہن ، انہاں حق ساڈے سب کھادے ہن
دغا باز پیار نئیں تھیندا ، ھُن رل تے گزارا نئیں تھیندا

لا وارث سرائیکی وادی ہے ، انہاں آتے ساری کھادی ہے
ہر حاکم انہاندا امدادی ہے ، ساڈی کیتی انہاں بربادی ہے
غاصب تاں پیار نئیں تھیندا ، ھُن رل تے گزارا نئیں تھیندا

ساکوں جیندا ڈیکھن چہندے نی ، ساکوں ساوا ڈیکھ کے سہندے نی
اے زک ڈیوݨ توں رہندے نی ، ایں ساکوں لے ہن ہاندے نی
حاسد تاں پیار نئیں تھیندا ، ھُن رل تے گزارا نئیں تھیندا

اے ماہر ہن عیاری دے ، کوڑے سنگتی ہن گنڈھ یاری دے
سب عادی ہن خرکاری دے ، اے لائق نہیں کہیں یاری دے
کھوٹا تاں پیار نئیں تھیندا ، ھُن رل تے گزارا نئیں تھیندا

اے ڈسدے موٹے جھوٹے ہن ، پر ذہنوں اے تاں چھوٹے ہن
اے دل دے بیا ملوں کھوٹے ہن ، انہاں کھادے ساڈے کوٹے ہن
خود غرض پیار نئیں تھیندا ، ھُن رل تے گزارا نئیں تھیندا

اساں ازلوں پاکستان ہسے ، نہ غیر ملکی مہمان ہسے !
ایں دھرتی دے انسان ہسے ، پر روزی توں گردان ہسے
ویری تاں پیار نئیں تھیندا ، ھُن رل تے گزارا نئیں تھیندا

اساں راز انہاں دا گولیا ہے ، اصل اندر انہیں دا پھولیا ہے
ہر عمل انہیں دا تولیا ہے ، انہاں جان تے سر کوں رولیا ہے
ظالم تاں پیار نئیں تھیندا ، ھُن رل تے گزارا نئیں تھیندا

سرائیکی کا مینارۂ نور ــــ راز جتوئی

رازؔ تیر شبی میں ایک روشن ستارہ ہے۔ جس کی پُرنور ضیاء میں بھٹکے ہوئے مسافروں کو اُن کی منزل کا نشان ملتا ہے۔ انہوں نے اپنی اَن تھک محنت اور جدوجہد سے خوابِ غفلت میں ڈوبی ہوئی سرائیکی قوم کو بیدار کیا۔ اور اُن کی منزل کی نشاندہی فرمائی۔ استحصالی ٹولے اور غاصبوں سے ہوشیار کیا۔ اور اپنے غصب شدہ حقوق طلب کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ اُس مینارۂ نور کی ضیاء پاشیوں سے سارا سرائیکستان مُنوّر ہوتا جا رہا ہے۔ تاریکی چھٹ رہی ہے، اب سحر نمودار ہونے والی ہے۔ سوئی ہوئی قوم اب جاگ رہی ہے۔

رازؔ کی شاعری اور تحریروں نے محوِ خواب لوگوں میں ایک ولولہ اور روح پھونک دی ہے۔ اب سرائیکی لوگ بیدار ہو چکے ہیں۔ اُن کو اپنے غصب شدہ حقوق کا بخوبی علم ہو چکا ہے۔ اور سرائیکی جوش جہاد کے دھارے میدانِ عمل میں اُتر آئے ہیں۔ اور اپنے حقوق کے حصول کے لئے سر پہ کفن باندھ لیا ہے، یہ تمام کریڈٹ رازؔ جتوئی کو جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کی سرائیکی نظموں اور تحریروں نے ایک جوش اور ولولہ پیدا کر دیا ہے۔ میں اُن کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

خدا اُن کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ وہ اِسی طرح اپنی پُرجوش اور ولولہ انگیز تحریریں ثبت کرتے رہیں اور انقلابی تخلیقات جاری رکھیں۔

تحریر۔ خادمِ سرائیکی **اللہ بچایا خان عنبر**
آف مبارک پور

اصل نسخہ

جن عام انسان کے جائز حقوق کی خاطر آپ جدوجہد کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے دیہاتوں میں جا کر اس سے رابطہ کیا ہے؟

جو ناانصافیاں اور اس کا ظالمانہ استحصال ہو رہا ہے کیا آپ نے اس کا احساس اُسے دلایا ہے؟

کیا اس مایوس انسان کو حوصلہ اور زبان دینے کی کوشش آپ نے کبھی کی ہے۔ اس محنت طلب اصل کام سے گریز کیوں ہے؟

کیا آپ نے اس کو احساسِ کمتری سے نکالنے کی تدبیر کی ہے؟

کیا آپ نے اسے یہ شعور دیا ہے کہ وہ اپنے جائز اور چھینے ہوئے حقوق کھل کر طلب کر سکے؟

کیا آپ نے اس کو علم اور ہنر کے فوائد کا قائل کرنے کی کوشش کی ہے؟

کیا آپ نے اس بے خود انسان کو آپس میں لڑا کر کمزور کرنے والوں کی سازش سے آگاہ کیا ہے؟

کیا آپ نے اسے آزادی کے فوائد اور غلامی کے نقصانات سے آگاہ کیا ہے؟

کیا آپ نے اس سے بالادست اور مسلط طبقے کے خوف کو دُور کیا ہے؟

کیا آپ نے اس کو یہ بتایا ہے کہ ہم پاکستانی ہونے کے ساتھ ساتھ سرائیکی بھی ہیں جیسا کہ پنجابی سندھی بلوچی اور پٹھان ہیں۔ وہ تو اس پر فخر کرتے ہیں اور ہم سرائیکی کہلوانے سے شرماتے کیوں ہیں؟

کیا آپ نے اسے یہ بھی بتایا ہے کہ ہم چار کروڑ سرائیکی پاکستان بھر میں قدیم سے ہوتے ہوئے بھی پنجابیوں سندھیوں بلوچوں اور پٹھانوں جیسے صوبے زبان اور وجود سے محروم ہیں۔

کیا آپ نے یا آپ کے ساتھیوں نے اس کو یہ بتایا ہے کہ اس کے حصے کی دھرتی ملازمتوں صنعت اور تجارت پر بیرونی عناصر کو قابض کر کے اسے غلام بنانے کی سازش کی گئی ہے؟

عزیزانِ من! اگر آپ نے یہ ضروری کام خاطر خواہ کیا ہوتا تو منزل جلد پا چکے ہوتے اب تو اس طرف توجہ دیجئے!

دعا گو راز جتوئی

ہائے سوجھل سئیں!

اُستاد فِدا حسین گاڈی دی یاد وچ

از جستوئی

فدا قوم تے فدا ہا کر سب کجھ فدا گئے
ہا غلامی دا دشمن تے آزادی دا حامی
گالھیں نئے بھوئیں تے ترس ہا اونکوں آندا
دِل ہس نِماٹا نا ہا رہندا الجھما ٹا
غریبیں یتیمیں دا ڈکھ ہس سوایا
ہا جہالت دا ویری تے مایوسی دا منکر
جھیڑے بکھیڑے نہ ہن اونکوں بھاندے
لوک سانجھ دا بانی ہا سب دا او جانی
ہا عاشق سرائیکی تے ہمدرد اصلی
او دل دا حسین ہا رکھدا نہ چین ہا

سدا یاد رہسی او کر جو وفا گئے
آزادی دا رستہ او ساکوں ڈکھا گئے
خود جو سوجھل ہا سئے سیاپے ٹا گئے
عمراں او ساری دُکھ تے بنجھا گئے
در در تے ونج تے او ڈکھڑے ونڈا گئے
ہا جو خود عالم او لکھاں پڑھا گئے
سانجھاں کرا گئے کرا یکا وسا گئے
توڑیں ہا او لیڈر پر خادم سڈا گئے
فکر وند ہا رہندا او وڈھارا کرا گئے
جھوکاں لڈا گئے تے سب کوں رُوا گئے

مُجاہد جتوئی

ناانصافیوں اور لگاتار استحصال کے خلاف احتجاجی مظاہروں تقریروں اور
تحریروں پر مجاہد جتوئی اور ان کے ساتھیوں پر مقدمات درج ہیں اور ان کے بھائی
ظفر جتوئی اور قمر جتوئی کو جھوٹے مقدمات میں گرفتار بھی کیا گیا۔

بحضور خواجہ غلام فریدؒ

مجاہد جتوئی خانپوری

رسالہ اختر اپریل ۷۶ء

تعارف

ناں مجاہد اقبال خاں، تخلص مجاہد جتوئی۔ نوڑے سن دے ایہجے شاعر ہن، محمد نواز خاں صاحب خوشتر جتوئی دا شاگردی دعویٰ رکھیندن تے صاحب یار خاں صاحب چاندیہ پکا لاڑاں والے کوں آپناں اتالیق سمجھدن! ۱۱ مئی ۱۹۵۱ء کوں جمے جائے۔ ایں طرحاں انہاں دی عمر پونے اٹھاراں سال بندی اے، قوم تے وطن دا درد آپ کوں گھٹی وچ ملی اے۔ ایں وسیب دی اصلاح دا جذبہ رکھیندن۔ مصرع طرحی تے لکھن دا خیال زیادہ رہندے، سٹیج دی ادائیگی مجاہدانہ ہے، پر اثر تے مخصوص دے انداز دی وجہ کنوں وڈے وڈے اہل کلام داد ڈیوݨ تے مجبور ہوندن۔ معاف ڈیسو جو انہاں دی عمر دے نال نال انہاں دا فن شاعری دی اُچائی تے پختہ تھیندا ویسی۔

خان پور اچ مجاہد جتوئی آپݨے والد گرامی سردار مرید حسین خاں جیرے تے بزرک بانڈ جاہ کمپنی دے وچ پنجویہ سال سیلز مین رہے ہن، نال کاروبار کریندن۔ تجارت پیشہ لوکیں اچ ڈاڈھے مقبول ہن تے ایہا وجہ اے، جو انہاں دے والد گرامی انہ مرچنٹس ایسوسی ایشن خان پور دے صدر ہن تے ادبی سرگرمیاں دی وجہ کنوں آپ بزم فرید خان پور دے جنرل سیکرٹری ہن!

توں بے شک ہیں خواجہ ولایت دا راجہ
عالم علم دا تے عامل عمل دا
جاتو سچا تو، توں ذات احدؐ کوں
کڈھیں وچ مسیتیں کڈھیں گر دوالے

تیکوں رب جوڑیا ہے سلطان سوہݨاں
سرائیکی داہیں توں قدردان سوہݨاں
منیندوں اساں، ہیں توں عارف قلندر
کڈھیں ونج گلیندیں توں گرجے تے مندر

تیڈے راز اَنجن تے انداز اَنجن   بحرِ بیکراں ہیں توں اَن کھٹ سمندر

کڈھیں دید پونھیاں بیٹھا کھول ڈہدیں

پڑھیں رات ڈینھاں توں قرآن سوہناں

روہی وَسایو تے اینجھی چھکایو   جو اَج تئیں روہیلے پئے ڈیندن دُعائیں

جتھاں پیر پایو اُتھاں ہن بہاریں   تے سوہنیاں پیاں گھلدِن بہاری ہوائیں

ٹبے ٹوبھے ٹیلے تے گھا بوٹ لانے   واہ خوش تھی ڈسیندن تہاڈیاں ادائیں

جھمراں پئے لیندن تے خوشیاں منیندن

پئے تیں توں گھلیندن او جندجان سوہناں

ثنامیاں نوائے نی تے اوکم ڈکھائے نی   تیڈیاں واراں اَج تئیں پیا گمدے زمانہ

ادب ساں پولیندے تے لب کوں کھلیندے   تے ڈکھ آ سٹیندے ہرا پناں بگانہ

سخن سنج اعظم منیندا ہے عالم   تے علم و عمل دا اے پایاں خزانہ

توں حق سچ دا پیر ہیں تے بلنیک فقیریں

بلاشک اَساڈا ہے ایمان سوہناں

ہمہ اوست والے مقامیں توں ٹپ گئیں   تیڈا شان رب نے ہے اینجھا وَدھایا

مریدیں کوں غاریں دے وِچ وَنج بچایا   ڈِوا تے تسلی تُساں دل بدھایا

اینکوں ختم کرا نید سِر قلم کر   کرم کر رحم ساں تُساں ہا اَلایا

وَلا آ شہنشاہ ہا پیریں تے ڈُھٹھا۔
تیڈا رب بنٹایا وَڈّا شان سوہنٹاں

فخرِ جہاں دا فخر توں ہیں سوہنٹاں — تیں اپنے دیوانیں تے ادفیض کیتے
مَے خانے وحدت دا بنٹ گیوں توں ساقی — ڈِتے جام بھر بھر کول خود رَج تے پیتے
سخی ہیں توں منڈھ دا تے ہتھوں نہ سنگوڑیو — تیڈے در تے آوِن ہیر شیر چیتے

تیڈا اُچّھ پناہ ہے نبیئیں دا سرور
تے مشکل کشا شاہِ مردان سوہنٹاں

مِٹھن کوٹ اُتے ایجھا فیض کیتو — جو ہر ویلھے پڈ سدے اوگل پُھل بہاراں
چا چڑ پچھاندے جتھاں بن گویندے — مدح تے صفت دے قصیدے ہزاراں
تیکوں جئیں سڈیا ہے مدد ہوندی کیتو — بھلا نام تیڈا کیویں میں وساراں

مجاہد ہِئی بُردا تے نوکر ہِئی دردا
ایندا محافظ تے نِگران سوہنٹاں

مجاہد جتوئی سرائیکی تحریک میں

الحمدللہ کا شکر گزار ہوں کہ آج سرائیکی قوم کا تقریباً ہر نوجوان ہر جگہ فعال ہے اور جو کچھ بھی اس سے ہو سکتا ہے کر رہا ہے یہ بڑی اُمید افزا بات ہے اِن میں کچھ نادان دوست اور نام نمود چاہنے والے ہیں۔ انکو پیار سے سمجھانے کی ضرورت ہے، مخلص نوجوان ہر تحریک کا سرمایہ ہوتے ہیں اور انہی کی قربانیوں سے ہی تحریک کامیاب ہوتی ہے، میں مایوس ہرگز نہیں ہوں۔

میرے فرزند مجاہد جتوئی نے اپنی بساط سے بہت زیادہ کام کیا ہے اس نے میرے کام کو سائنسی انداز سے آگے بڑھایا، یعنی اس نے اعداد و شمار اور سرکاری ریکارڈ سے ان ناانصافیوں کو ثابت کیا، جس سے مخالفین نے لاجواب ہو کر اخباری بیانات میں حسبِ عادت بدحواس ہو کر ہم کو وفاق اسلام اور پاکستان دشمن قرار دیا جس سے پنجاب کے چند حقائق پسند دانشوروں نے ہمارے موقف کو صحیح تسلیم کیا، اسی طرح مجاہد نے یہ معرکہ تو جیت لیا، لیکن مجھے اعتراض ہے کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے علماء مہاجروں اور قدیم آبادکاروں کو پنجاب کی بیوروکریسی کی سازشوں سے آگاہ کر کے اپنا ہمدرد بنانے پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی، ہمارے سب نوجوان کو آئندہ اس ضروری کام پر زیادہ محنت کرنا چاہیئے۔ ہمارے پاس شواہد اور دلائل اس قدر واضح اور ناقابل تردید ہیں کہ انکو کوئی عاقل انسان تو رد کر ہی نہیں سکتا، جیت آخر سچ کی ہوتی ہے، شاباش آگے بڑھتے رہیئے

دُعاگو:۔ ریاض جتوئی

سرائیکیو سوچو تمہیں کیا ملا

- کوئی تمہیں سندھی کہہ کر نفرت کرتا ہے اور کوئی تمہیں پنجابی کہتا ہے .... کیوں؟
- تمہارے علاقے کے وسائل پر تمہارا کوئی حق نہیں رہا .... کیوں؟
- تمہارا نوجوان بے روزگار دھکے کھا رہے ہیں .... کیوں؟
- تمہاری روہی۔ دھندی۔ تھل۔ داماں تم سے چھین لیے گئے .... کیوں؟
- تم نے جن لوگوں کی عزت کی، انہی نے تم سے نفرت کی .... کیوں؟
- تم نے لوگوں کو پناہ دی۔ لیکن خود اپنے گھر میں مہاجر بنا دیئے گئے ہو .... کیوں؟
- تمہارے علاقے میں میڈیکل اسکول۔ ہسپتال نہیں ہیں .... کیوں؟
- تمہارے علاقے میں کارخانے نہیں لگتے .... آخر کیوں؟
- کتنے جج آف ہائی کورٹ، سپریم کورٹ سرائیکی ہیں؟
- کتنے کمشنر، ڈپٹی کمشنر، ایس پی سرائیکی ہیں؟
- کتنے سفیر، ڈپلومیٹ سرائیکی ہیں؟ — کتنے جرنیل، فوجی آفیسرز سرائیکی ہیں؟
- کتنے سی ایس پی۔ پی سی ایس، آئی سی ایس سرائیکی ہیں؟
- کتنے سرائیکی پی آئی اے، سٹیل مل و دیگر محکموں میں آفیسرز ہیں؟
- کتنے سرائیکیوں کو چولستان اور تھل کی زمینیں الاٹ کی گئی ہیں؟
- کتنے سرائیکیوں کو بہاولپور میڈیکل کالج میں داخلہ دیا جاتا ہے؟
- کتنے سیکرٹری، جوائنٹ سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری سرائیکی ہیں؟
- تم نے کبھی سوچا، تمہارا جرم کیا ہے ________ ؟
- کیا تم پاکستانی نہیں ہو ________ ؟
- اگر، پاکستانی ہو تو تمہیں تمہارا حق کیوں نہیں ملتا ________ ؟

ذرا غور تو کیجیے کہ سرائیکی کے تمام اعلیٰ تعلیم و تربیت یافتہ نوجوانوں میں سے چند بھی باصلاحیت نہیں تھے؟

• سرائیکی سماج کی شکست و ریخت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے!

ہمارے حقوق تھالی میں رکھ کر کوئی ہمارے دروازے پر دستک نہیں دے گا!

ہوم ورک کے بغیر سیاست کی جائے گی تو جگ ہنسائی ہوگی

سرائیکیوں کے سوا ہر قوم اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے

سرائیکی لوگ ایک دوسرے کے کام آنا کب شروع ہوں گے؟

ہم زندگی کی جنگ آخری مورچے میں کھڑے ہو کر لڑ رہے ہیں!

عام آدمی یہ سوچنے میں حق بجانب ہے کہ

سرائیکی سیاستدان چپ کیوں ہے

مظلوم لوکیں دے معصوم سوال

باہر لے ملکیں وچ پاکستان دے تقریباً ۶۰ سفیر ہن جنہاں وچوں تقریباً ۴۰ پنجاب وچوں ہن سوال سرائیکی یا سرائیکی علاقے نال تعلق رکھݨ والے کتنے ہن ______ ؟

باہر لے ملکیں وچ ۳۰۰ اتاشی ہن / لیبر اتاشی / پریس اتاشی / دفاع اتاشی وغیرہ سوال اُنہاں وچوں کتنے سرائیکی علاقے نال تعلق رکھیندن ۔ ______ ؟

تقریباً ۱۰۰ ملکیں وچ پاکستان دی حکومت دے دفاتر ہن / سوال / اُنہاں وچ کتنے سرائیکی کم کریندن ۔ ______ ؟

بری ، بحری ، تے نیوی دے اعلیٰ عہدیدار / سوال / کیا کوئی سرائیکی علاقے نال تعلق رکھدے ۔ ______ ؟

آئی جی - ڈی آئی جی / حساس اداریں دے سربراہان / سوال / کیا اُنہاں وچوں کوئی سرائیکی ہے ۔ ؟

سیکرٹری / جوائنٹ سیکرٹری / ڈپٹی سیکرٹری / انڈر سیکرٹری سوال کیا پورے وسیب وچ کوئی بندہ ایں اہلیت دا کینی ۔ ؟

سپریم کورٹ ، ہائی کورٹ ، شریعت کورٹ ، [illegible] کورٹ ، سیشن کورٹ ، سول کورٹس دے ججز / آخر سرائیکی علاقے وچوں کیوں نی گھدے ویندے ۔ ؟

سی ایس پی ، پی سی ایس ، آئی سی ایس ، سی ایس ایس دے ماتحت سول سروسز وچ / آخر سرائیکی کیوں نی آسگدے ۔ ؟

پنجاب دے ۹ ڈویژنیں وچ کتنے کمشنر / ایڈیشنل کمشنر / ڈی آئی جی / سرائیکی لاتے گن ؟

پنجاب دے ۳۶ ضلعیں وچ کتنے ڈی سی / ایس پی ۔ اے ڈی سی جی ۔ اے ایس پی تے ایں سطح دے بئے عہدے دار / سرائیکی ہن ؟

پنجاب دیں تقریباً ۹۰ تحصیلیں وچ کتنے اے سی ، ڈی ایس پی ، مجسٹریٹ تے ایں سطح دے بئے عہدیدار / سرائیکی دھرتی نال تعلق رکھدن ۔ ؟

پنجاب دیں ۹ یونیورسٹیں وچوں سرائیکی علاقے کوں صرف [illegible] ڈتی گئی ہے (بہاولپور یونیورسٹی پہلے توں موجود ہئی) کیوں ۔ ؟

انہیں دے ۹ وائس چانسلریں وچوں کتنے سرائیکی یا سرائیکی علاقے نال تعلق رکھدن ۔ ؟

پنجاب دے ۱۷ میڈیکل کالجیں وچوں صرف ۲ سرائیکی علاقے وچ ہن / انہاں [illegible] تدریسی عملے وچ کتنے سرائیکی یا سرائیکی علاقے نال تعلق رکھدن ؟

پنجاب دے بجٹ وچوں کتنا حصہ سرائیکی علاقے کوں ڈتا ویندے ۔ ؟ [illegible] علاقہ آبادی وچ [illegible] فیصد تے رقبے وچ ۷۰ فیصد ہے ۔

کتنے انجینئرنگ کالج ، زرعی یونیورسٹیاں ، ریسرچ سنٹر ، ٹی وی سنٹر / سرائیکی علاقے وچ قائم کیتے ہن ؟

کتنے مالیاتی ادارے [illegible] ہن مثلاً بعض جیہیں تصرف ، اکلو میٹر دے فاصلے تے اسٹیٹ بنک موجود ہن تے پورے سرائیکی علاقے وچ صرف ملتان وچ ادھوری شاخ قائم کیتی گئی اے ۔ ؟

ملکی انڈسٹری دا کتنے فیصد دی سرائیکی علاقے وچ کینی لاتا گیا — کیوں ۔ ؟ کیا اتھاں خام مال کینی ۔ یا مزدور کینی ؟

ملکی سطح تے مختلف مقاصد کیتے جیہڑے ونجھ والے وفود وچ سرائیکی علاقے دی نمائندگی بالکل نی ہوندی ۔ ؟ کیوں ۔

اعلیٰ تعلیم کیتے وظیفے / سکالرشپ کنوں سرائیکی علاقے کوں کیوں محروم رکھیا ویندے ۔ ؟

کتنے سرائیکی ادبی ثقافتی اداریں کوں حکومت دی سرپرستی حاصل ہے ۔ ؟

آخر ہر علاقے کنوں سرائیکی علاقے دے پاسے ہجرت دا سیلاب کیوں جاری اے ۔ کیا سرائیکی دھرتی اتے وسائل لُٹ دا مال اے ۔ ؟

آخری سوال — کیا سرائیکی علاقے وچ وسݨ والے ۳ کروڑ لوک نااہل ہن / کیا اے لوک غلام رہݨ کیتے پیدا تھین ۔ ؟ کیا انہیں دی پاکستانیت مشکوک اے ۔ ؟

جواب دا منتظر ، سرائیکی علاقے دا ہر انسان

(لکھت : مجاہد جتوئی)

خزانہ خالی ہے ؟

تخت لہور کے قیدی سرائیکو ! غور سے دیکھو ،

سرائیکی علاقے میں ضروریات زندگی مہیا نہیں ہیں ۔ کہا جاتا ہے "خزانہ خالی ہے " دوسری طرف موٹروے کے لئے ۲۴۲ ½ سو کروڑ کوٹ لکھپت سے چند فرلانگ فاصلے کیلئے ۸ ½ سو کروڑ ۔ باب پاکستان گرینڈ ہال ۔ وزیراعظم ہاؤس ، بلٹ ٹرینوں کے منصوبے ، چیئر لفٹ ، ڈرائی پورٹ ، انٹر پورٹ بن رہے ہیں ، آسمان میں سیارے جا رہے ہیں ، نئے طیارے آ رہے ہیں ، فلائی اوور تعمیر ہو رہے ہیں ۔

اخبارات میں چھپنے والے ٹینڈر نوٹس غور سے دیکھو ! ۹۹ حقیقی منصوبے پنجاب میں ۔ ایک کاغذی منصوبہ سرائیکی علاقے میں ۔

تمہارے لئے ۔ نوکریوں پہ پابندی ہے مگر ان کا جی چاہتا ہے اپنے لوگ بھرتی کر لیتے ہیں ۔ پنجاب کے چند شہروں کیلئے دولت کے دریا بہہ رہے ہیں ۔ نوٹ چھپ رہے ہیں ۔ ملکی غیر ملکی امداد مل رہی ہے ۔

تمہارے نمائندے ۔ تمہیں ملازمتیں نہیں دلا سکتے ۔ ایک بار دھوکہ دینے کے لئے لاکھ دو یا کروڑ دو کا کاغذی منصوبہ خیرات میں لیکر آتے ہیں تو یوں احسان جتاتے ہیں جیسے اپنی جیب سے عطا فرما رہے ہوں ۔

ان سے پوچھیں ۔ کہ یہ اسلام آباد کے گیسٹ ہاؤس لاہور کے پیپل ہاؤس ، چنبہ ہاؤس سیون کلب ، قومی اور صوبائی اسمبلی میں کیا لینے کہ تمہارے آئینی حقوق بیچ آتے ؟؟؟ یہ مفاد پرست ۔ لوگ تمہیں پنجاب کے ہاتھ بیچ کر مزید غلامی ، جہالت ، بیماریاں پسماندگی اور مزید بے روزگاری لے آتے ہیں ۔

سرائیکی علاقے کو پنجاب کا " اٹوٹ انگ " کہنے اور سمجھنے والے تاریخ کے مجرم جواب دیں ۔

کیا واقعی خزانہ خالی ہے ۔ ؟؟؟

اور اگر خالی ہے تو کس کے لئے ۔ ؟؟ تمہارے لئے !

امہ جنگ لاہور (4) 20 اپریل 1992ء

سرائیکی احباب کے مطالبات۔ ایک نظر میں

حرفِ تمنا

ارشاد احمد حقانی

سرائیکی دوستوں اور بھائیوں نے اپنے مطالبات پر زور دینے کے لئے مختلف تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں۔ آپ قبل ازیں پاکستان سرائیکی پارٹی کے نائب صدر کا مراسلہ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ آج سرائیکی قومی موومنٹ کے سیکرٹری جنرل جناب مجاہد جتوئی کا عنایت نامہ پیش خدمت ہے۔ اس میں وہ تمام مطالبات یکجا کر دیئے گئے ہیں جو سرائیکی احباب کے نزدیک توجہ طلب ہیں۔ اس خط کی اشاعت کا فائدہ یہ ہو گا کہ سرائیکی آبادی کے مطالبات ایک نظر میں سامنے آ جائیں گے اور ان میں جس قدر وزن ہے اس کا اندازہ کرنے کا بھی موقع ملے گا۔ زیر نظر مراسلے سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ جتوئی صاحب خاصے مایوس ہیں لیکن بایں ہمہ انہوں نے اپنے خیالات کے اظہار پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ وہ عید کے روز جدہ سے لکھتے ہیں:

جناب ارشاد احمد حقانی صاحب

السلام علیکم۔ محترمی! اپنے قیام پاکستان کے دوران ایک سرائیکی تنظیم کے عہدیدار کی حیثیت سے میں دیگر ذمہ دار صحافیوں کے علاوہ آپ کو بھی ہمیشہ متعلقہ لٹریچر ارسال کرتا رہا۔ ماہ فروری میں ہی میں نے آپ کو ایک خاصا طویل پلندہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ارسال کیا تھا جس میں سرائیکی علاقوں اور سرائیکی انسان سے روا رکھی جانے والی زیادتیوں کے دستاویزی ثبوت بھی ساتھ تھے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ آپ کے پاس بہت زیادہ ڈاک سرائیکی علاقہ سے آئی ہے جس کی رسید آپ نے گزشتہ دنوں ایک مکمل کالم اور اس سے قبل ایک کالم میں ضمنی تذکرہ سے دی۔

محترم حقانی صاحب! سرائیکی مسئلہ کو ارباب بست و کشاد نے کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا اور نہ ہی کبھی یہاں کی نمائندگی کرنے والے حضرات نے نمائندگی کا حق ادا کیا۔ ذاتی مفادات اور چیمبر ہاؤس کی قیام گاہوں پر یہ سب کچھ قربان کر آتے ہیں۔ صحافی حضرات بھی اکثر اوقات اس مسئلہ پر افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آپ کے پاس سرائیکی علاقے سے بہت زیادہ ڈاک اس لئے آئی ہے کہ آپ حالات و واقعات کا متوازن انداز میں تجزیہ کرتے ہیں جس میں کسی حد تک صداقت کی خوشبو ہوتی ہے۔ مورخہ 31 مارچ 92ء کے کالم [illegible] "سرائیکی بھائیوں کے گلے شکوے" کے عنوان سے آپ نے ایک جگہ لکھا ہے "مجھے اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے کوئی انکار ہے اور نہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ صوبائی حد بندیوں کی از سر نو تعیین سے پہلے ان محرومیوں کا علاج کرنے کے لئے کچھ نہ کیا جائے"۔ محترم حقانی صاحب! انصاف کی توقع تو نہیں پھر بھی اتمام حجت کے لئے آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں۔ خود کو مکمل طور پر قنوطیت کے سپرد کر دینے سے یہ بہر حال بہتر ہے...... سرائیکی مسائل کی نشاندہی اجمالی طور پر دو فاضل مکتوب نگاران نے کر دی ہے مگر جیسا کہ کہتے ہیں خوئے بد را بہانہ بسیار جس طبقے کے پیدا کردہ یہ مسائل ہیں ان تک ابلاغ اور قوم کو گواہ کرنے کے [illegible] سرائیکی چارٹر آف ڈیمانڈز آپ کے سامنے رکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

ظاہر ہے کہ ہمارا سب سے اہم [illegible] بنیادی مسئلہ تو اپنے تشخص کی [illegible] ہے اس کا ایک ذریعہ [illegible] بھی ہو سکتا ہے مگر میں اس وقت اپنی بات کو آپ [illegible] کے [illegible] میں محدود کرتا ہوں۔ ہمارے چند مطالبات [illegible] ہیں

(1) سرائیکی زبان کو تسلیم کیا جائے (2) سرائیکی علاقے میں غیر مقامی لوگوں کی ہمہ قسمی جدید آباد کاری کو روکا جائے (3) سرائیکی علاقہ کے تمام تر وسائل کے علاوہ وفاقی بجٹ سے بھی ایک معقول حصہ سرائیکی علاقے میں بنیادی ضروریات

ممیں پہنچانے کے لئے مختص کیا جائے (4) چولستان کی زمینوں کی الاٹ منٹ میں ہونے والی 8 لاکھ کنال کی دھاندلی کا ازالہ سرکاری ریکارڈ میں موجود سابق پلاننگ ڈائریکٹر باقر علی خان کی رپورٹ کی روشنی میں کیا جائے (5) اس دھاندلی میں ملوث لوگوں کو سخت ترین سزائیں دی جائیں (6) ضلع رحیم یار خان کی تین تحصیلوں خان پور' صادق آباد اور لیاقت پور میں سرکاری چٹھی نمبر سی ڈی ای 275 کے ذریعے غیر مقامی لوگوں کو دی گئی 2 لاکھ 62 ہزار 647 کنال زمین کی الاٹ منٹ فوری طور پر منسوخ کی جائے (7) ضلع بہاولپور میں لاہور سے جاری ہونے والے ایک فرمان نمبر 820/91/726 کے تحت 6 لاکھ 25 ہزار 263 کنال زمین پنجاب کے نمبرداروں کو دینے کا فیصلہ فوراً واپس لیا جائے (8) تھل کے 8 اضلاع میں 8 لاکھ 40 ہزار کنال زمین بیرونی قبضہ گیروں سے واپس لے کر صرف مقامی لوگوں کو دی جائے (9) راجن پور دھندی اسٹیٹ کی 14 لاکھ 40 ہزار کنال اراضی کے فراڈ کو مکمل طور پر ختم کیا جائے (یاد رہے کہ بحوالہ قومی پریس روزنامہ جنگ مورخہ 11 فروری 92ء کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ضلع راجن پور میں 33971 کنال اور ضلع لیہ میں 35 ہزار 920 کنال کی جعلسازی تسلیم کی ہے جبکہ اصل فراڈ ساڑھے 14 لاکھ کنال کا ہے) (10) خواجہ غلام فریدؒ کی وقف املاک دکانات مکانات اور 92 ہزار 529 کنال زمین کی تمام تر آمدنی سے علاقے میں تعلیمی ترقیاتی اداروں کے علاوہ وسیع بنیادوں پر کلچرل کمپلکس اور اکیڈیمی قائم کی جائے (11) ضلع رحیم یار خان میں نئے درج کرائے جانے والے ایک لاکھ 20 ہزار اور ضلع مظفر گڑھ کے 50 ہزار نئے ووٹوں کی لسٹیں خارج کی جائیں (بحوالہ الیکشن کمیشن روزنامہ جنگ مورخہ 7 نومبر 91ء) (12) سرائیکی علاقے میں جاری رکھی گئی فرقہ وارانہ کشیدگی اور خونریزی کو ختم کیا جائے (13) سرائیکی علاقوں میں بہاریوں کو نہ بسایا جائے (14) ملتان یا بہاولپور [illegible] اسٹیشن [illegible] جب تک یہ نہیں ہوتا اس وقت تک لاہور ٹی وی سے روزانہ دو گھنٹے کا سرائیکی پروگرام چلایا جائے (15) زکریا یونیورسٹی ملتان' اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خاں کے وائس چانسلر مقامی قابل افراد میں سے مقرر کئے جائیں (16) ہر سطح کی عدلیہ اور انتظامیہ میں بہر صورت مقامی افراد کو ترجیح دی جائے (17) ڈیرہ غازی خاں اور بہاولپور میں اسٹیٹ بنک کی شاخیں قائم کی جائیں

(18) چولستان پر عرب شیوخ کو ٹھیکہ پر دینے سے جو آمدنی ہوتی ہے اسے صوبائی یا قومی بجٹ میں ظاہر نہیں کیا جاتا ایک سو کروڑ سے زائد اس رقم کو صرف اور صرف چولستان پر خرچ کیا جائے (19) کوٹ مٹھن اور چاچڑاں شریف کے درمیان پل تعمیر کیا جائے یاد رہے کہ دریائے راوی پر 2 پل موجود ہیں جبکہ [illegible] بنائے جا رہے ہیں۔ سکھر کے مقام پر دو پل موجود ہیں ایک اور بنانے کا منصوبہ ہے جبکہ نشتر پل کے لئے سابقہ حکومت کے دور میں مختص کی گئی 77 کروڑ کی رقم الٹے تللوں پر خرچ کر دی گئی (20) سندھ اور بلوچستان کی طرح سرائیکی نوجوانوں کو بھی فوج میں ترجیحی بنیادوں پر شامل کیا جائے۔

محترم حقانی صاحب! دو چار برس کی بات نہیں یہ آدھی صدی کا قصہ ہے۔ ہم نے ہر دروازے پر تسلسل سے دستک دی ہے ایک در آپ کا کالم سہی..... کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ پاکستان کے خمیر میں حادثوں کا انتظار کیونکر شامل ہو گیا ہے' نہ ہم نے جگ بیتی سے کچھ سیکھا اور نہ ہی آپ بیتی سے۔ سوویت یونین کے حشر نے ثابت کر دیا ہے کہ جبر و استحصال اور آہنی پردوں سے تلخ حقائق کی پردہ پوشی ممکن نہیں ہے سرائیکی خطے سے متعلق تلخ حقائق آپ کے توسط سے ارباب بست و کشاد اور قوم کے سامنے ہیں۔ آج ہم تو [illegible] مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہیں [illegible] حقیقت کی جگہ نی پڑے۔

خیر اندیش مجاہد جتوئی

سیکرٹری جنرل سرائیکی قومی موومنٹ پاکستان

حال مقیم جدہ

روزنامہ جنگ لاہور (4) 27 اپریل 1992ء

سرائیکی علاقے کے مسائل کی بحث حرفِ آخر

حرفِ تمنا

ارشاد احمد حقانی

سرائیکی خطے کے مسائل پر کچھ بحث ہو چکی ہے لیکن ابھی تشنگی کا احساس باقی ہے۔ مجھے ملنے والی ڈاک سے اندازہ ہوتا ہے کہ عام لوگوں نے اس بحث میں گہری دلچسپی لی ہے۔ یہ ڈاک مجھے صرف سرائیکی بولنے والے اضلاع سے نہیں ملی، پورے ملک بلکہ بیرون پاکستان سے بھی ملی ہے۔ ایسے اہم مسئلے پر فکر و نظر کا اختلاف فطری بات ہے۔ سینکڑوں خطوں میں دو چار خط ایسے بھی آئے ہیں جن کے لکھنے والوں نے اس بات پر بڑی خفگی کا اظہار کیا ہے کہ میں نے یہ بحث کیوں چھیڑی۔ ان کے نزدیک میں نے اس بحث کے ذریعے قومیتوں کے مسئلے کو ہوا دی ہے اور اس سے پاکستان کی یکجہتی اور وحدت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ مجھے اس رائے سے ہرگز اتفاق نہیں ہے۔ جو مسائل موجود ہیں اور کروڑوں لوگ جن میں دلچسپی رکھتے ہیں، ان پر بحث سے گریز شترمرغ کی روش ہے کہ طوفان کو آتے دیکھ کر اپنا سر اور منہ ریت میں چھپا لیا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ مسئلہ یا طوفان موجود نہیں۔ حالیہ بحث شروع کرنے پر مجھے لاتعداد لوگوں نے اپنی پسندیدگی کے خطوط لکھے ہیں اور کہا ہے کہ سرائیکی بولنے والوں کے خیالات، جذبات اور مطالبات کو اظہار کا موقع دے کر آپ نے ایک خدمت انجام دی ہے۔ مجھے درجنوں تار موصول ہوئے ہیں کہ ایک پسماندہ خطے کے مطالبات کا تذکرہ ملک کے سب سے بڑے اخبار میں کر کے آپ نے کروڑوں سرائیکیوں پر ایک احسان کیا ہے اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہماری آواز کو سننے اور سنانے والے موجود ہیں۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ خطہ لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک صحافی نے اگر ہمارے جذبوں کو نمایاں کیا ہے تو اس سے ہم یہ سمجھے ہیں کہ پنجاب میں حق اور انصاف سے کام لینے والوں کی کوئی کمی نہیں۔ اس سے ہمارے جذبات کی تلخی میں نمایاں کمی آئی ہے اور ان میں ایک اعتدال پیدا ہوا ہے۔ ہمیں امید کی ایک کرن نظر آئی ہے۔ آپ کے کالم کیتھارسس (اخراج و اصلاح جذبات) کا ذریعہ بنے ہیں۔ یہ بحث ابھی کئی روز چل سکتی ہے لیکن فی الحال میں اسے بند کر رہا ہوں۔ سرائیکی اضلاع سے آنے والے خطوط کے مطالعے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ ان اضلاع کے باسی سچے اور مخلص پاکستانی ہیں اور ان کی حب الوطنی لائق احترام ہے۔ ان کے مسائل کی سنگینی سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خدا جلد وہ دن لائے کہ پاکستان کے تمام پسماندہ اور پچھڑے ہوئے علاقوں اور وہاں کے مکینوں کے ساتھ انصاف ہو۔ اس امر کی صداقت میں کوئی کلام نہیں کہ پاکستان میں بین الطبقاتی اور بین العلاقائی عدم مساوات اور اونچ نیچ بہت زیادہ ہے اور مراعات یافتہ طبقات کی گرفت بہت مضبوط ہے لیکن عوام کا شعور اور ان کی حب الوطنی مجھے یہ حوصلہ اور اعتماد دیتی ہے کہ موجودہ ناانصافیاں زیادہ دیر باقی نہیں رہ سکیں گی۔ عدل اجتماعی (سوشل جسٹس) کے تقاضوں کی تکمیل ہی پاکستان کا اہم ترین داخلی مسئلہ ہے۔ دوسرے بہت سے مسائل اس اصل اور جڑ کی فروع اور شاخیں ہیں۔ ہم سب کو پاکستان میں ایک عادلانہ اسلامی معاشرہ وجود میں لانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ یہ مقصد حاصل ہو گیا تو بہت سی شکایات خود بخود رفع ہو جائیں گی۔

میں نے زیر نظر موضوع پر آنے والی تمام ڈاک غور سے پڑھی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سے اچھے خط ابھی تک شائع نہیں ہو سکے لیکن جو کچھ شائع بھی ہوا ہے اس سے مسائل کی تفہیم، توضیح، تشریح اور تنقیح میں کافی مدد ملی ہے۔ میں اپنے تمام مراسلہ نگاروں کا شکر گزار ہوں۔ ذیل میں میں ان حضرات کے ناموں کی فہرست دے رہا ہوں جن کے گرامی نامے مجھے ملے اور جن کا میں نے مطالعہ کیا۔ عین ممکن ہے کہ چند خطوط کا تذکرہ اس فہرست میں نہ ہو کیونکہ ڈاک کی کثرت کی وجہ سے بعض مراسلات ضائع بھی ہو سکتے ہیں۔ جن حضرات کے شکریے کے تار مجھے موصول ہوئے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

جناب حبیب اللہ خیال جنرل سیکرٹری نئی روشنی ایسوسی ایشن، جناب ظہور احمد دھریجہ ایڈیٹر روزنامہ جھوک، جناب قمر اقبال جتوئی، شیخ فیاض الدین کونسلر بلدیہ، چودھری محمد اسمٰعیل (صحافی)، سردار حامل کمال ڈاہر چیئرمین بلدیہ خانپور، ایس ایم ریاض الدین کونسلر بلدیہ، سردار محمد نواز ایڈووکیٹ، رئیس حضور بخش وائس چیئرمین بلدیہ خانپور، میاں صادق احمد دین پوری چیئرمین یونین کونسل دین پور شریف، سردار بشیر احمد خاں جتوئی رکن ڈسٹرکٹ کونسل، سردار حبیب اللہ خاں جتوئی چیئرمین یونین کونسل کوٹلہ پٹھان، میاں محمد اسلم ایڈووکیٹ، خان محمد خان ایڈووکیٹ، جان محمد اور لیس صاحب ایڈووکیٹ، مرزا ارشاد بیگ صدر پریس کلب خان پور۔

ان خواتین و حضرات کے مراسلات مجھ تک گزشتہ چار پانچ روز میں پہنچے ہیں۔ فی الحال وہ اسی رسید کو کافی سمجھیں۔

جناب ایم شریف رستم، ماڈل ٹاؤن فیصل آباد۔ محمد عبدالستار انصاری، کسوکی روڈ کاموکی۔ انیس الرحمٰن، کالج روڈ خانیوال۔ حامد اصغر شاہین سحر، صدر سرائیکی قومی موومنٹ ڈیرہ غازی خان۔ عنایت علی صاحب چک قادا ڈاکخانہ چکوڑہ ضلع چکوال۔ حمید اللہ خاں صاحب اسلام پوری، موچھ ضلع میانوالی۔ حاجی محمد یونا، فاروقیہ کالونی شاہدرہ غربی۔ محمد اشفاق صاحب، قیصر چوہان صاحب، رحیم یار خان۔ ڈاکٹر شوکت امان اللہ، جناح کالونی فیصل آباد۔ مرید حسین راز جتوئی، خانپور۔ محمد اسلم کورائی، المعروف ساول فریدی، رانی پور ضلع خیرپور سندھ۔ پرویز اقبال صاحب لیہ، قمر اقبال جتوئی چوک میلاد، خان پور۔ شیر خان خوشو، انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور۔ محمد اطہر ملک صاحب، ملتان۔ ملک عاشق حسین جمن ایڈووکیٹ، مظفر گڑھ (مرکزی نائب صدر سرائیکی ہالی کمیٹی)، حبیب اللہ خیال صاحب پریس رپورٹر، مہتاب اختر قریشی، جسٹس حمید خان کالونی، نشتر روڈ ملتان۔ محمد مالک صاحب، راولپنڈی۔ قیصر صدیق، ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ محمد آصف چوہان ایڈووکیٹ بہاولپور، ملک قادر بخش تھہیم ایڈووکیٹ، ضلع کچہری ملتان۔ طاہرہ خاں صاحبہ لاہور، عدنان اکبر بھگو تحصیل چونیاں، ضلع قصور۔ عاشق بزدار صاحب مہرے والا، راجن پور۔ اعجاز احمد خاں صاحب ضلعی صدر سرائیکی لوک سانجھ، رحیم یار خان۔ شہزاد حمید درانی بہاولپور، ایس آر ملک صاحب اسلام آباد، مہر غلام فرید محلہ شکاری، احمد پور شرقیہ۔

محمد نواز فریدی، الہ آباد تحصیل لیاقت پور، ملک عتیق الرحمٰن، تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔ محمد عبداللہ کمبوہ جنرل سیکرٹری انجمن فلاح کمبوہاں، احمد پور شرقیہ۔ امیر عباس امیر نائب صدر فینکر سرائیکی سنگت، سب تحصیل خان بیلا عباس نگر، راول روہیلہ، چاچا وستی، احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور۔ م۔ الف صاحب واہ کینٹ، مبشر علی بزدار صاحب، حافظ عبیدالرحمٰن خواجہ محلہ خواجگان، خانپور۔ احسان احمد اعوان، صدر بازار رحیم یار خاں۔ ریاض انور صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، دی مال لاہور۔ محمود قاسم اعوان جوہر آباد ضلع خوشاب۔۔ سید زین العابدین بخاری، صدر سرائیکی سٹوڈنٹس فیڈریشن رحیم یار خاں۔ محمد عمر وقاص اولڈ آفیسرز کالونی، رحیم یار خاں۔ محمد افضل بہبود خان ایڈووکیٹ، سیکرٹری جنرل پاکستان سرائیکی پارٹی، احمد پور شرقیہ۔ عامر وقاص صاحب ٹاؤن شپ لاہور، چودھری اعجاز احمد ریلوے روڈ، گجرات۔ افضل مسعود صاحب سیکرٹری جنرل پاکستان سرائیکی پارٹی، ملتان۔ ساول بھٹی صاحب سرائیکی شاگرد سانجھ، خان پور (رحیم یار خاں) وحید الرحمٰن صاحب اقبال نگر، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ مظفر قادر محلہ قادر آباد، ملتان۔ محمد ایوب قریشی، تحصیل بازار بہاولنگر۔ راشد عزیز صاحب نزد ور خواستی چوک خان پور۔ دانیال سعید بہاولپور۔ مشتاق احمد صاحب چنیوٹ۔ محمد سلیم بلوچ ضلع ڈیرہ غازی خان، ندیم شاہ مرکزی چیئرمین سرائیکی نوجوان محاذ، ملتان۔ مس مسرت اعوان صاحبہ بہاولپور۔ جناب جاوید اقبال، کلور کلوٹ۔ کامران اشرف صاحب، اویس حمید صاحب، طارق بن زیاد کالونی ساہیوال۔ وحید الرحمٰن، اقبال نگر ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ ڈاکٹر میاں عاشق ظفر بھٹی، مرکزی سیکرٹری جنرل سرائیکستان نیشنل فرنٹ ضلع مظفر گڑھ۔ امام بخش حشمت صاحب تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔ نذیر احمد تمکی صاحب کوٹ ادو، ڈاکٹر عبدالرؤف خان لودھی فرید گیٹ، بہاولپور۔ ظفر جتوئی ایڈیٹر سرائیکی آواز خان پور، محمد اجمل کھاکھی ملتان، وسیم خٹک، فوارہ چوک اٹک شہر۔ خالد محمود ڈاھا لیاقت آباد، کراچی۔ سید صفدر علی گیلانی ایڈووکیٹ ضلع رحیم یار خاں۔ ایم صدیقی فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

سرائیکی صوبے کے مطالبے کی تحریک

علیحدہ سرائیکی صوبے اور سرائیکی زبان کی تحریک اب ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی ہے جس کو کوئی بھی مستقبل کا سیاست دان پس پشت نہیں ڈال سکتا لیکن مجھے اس کالم میں جس بات کی نشاندہی کرنی ہے وہ یہ ہے کہ وہ سیاسی عمل تھا جس نے ان تحریکوں کو ایک شدید ضرورت بنا دیا اور جنوبی پنجاب کے بسنے والوں کی محرومیوں اور تلخیوں کو اس قدر نمایاں کر دیا کہ اب اور دانشوروں کی طرف سے اگر مخالفت کی گئی جیسا کہ میں نے تحریک کی تصنیف "آؤ پنجابی کو قتل کریں" کے حوالے سے نشاندہی کی تھی، دراصل جو ملک مختلف قومیتوں اور ثقافتی و لسانی گروہوں کا مسکن ہوتا ہے اس میں مختلف قومیتوں کی ریاستی اور حکومتی سطح پر پذیرائی ہمیشہ ایک پیچیدہ اور طویل عمل ہوتا ہے۔ کیونکہ بنیادی طور پر جو حکمران حکومت اور ریاست پر قابض ہوتے ہیں وہ بالعموم وحدانی طرز حکومت کے حامی ہوتے ہیں کیونکہ وہ بالعموم مفاداتی گروہوں، سرمایہ دار اور جاگیردار طبقوں سے آتے ہیں اور ان پر وہ طبقوں کی بنیادی ضرورت ایک مضبوط مرکز کی ہوتی ہے اور مضبوط مرکز مختلف قومیتوں کی نفی کرتا ہے۔ اور ان کے حقوق کو تسلیم کرنے سے گریزاں ہوتا ہے۔

پاکستان میں اہم اور پاکستان کے قیام اور اس سے پہلے کی جو تسلیم شدہ قومیتیں تھیں ان میں سندھی، بلوچی اور پشتون موجود تھے۔ گو ان کو بھی شروع میں بحیثیت قومیت کے تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ ان کو صرف صوبے تسلیم کیا گیا، لیکن آہستہ آہستہ ان چھوٹے صوبوں کے حق خود اختیاری کی تحریک کے عمل کے دوران مختلف لسانی اور نسلی قومیتوں نے بھی اپنی شناخت پر اصرار شروع کیا جس کے نتیجے میں مطالبات ان قومیتوں کو تسلیم کر لیا گیا ہے لیکن اس پورے عمل اور جدوجہد کے دوران جیسے جیسے عوامی شعور میں اضافہ ہوا سیاسی تحریکوں اور سیاسی عمل نے جب عامۃ الناس کے شعور کو بیدار کرنا شروع کیا تو مختلف علاقوں کے پچھڑے ہوئے وہاں کے باشندوں کو اپنی شناخت کا احساس نہیں شروع ہوا بلکہ [illegible] یہ بھی احساس ہونے لگا کہ ان کے صوبوں کے کچھ حصے ترقی پذیر ہیں جنہیں مال و دولت سے وافر حصہ مل رہا ہے۔ تعلیم اور نوکریوں میں بھی ان کے وارے نیارے ہو رہے ہیں جب کہ ان کے مقدر میں غربت، جہالت، بیماریاں ہی ہیں انکو انصاف کے لئے رحیم یار خان ڈیرہ غازیخان سے چل کر لاہور تک کا سفر طے کرنا پڑتا ہے اور اپنے کاموں کے لئے لاہور کے سیکرٹریٹ کی طرف کثیر رقم خرچ کر کے رخ کرنا پڑتا ہے اور وہاں کرسی پر بیٹھا صاحب ان کی سرائیکی زبان سے بھی ایک حد تک نابلد ہوتا ہے۔ پہلے یہ احساس بلوچستان اور صوبہ سرحد کے باسیوں میں ہوتا تھا لیکن اب یہ خود پنجاب کے جنوبی حصوں کے رہنے والوں کو بھی ستانا شروع کر رہا ہے۔ کیونکہ مختلف علاقوں کی ترقی میں عدم یکسانیت ہوتی ہے۔ [illegible] عدم یکسانیت [illegible] اصل الگ شناخت، قومیت اور بالآخر علیحدگی کے مطالبے پر منتج ہوتی ہے۔ یہی عمل ہم نے برصغیر کی تقسیم کے وقت دیکھا اور یہی تلخ واردات تھی جس نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں تبدیل کر دیا۔ کیا ہم اس وقت سب پاکستانیوں کو ایک قوم، اور مسلم ملت واحدہ نہ جانے کن کن باتوں سے منسوب کر کے اپنے دل کو تسلیاں دیا کرتے تھے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہم آج سرائیکی کے بارے میں ٹھنڈے دل سے غور کریں، یہ درست ہے کہ سرائیکی زبان کا جہاں تک تعلق ہے وہ صدیوں پرانی ہے لیکن اس کے باوجود آج سے نصف صدی پہلے تک ہم نے سرائیکی زبان کو ایک الگ زبان منوانے کا مطالبہ نہیں سنا تھا اور سرائیکی کے الگ صوبے کا نعرہ تو یہی کوئی دس بیس برس کی پیداوار ہے یہ درست کہ سماجی علوم کے ترقی پسند ماہرین یہ ہمیشہ کہتے رہتے تھے اور آج بھی کہتے ہیں کہ انگریز کے زمانے میں جو صوبے وجود میں آئے تھے وہ کسی سائنسی اصول پر وضع نہیں کئے گئے تھے بلکہ یہ صوبے ان کی انتظامی ضرورتوں کے تحت وجود میں آئے تھے اور جب آزادی کی تحریک کے دوران سیاسی عمل شروع ہوا تو ایک ہی صوبے میں سے کئی قومیتوں نے جنم لیا اور ان قومیتوں کی بنیاد پر نئے انتظامی یونٹ وجود میں آئے، ہندوستانی پنجاب میں یہ عمل بہت پہلے وہاں کے حکمرانوں نے تسلیم کر لیا اور مشرقی پنجاب، ہریانہ، ہماچل پردیش اور پنجاب کی قومیتوں اور [illegible] کے انتظامی یونٹوں میں تقسیم ہو گئے۔

ویسے ہمارا پنجاب بھی بنیادی طور پر تین مختلف علاقوں پر مشتمل ہے ایک طرف مرکزی یا سنٹرل پنجاب ہے۔ دوسری طرف سرائیکی علاقے ہیں اور تیسری طرف پوٹھوہار کے علاقے ہیں میرے نزدیک جس طرح جلد یا بدیر سرائیکی صوبے کی آواز بلند ہو کر خاصی تندرست و توانا ہوتی جا رہی ہے۔ اسی طرح آج کل پوٹھوہار والے بھی اپنی شناخت کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے۔ اب ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے ان زبانوں یا جن کو آج ہمارے کچھ دانشور لہجے کہتے ہیں میں پروگرام ہوتے ہیں لیکن آخر یہ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے کچھ لوگوں نے سنٹرل پنجاب کے لہجوں یا زبان کو اپنا لہجہ یا زبان تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن یہ لہجے اور زبان کا اختلاف دراصل مادی محرومیوں کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ جس طرح برصغیر میں مسلم اقلیت کی

میرا کالم
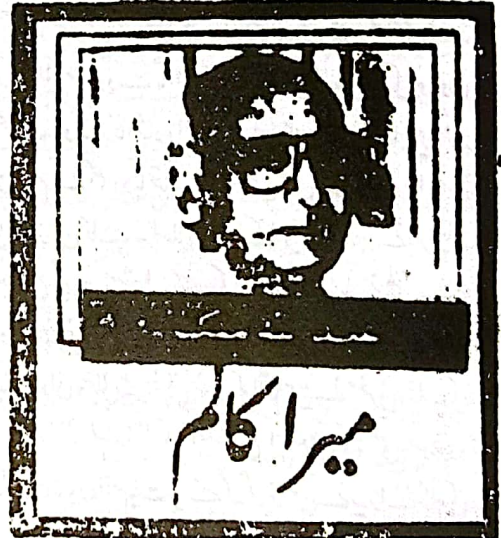
محرومیوں نے اپنے اظہار کے لئے ایک اہم ذریعے کا کام دیا اور یہی پھر زندگی اور موت کا مسئلہ بن گیا آج سندھیوں، بلوچوں، پختونوں کے لئے نسلی اور لسانی اختلافات ان کی مادی محرومیوں کے لبادے بن گئے ہیں اسی طرح اردو اشرافیہ اب پھر زبان کے تقدس کے نام پر ایک نئے خطے کے لئے ظاہراً اور باطناً مصروف جدوجہد ہو رہی ہے۔

ان حالات میں جب ایک طرف مشرقی بنگال کے باشندوں کی عددی اکثریت کو گھٹا کر مغربی پاکستان کے برابر کرنے کے لئے پنجابی اور مہاجر سیاست دانوں اور افسر شاہی نے ون یونٹ کا ڈول ڈالا تو اس نے پاکستان کی سیاست میں ایک ایسے تضاد کو جنم دیا جو آج تک حل نہیں ہو سکا۔ ون یونٹ بھی کا ختم ہو چکا لیکن اس ون یونٹ کے قیام نے جو زہر ہماری سیاست میں گھول دیا اس کی تلخی اور زہرناکی نے ایک طرف مشرقی پاکستان کو ہم سے جدا کیا تو دوسری طرف سندھ اور دوسرے چھوٹے صوبوں کی محرومیوں کے احساس کو زبردست مہمیز لگا دی۔ ون یونٹ کے خلاف بھرپور جدوجہد نے تمام چھوٹی چھوٹی قومیتوں جنہیں ابھی پوری طرح اپنی شناخت بھی معلوم نہیں تھی ان کو بھی اپنی شناخت کی تلاش کے لئے جدوجہد کرنے کا ادراک بخشا اسی ون یونٹ کے دوران جب رائٹرز گلڈ کی تشکیل کا ڈول ڈالا گیا تو صدر ایوب کے مشیروں قدرت اللہ شہاب وغیرہ نے اپنی ساکھ اور اپنی ترقی پسندی کی لاج رکھنے کے لئے علاقے کے ادب اور شناخت کی تلاش کی راہیں خود ہی بچھائیں چنانچہ خود قدرت اللہ شہاب کے ایک ملتانی دوست وکیل اور ادیب کے ذریعے غالباً پہلی بار باقاعدہ کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا اور سرائیکی کی اہمیت کا احساس دلایا گیا۔

ایک اور مضبوط مرکز کے حامی حکمرانوں اور ان کی سیاست کے بطن سے ہی ہمیشہ علیحدگی کی تحریکیں جنم لیتی ہیں اور ان تحریکوں کے جلو میں علیحدگی پسند تحریکوں کی بنی سے ہی کونپلیں پھوٹتی ہیں اگر تو ان تحریکوں کو صحیح اور حقیقی عدم مرکزیت سے مطمئن کر دیا جائے تو یہی تحریکیں ایک مضبوط قوم کے قیام کے لئے ممد و معاون بن جاتی ہیں ورنہ ان میں ہی بالآخر پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ جب پاکستان دولخت ہو گیا اور ذوالفقار علی بھٹو نے مغربی پاکستان میں اقتدار سنبھالا تو ایک نئے عمل کا آغاز ہوا انہوں نے نہایت ذہانت اور فطانت سے سب سے پہلے خلیج اور عرب ممالک کا دورہ کیا یہ 1972ء کے ابتدائی مہینوں کا زمانہ تھا اور یہی وہ دور تھا جب عربوں، ایرانیوں اور دوسرے تیل حاصل کرنے والے ممالک کو تیل کی اہمیت محسوس ہونے لگی تھی۔ اور انہوں نے تیل کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا اس صورت حال نے خلیج اور سعودی عرب کے علاقوں میں مال و دولت کی ریل پیل بہت واضح ہونے لگی اور اس نے ان کو اپنے ملکوں کی تعمیر و ترقی کی طرف راغب کیا اور اس تعمیر و ترقی کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے ان کو افرادی قوت کی ضرورت تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ایک طرف ان کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے پاکستانی بیروزگاروں کو مشرق وسطیٰ اور خلیج بھیجنے کا منصوبہ بنایا تو دوسری طرف عرب ممالک کو یہ باور کرا دیا کہ پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جس کے پاس اتنی قابلیت اور مہارت ہے کہ

بشکریہ "پاکستان" اخبار لاہور

تخت لہور کے قیدی

قاضی جاوید

سرائیکی بولنے والوں کا دعویٰ ہے کہ اُن کی زبان پاکستان کی سب سے بڑی زبان ہے جس کو چار کروڑ سے زیادہ افراد بولتے ہیں اور جو پاکستان کے چاروں صوبوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے وہ سرائیکی کو پاکستان کی فطری رابطہ زبان بھی قرار دیتے ہیں لیکن سرائیکی زبان ہے کیا؟ اس سوال کا کوئی واضح جواب تلاش کرنا فی الحال دشوار ہے۔ لسانی حوالے سے دیکھا جائے تو جنوبی پنجاب میں بہت سی بولیاں بولی جاتی ہیں جن کو بہاولپوری، ریاستی، تھلی، لہندی، اُچی، ملتانی، مظفر گڑھی، ڈیرہ وال، ہندکو اور کئی دوسرے نام دیئے جاتے رہے ہیں بلکہ یوں کہئے کہ اب بھی دیئے جاتے ہیں۔ سرائیکی زبان کیا ان بولیوں کا مجموعہ ہے؟ اس قسم کے کسی مجموعہ کا تصور ہی فضول سا ہے۔ زبان بولیوں کا مجموعہ نہیں ہوتی، ہوتا یہ ہے کہ کسی خطے کی کوئی ایک بولی سیاسی، معاشی یا ثقافتی اعتبار سے جب کسی مرکزی علاقے میں استعمال ہونے لگتی ہے تو فطری طور پر وہ دوسری منسلکہ بولیوں سے زیادہ ترقی کر جاتی ہے۔ یوں اسے معیاری زبان کا درجہ مل جاتا ہے۔ آج کل جسے سرائیکی زبان کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ اصل میں ملتان اور گرد ونواح کی بولی ہے جو اس خطے کی دوسری بولیوں سے قدرے آگے نکل گئی ہے اور یوں اُس نے دوسری بولیوں کو دبا کر خود کو مسلط کر دیا ہے اور اب اس کا مقابلہ اپر پنجاب کی مختلف بولیوں میں سے قدرے ترقی یافتہ معیاری یا لاہوری پنجابی کے ساتھ ہے۔

یہ مقابلہ فی الحال ثقافتی سطح پر جاری ہے البتہ وقت کے ساتھ ساتھ وہ سیاسی اور معاشی انداز بھی اختیار کر سکتا ہے۔ پنجابی کے حامی تو خیر سرائیکی کو اپنی زبان کے مختلف لہجوں میں سے ایک لہجہ قرار دے کر مطمئن ہو جایا کرتے ہیں لیکن سرائیکی کا کیس لڑنے والے صرف یہ نہیں کہتے کہ ان کی زبان پنجابی سے مختلف ہے وہ آگے قدم اٹھا کر یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ان کی زبان پنجابی سے کہیں زیادہ قدیم ہے۔ مثال کے طور پر سرائیکی گریجویٹس ایسوسی ایشن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سرائیکی برصغیر ہند کی قدیم ترین زبان ہے جس کی کوکھ سے دوسری زبانوں کے علاوہ پنجابی اور اردو نے بھی جنم لیا ہے۔

سرائیکی کاز کی سب سے مدلل اور پرزور وکالت میرے دوست پروفیسر عزیز الدین احمد نے کی ہے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ سرائیکی گروہوں کی طرف سے جتنا لٹریچر شائع ہو رہا ہے اُس پر ان پروفیسر کی چھاپ بہت گہری ہے اور واضح بھی۔ (شاید اس کا سبب سرائیکی ذہن کا بانجھ پن یا کاہلی نہیں بلکہ غیر سنجیدہ رویے ہیں) بہرطور سرائیکی زبان کے بارے میں پروفیسر عزیز الدین احمد کا کہنا ہے کہ سرائیکی زبان پاکستان میں بولی جانے والی دیگر زبانوں سے علیحدہ زبان ہے "اس کے ذخیرۂ الفاظ کا ایک حصہ وسطی پنجاب میں استعمال نہیں ہوتا۔ اس زبان کی بعض آوازیں پنجابی میں موجود نہیں مصادر سے افعل بنانے کا طریقہ بھی پنجابی سے مختلف ہے۔ پنجابی زبان کے مقبول شاعر سرائیکی علاقے میں نہیں پہچانے جاتے۔ اسی طرح سے سرائیکی کے عظیم شاعروں سے پنجابی عوام ناآشنا ہیں۔"

آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ اس بیان میں تھوڑی بہت مبالغہ آرائی موجود ہے تاہم پنجابی سے مغربی علاقے کی بولیوں کے مختلف ہونے کا اشارہ انیسویں صدی کے لسانی ماہرین اور انگریز حکام نے بھی دیا تھا۔ اس ضمن میں سب سے بڑا نام تو جارج گریرسن کا ہے۔ لسانی علوم کے اس ممتاز ماہر نے سرائیکی کی اصطلاح اگرچہ استعمال نہیں کی (اور اُس زمانے میں یہ نام موجود ہی نہ تھا) تاہم پنجاب کے مشرقی اور مغربی حصوں میں بولی جانے والی پنجابی میں فرق ضرور کیا تھا اس نے مغربی پنجاب کی زبان کیلئے "لہندا" کی اصطلاح استعمال کی تھی موجودہ حوالے سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ گریرسن نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ پنجابی زبان کے ساتھ لہندا کا تعلق بہت معمولی ہے اور وہ ایک مختلف بولی ہے۔ ایسا ہی ایک اور اشارہ 1862ء میں مظفر گڑھ کے ڈپٹی کمشنر نے اپنے ایک سرکاری مراسلے میں دیا تھا۔ اس نے لکھا تھا کہ ضلع مظفر گڑھ کی زبان پنجابی کی ایک بولی ہے جسے عام طور پر تھلی کہا جاتا ہے اور وہ لاہوری پنجابی سے کافی مختلف ہے۔

بعض دوسرے غیر ملکی سکالرز نے بھی سرائیکی کے پنجابی سے مختلف ہونے کا چرچا کیا ہے ان میں لندن یونیورسٹی کے مشرقی مطالعات کے سکول کے استاد ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل سب سے اہم ہیں جنہوں نے سرائیکی زبان پر بہت سا تحقیقی کام کیا ہے اور سرائیکی تحریک کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے۔ ان کے علاوہ ماسکو کے غیر ملکی زبانوں کے ادارے سے تعلق رکھنے والے یو اے سمرنوف بھی قابل ذکر ہیں۔ "لہندی زبان" کے

عنوان سے ان کی ایک اہم کتاب شائع ہو چکی ہے۔ ان صاحبان کا کام بنیادی طور پر تحقیقی اور سائنسی نوعیت کا ہے۔ اُن کے کام نے سرائیکی تحریک کے دانش وروں کو تخلیقی تحریک مہیا کی ہے جس کے حوالے سے ان دانشوروں نے زبان کی بنیاد پر اپنے جداگانہ قومیتی تشخص کی صورت گری کی ہے۔ بنیادی طور پر ان کا دعویٰ یہ ہے کہ پنجاب کی موجودہ سرحدیں لسانی ثقافتی اور تاریخی حقائق پر مبنی نہیں ہیں اس صوبے میں دو بڑی قومیتیں آباد ہیں،

..ین سے ایک پنجابی ہے اور دوسری سرائیکی۔ سرائیکی تحریک سے تعلق رکھنے والے سب تو نہیں، البتہ اکثر دانشور صوبے کی سرحدوں کو "لسانی، ثقافتی اور تاریخی حقائق سے ہم آہنگ کرنے" کی اساس پر سرائیکی صوبے کے قیام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ موجودہ وحدت کو وہ پنجاب کی بالادستی سے تعبیر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو تختِ لہور کے قیدی ٹھہراتے ہیں۔

ان قیدیوں نے چونکہ اپنے مطالبے کی اساس زیادہ تر لسانی تشخص پر رکھی ہے اس لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ سرائیکی زبان کے بارے میں خود اُن کے اپنے نقطۂ نظر کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ بہت سے سرائیکی دانشوروں نے اپنی زبان کے بارے میں لکھا ہے یا مختلف مواقع پر اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کی ہے ان میں ڈاکٹر مہر عبدالحق، پروفیسر دلشاد کلانچوی، جانباز جتوئی، ظفر لاشاری، اسلم رسول پوری، جاوید ملک، جمشید بخاری، خان رضوانی، سعید خاور، سلمیٰ قریشی، شاد گیلانی، شیما سیال، عطاء محمد پنہوار، م۔ ی۔ قیصرانی، واحد بخش واحد، سجاد رحمانی اور حاجی علی اکبر شاہانی نمایاں ہیں لیکن میں نے ان کے نقطۂ نظر کی وضاحت کیلئے سجاد حیدر پرویز کو چنا ہے جو کئی کتابوں کے مصنف اور مجلس سرائیکی مصنفین پاکستان کے سیکرٹری جنرل ہیں۔

پرویز کا کہنا ہے کہ پنجاب کے لوگ سرائیکی کو علیحدہ زبان تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے پنجابی کا ایک لہجہ قرار دیتے ہیں جبکہ درحقیقت یہ پاکستان کی سب سے بڑی زبان ہے۔ اردو کو قومی زبان کا درجہ حاصل ہے لیکن اُس کے بولنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ سرائیکی بولنے والے سرحد، بلوچستان، سندھ اور پنجاب چاروں صوبوں میں آباد ہیں اور یہ زبان ان چاروں صوبوں میں پھیلی ہوئی ہے لہٰذا اس زبان کو ترقی دینے سے خود ملک کو استحکام حاصل ہو گا۔ سرائیکی ادب کسی دوسری زبان کے ادب سے کم نہیں۔ یہ زبان ملکی اتحاد کا مؤثر ذریعہ ہے۔ ہم ساری زبانوں کو سرائیکی کا معاون اور امدادی خیال کرتے ہیں۔

سرائیکی زبان بچل سرمست، بابا فرید گنج شکرؒ اور خواجہ غلام فریدؒ کی زبان ہے۔ اسے کوئی نہیں مٹا سکتا۔

سرائیکی ادبی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے سجاد حیدر پرویز لکھتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے صرف ملتان میں سرائیکی ڈرامے سٹیج کرنے والے تیرہ کلب تھے ان کلبوں میں مشہور ڈرامے گُندا دوست، سخی بادشاہ، پورن بھگت، سسّی پنوں، سوہنی مہینوال، ہیر رانجھا اور مرزا صاحباں وغیرہ سٹیج کئے جاتے تھے لیکن اب حال یہ ہے کہ لوگ اپنی مادری زبان کے بارے میں احساس کمتری کا شکار نظر آتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ سرائیکی کو صوبائی تعصب کا نام دیتے ہیں لیکن وہ غلطی پر ہیں کیونکہ یہ واحد زبان ہے جو کسی ایک صوبے تک محدود نہیں بلکہ ملک کے چاروں صوبوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

سرائیکی زبان کا مرکزی مقام ملتان ہے جو ہندو پاکستان کا قدیم شہر ہے اس علاقے کے اولین باشندوں اور ان کی زبان کا یقینی اور حتمی پتہ لگانا مشکل ہے۔ البتہ ارتقائے انسانی کے اصولوں اور ضابطوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس علاقے کی قدیم اقوام میں سے نتھال، گونڈ، بھیلی اور دراوڑ خاصی قوت کے مالک تھے ان کے دورِ اقتدار میں آسودیوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ قدیم ہندی زبان میں "اسور" عقل کو کہتے ہیں۔ یہ سارے لوگ ایک ہی طرح سورج دیوتا کی پرستش کرتے تھے جس کا ملتان میں ایک بہت بڑا مندر تھا دور دور تک اس مندر کی دھوم تھی اور لوگ یاترا کیلئے وہاں آیا کرتے تھے۔ آج سے تین ہزار سال پہلے اسور قوم اس علاقے پر حکومت کرتی تھی۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں اس علاقے کی زبان مختلف ناموں سے موسوم ہوتی رہی کبھی وہ "اسوری" کہلوائی اور کبھی "سراوا کی"۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ اسوریوں کا مرکزی مقام "سراواہی" تھا جو اب ضلع رحیم یار خان میں واقع ہے۔ مولانا عزیز الرحمان کی تحقیق یہ ہے کہ سراوا کی یا سرائیکی زبان اس لفظ کی نسبت سے موسوم ہوئی۔

سجاد حیدر پرویز مزید لکھتے ہیں کہ حضرت امیر خسرو پانچ برس تک ملتان میں مقیم رہے۔ انہوں نے اس علاقے کی زبان میں عربی اور فارسی کے ملاپ سے اردو زبان کو جنم دیا۔ حضرت خواجہ ابراہیم جودھنی بھی اس زبان میں اشلوک لکھتے تھے، جن کو سکھوں نے اپنی مقدس کتاب گرنتھ صاحب میں شامل کر لیا۔

اکبر اعظم کے زمانے میں ملتان کی حیثیت ایک الگ صوبے کی تھی اور اس صوبے میں بولی جانے والی زبان کو ملتانی کہا جاتا تھا۔ ملتان سے سندھ تک کا علاقہ سرائیکی کہلاتا تھا، چنانچہ "اشراالامرم" کے مصنف نے کلھوڑوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ سکھر سے ملتان تک کا علاقہ سرائیکی علاقہ کے نام سے مشہور ہے۔ کلھوڑے اسی علاقے کے رہنے والے تھے۔ سندھ میں وہ سرائیکی کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کی زبان کا نام سرائیکی پڑ گیا۔

مجھے احساس ہے کہ اس بیان میں کئی باتیں تاریخی واقعیت کے معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ تاہم سجاد حیدر پرویز کے اس بیان کو یہاں درج کرنے کا مقصد تاریخی تنقید نہیں بلکہ اپنی زبان کے بارے میں سرائیکی دانشوروں کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرنا ہے۔ ان کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ان کی زبان پنجابی (یا لاہوری) زبان سے مختلف ہے۔

سرائیکی صوبہ اور پس ماندگی کی منطق

اعداد و شمار میں مبالغہ آرائی کا عنصر کم و بیش ہمیشہ ہی شامل رہتا ہے۔ خاص طور پر پاکستان میں اعداد و شمار کبھی بھی قابلِ اعتماد حد تک درست نہیں ہوتے۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارے، جیسے پسماندہ ملکوں میں اعداد و شمار کی فراہمی میں فنی اور نفسیاتی دونوں قسم کی رکاوٹیں کچھ زیادہ ہی حائل ہوتی ہیں۔ بہرطور بعض حقائق بالکل واضح ہوتے ہیں۔ انہیں آسانی سے محسوس کیا جا سکتا ہے، جب کہ انہیں نظرانداز کرنا یا جھٹلانا بہت دشوار ہوتا ہے۔ پنجاب کے دوسرے حصوں کے مقابلے میں سرائیکی علاقے کی پسماندگی سے متعلق ایسی ہی ایک حقیقت یہ ہے کہ اس علاقے میں شہر کاری (URBANIZATION) کا عمل نسبتاً زیادہ سست رہا ہے۔ یہ بجا ہے کہ شہروں کے پھیلاؤ میں اضافہ حقیقی ترقی کی نشاندھی نہیں کرتا۔ آبادی کے بے پناہ دباؤ اور ماحولیاتی مسائل کے حوالے سے دیکھا جائے تو روز افزوں پھیلتے ہوئے شہروں کو ترقی کے بجائے پسماندگی اور افلاس کی علامت تسلیم کرنا پڑے گا۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ترقی کے جو معیار اس وقت رائج ہیں اُن کے حوالے سے دیکھا جائے تو شہری آبادی میں اضافہ ترقی کی نشاندھی کرنے والا ایک اہم فیکٹر ہے۔

اب اگر اس پس منظر میں سرائیکی علاقے پر نگاہ ڈالی جائے تو لگتا یوں ہے کہ جیسے وہ بہت پیچھے رہ گیا ہو۔ اس امر کی وضاحت کے لئے آیئے ہم اپر پنجاب اور سرائیکی علاقے کے چند شہروں کی آبادی میں اضافے کا جائزہ لیں۔ رواں صدی کے آغاز یعنی 1901ء میں ہونے والی مردم شماری کے مطابق اس زمانے میں فیصل آباد کی آبادی ساڑھے تیرہ ہزار تھی جو 1981ء کی مردم شماری کے وقت بڑھ کر گیارہ لاکھ ہو گئی۔ اس کے مقابلے میں 1908ء میں ملتان کی آبادی 88 ہزار تھی جو 1981ء میں سات لاکھ تک پہنچ سکی۔ گوجرانوالہ کی آبادی 1901ء میں دس ہزار سے کم تھی جو 1981ء میں چھ لاکھ سے بڑھ گئی۔ اس کے مقابلے میں 1901ء میں بہاولپور کی آبادی چالیس ہزار تھی جو 1981ء میں ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچ سکی۔ 1901ء میں شیخوپورہ کی آبادی دو ہزار اور ساہیوال کی آبادی ساڑھے چھ ہزار تھی جو 1981ء میں بالترتیب ڈیڑھ لاکھ اور ایک لاکھ ؟ کا دن ہزار ہو گئی۔ اس کے مقابلے میں 1901ء میں ڈیرہ غازی خان کی آبادی بیس ہزار سے زیادہ تھی جو 1981ء میں ڈیڑھ لاکھ کے ہدف تک بھی نہ پہنچ سکی۔

شہری آبادی میں اضافے کی یہ کم شرح، ترقی کے رائج الوقت معیاروں کی رُو سے یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ سرائیکی علاقہ تعلیم، صحت، روزگار، صنعت کاری اور تجارت کے معاملے میں پنجاب کے دوسرے حصوں سے پیچھے رہ گیا ہے۔ بہت سی بنیادی ضرورتوں کے معاملے میں بھی اس علاقے کے عوام کو بہت سی شکایتیں ہیں اور وہ درست بھی ہیں۔ پینے کے لئے صاف پانی کی فراہمی کو ہی لیجئے۔ یوں تو تمام پسماندہ ملکوں کی طرح یہ مسئلہ پورے پاکستان کو درپیش ہے لیکن سرائیکی علاقے میں اس کی شدت بلاشبہ ملک کے اکثر حصوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ سرائیکی تنظیموں اور دانشوروں نے پینے کے لئے صاف پانی کی عدم دستیابی کا چرچا بھی بہت کیا ہے۔ چنانچہ

سرائیکی کاز کے ایک ہمدرد کا کہنا ہے کہ صاف پانی کی فراہمی سرائیکی علاقے کے عوام کے بنیادی مسائل میں سے ایک ہے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے پہاڑی علاقے میں اور تونسہ کے گردونواح میں لوگ روزمرہ کے استعمال کا پانی ان جوہڑوں سے حاصل کرتے ہیں، جہاں اونٹ اور کتے بھی پانی پیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں "ناروا" (GUINEA WORM) کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ گندے پانی کے استعمال کے نتیجے میں ٹانگ کے پٹھے میں ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ جو آدمی کو چلنے پھرنے سے معذور بنا دیتا ہے۔ موسم گرما میں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جاتے ہوئے مسافر پانی کی قلت اور گرمی کی شدت سے مر بھی جاتے ہیں۔ راجن پور ضلع میں بعض جگہوں پر 20 کلومیٹر کے فاصلے سے پینے کا پانی لانا پڑتا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ لاہور، راولپنڈی اور اسلام آباد کے اضلاع میں علی الترتیب 65 فیصد، 45 فیصد لور 30 فیصد آبادی کو نلکے کے پانی کی سہولت حاصل ہے۔ جب کہ ڈیرہ غازی خان میں صرف چھ فیصد، ملتان لور رحیم یار خان میں 9 فیصد، میانوالی میں دس فیصد، بہاولپور میں گیارہ فیصد اور بہاولنگر میں پندرہ فیصد آبادی کو نلکے کا پانی میسر ہے۔ سرائیکی علاقے میں پانی کو بہتر طریقے سے صاف کر کے عوام کو مہیا کرنا ممکن ہے۔ لیکن یہ کام سرمایہ طلب ہے لور انفرادی طور پر ممکن نہیں۔ حکومت یہ کام کر سکتی ہے مگر وہ اس معاملے پر مناسب توجہ دینے اور وسائل مہیا کرنے پر تیار نہیں۔

معاشی، ثقافتی اور سماجی طور پر پسماندہ رہ جانے والے سرائیکی علاقے کے عوام کی اکثر شکایتیں بالکل جائز ہیں اور وہ ہمارے ہاں کسی مناسب منصوبہ بندی کے بغیر ہونے والی ترقی کا کڑوا پھل ہیں (اور اب جب کہ ہم برائے نام منصوبہ بندی کی بساط بھی لپیٹ کر معاشی اور سماجی شعبوں میں حکومت کے کردار کو کم سے کم کرنے اور نجکاری اور نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کی راہ پر گامزن ہوئے ہیں تو آنے والے برسوں میں ملک کے دوسرے غیر ترقی یافتہ علاقوں کی طرح سرائیکی وسیب کی پسماندگی میں بھی ہولناک اضافہ لامحالہ ہو جائے گا۔)

سوال یہ ہے کہ آیا ان مسائل کا حل پنجاب کی ایک بار پھر تقسیم ہے؟ یہ سوال مشکل ہی نہیں، جذباتی اہمیت کا حامل بھی ہے۔ وحدت اور تقسیم دونوں کے پُرجوش حامی موجود ہیں اور ان کے پاس معقول اور غیر معقول دونوں قسم کے دلائل کی وافر تعداد موجود ہے۔ ان کے درمیان جو گولہ باری ہو رہی ہے میں اس سے دامن بچا کر گزرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس سوال کا کوئی جواب پیش کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تاہم یہ بات بالکل واضح ہے کہ محرومی کا احساس ہر قسم کی وحدتوں کو برباد کر دیا کرتا ہے۔ ہم سب کو اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ صرف 1971ء میں ہی نہیں جب مشرقی پاکستان بالآخر الگ ہو گیا تھا بلکہ اس سے پہلے 1947ء میں بھی جب جنوبی ایشیائی مسلمان محرومی کے احساس کی بنا پر متحدہ ہندوستان کی وحدت کو توڑنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

بہرطور اس حقیقت کو نظر انداز کئے رکھنا درست طرز عمل نہیں ہو گا کہ جنوبی پنجاب میں محرومی کا احساس اب سیاست دانوں، دانش وروں، ادیبوں، استادوں اور متوسط طبقے سے نکل کر عام لوگوں تک پہنچنے لگا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ پنجاب کی تقسیم کا مطالبہ رفتہ رفتہ زور پکڑ رہا ہے۔ تاج محمد لنگاہ جو اب پاکستان سرائیکی پارٹی کے سربراہ ہیں، زور دے کر یہ بات کہتے ہیں کہ سرائیکی صوبے کے قیام تک اس علاقے کے عوام کی جدوجہد جاری رہے گی۔ ان کے نزدیک اس علاقے کے بہت سے سماجی لور معاشی مسائل کا حل علیحدہ صوبے کے قیام میں مضمر ہے۔ جب کہ سرائیکی قومی موومنٹ کے علامہ اعظم سعیدی کے نزدیک اس صوبے کا قیام وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ وہ یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ پنجاب کی غیر فطری لور غیر ضروری حجم، چھوٹے صوبوں کے لئے تشویش کا باعث ہے۔ قومی اسمبلی میں پنجاب کو بالادستی حاصل ہے۔ یوں دوسرے

صوبوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وفاق میں حکومت صرف پنجاب کی رضامندی سے بن سکتی ہے اور پنجاب کو مرکز پر اجارہ داری حاصل ہے۔ لہٰذا علامہ صاحب کے بقول پنجاب کی تقسیم سے قومی یکجہتی اور سلامتی کو تقویت پہنچے گی اور جمہوری نظام کو استحکام عطا کرنے کا موقع ملے گا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جی ایم سید ہی نہیں، پیر پگاڑا بھی وقتاً فوقتاً سرائیکی صوبے کی حمایت کر چکے ہیں، جب کہ سندھی دانشوروں اور سیاسی کارکنوں کی اکثریت بھی اس صوبے کے قیام کو ضروری خیال کرتی ہے۔

سرائیکی قومی موومنٹ کے نزدیک صرف اہر پنجاب کے لوگ ہی نئے صوبے کے قیام کے مخالف ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ "اگر پنجابی قومیت سے سرائیکی قومیت کا وزن نکل دیا جائے تو پنجابی قومیت کا سارا وزن، قد کاٹھ ختم ہو جاتا ہے۔ اس وزن اور قد کاٹھ کی بنیاد پر پنجابیوں نے صوبائی اور قومی وسائل پر اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ پنجاب کو یہ خوف بھی کھائے جا رہا ہے کہ ملازمتوں کا کوٹہ جو قومیتی آبادی کے تناسب کی وجہ سے سب سے زیادہ پنجابی لے جاتا ہے۔ سرائیکی قومیت کے نکل جانے سے یہ ملازمتوں کا کوٹہ اور دیگر سارے وسائل دوسری قومیتوں کے برابر ہو جائیں گے۔ یوں پنجابی قومیت کا سماجی، سیاسی اور معاشرتی معیار دیگر قومیتوں کے برابر ہو جائے گا۔

سرائیکی مسئلہ / ردعمل

قاضی جاوید

2 اگست کے روزنامہ "پاکستان" میں "جواب آں غزل" کے عنوان سے میں نے اپنے کالم میں لیہ کی خیابان اکادمی کے چیف آرگنائزر چودھری سعید احمد گجو کا رہ دیوان سنگھ گجرات کے افتخار وڑائچ کا روی، ٹوبہ ٹیک سنگھ کے جناب وحید الرحمان نور پوری اور خانیوال کے جناب محبوب الٰہی کے خطوط شائع کئے تھے۔ ان صاحبان نے سرائیکی کاز کے حامیوں پر نکتہ چینی کی تھی۔ سرائیکی علاقے کی پسماندگی کے لئے وہاں کے سیاسی رہنماؤں کو ذمہ دار ٹھہرایا تھا اور سرائیکی زبان کی جداگانہ حیثیت کے دعوے کو چیلنج کیا تھا۔ بہت سے سرائیکی دوستوں نے ان خطوط کے خلاف اپنے موقف کی وضاحت کی ہے۔ ان میں سے چند منتخب صاحبان کی آرا پیش خدمت ہیں۔ ان صاحبان نے اپنے خطوط میں راقم الحروف کے بارے میں نیک جذبوں کا اظہار بھی کیا ہے۔ میں ان کا ممنون ہوں، لیکن ان جذبوں کے چرچے کا زیر بحث موضوع سے چونکہ کوئی تعلق نہیں، لہٰذا انہیں حذف کیا جا رہا ہے۔

سرائیکی قومی موومنٹ ضلع خیرپور میرس کے جنرل سیکرٹری غلام شبیر برڑا لکھتے ہیں کہ "روزنامہ پاکستان" کی حقیقت پسندی قابلِ تحسین ہے۔ قومی یکجہتی کے فروغ اور نفرتوں کے ازالہ کے لئے یہ اخبار شاندار خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چند ماہ کے اندر اس نے اپنا مقام بنا لیا ہے۔ جسے صحافت کہا جاتا ہے، اس کا حقیقی نام روزنامہ "پاکستان" ہے۔ میں لیہ کے آباد کار جناب چودھری سعید احمد گجر، کالی دیوان سنگھ کے افتخار وڑائچ صاحب کے خطوط کا مختصر جواب دے رہا ہوں۔ امید ہے کہ وہ اور ان جیسے دوسرے بھائی حقیقت کے آئینے میں غور سے دیکھیں گے تو ضرور انہیں اصلیت کی تصویر نظر آ جائے گی۔ بصورت دیگر اگر نفرتوں اور تعصب کی ذہنیت سے کام لیا گیا تو پھر یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہو گا۔

"محترم! بات لسانی نفرتوں کی نہیں، بات میراث کی ہے۔ سرائیکی زبان ہزاروں سال پرانی ہے۔ یہ ایک مکمل زبان ہے، اس کی اپنی پہچان اور شناخت ہے۔ یہ کسی نوخیز مرکب زبان کا لہجہ نہیں۔ دراصل یہ تکنیک پنجاب والوں نے نکالی ہے تاکہ پنجابی زبان کو مزید وسعت دینے کا پروگرام مکمل ہو سکے اور سرائیکی علاقے کی فالتو زمینیں پہلے کی طرح پنجابیوں کے نام منتقل ہوتی رہیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ سرائیکی علاقے کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنر، کمشنر، ڈی آئی جی، ایس پی، ڈی ایس پی حتیٰ کہ ایس ایچ او بھی پنجابی ہیں۔ نہری نظام، واپڈا کا ادارہ، چولستان کا ترقیاتی ادارہ اور دوسرے اداروں کے اعلیٰ حکام، تحصیل دار، گرداور، جج، زرعی ترقیاتی بینک کے آفیسر اور نشرواشاعت کے اداروں کے حکام سب کے سب پنجابی ہیں۔ ان میں سرائیکی ہیں تو بھی آٹے میں نمک کے برابر۔ کیا یہ بات سرائیکیوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کا استحصال نہیں ہے؟۔ کیا ان کے حق پر ڈاکہ نہیں ہے؟ پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ پنجابیوں کو ظالم کہنا زیادتی ہے۔ جن کا حق مارا جاتا ہے، جن کے وسائل پر قبضہ ہوتا ہے۔ وہ ان کو کس نام سے پکاریں گے۔

"پنجابی اگر سرائیکی زبان سے نفرت نہیں کرتے تو پھر چار کروڑ افراد کی اس زبان کو ٹیلی ویژن پر صرف 25 منٹ کیوں دیئے جاتے ہیں اور وہ بھی ہفتے میں صرف ایک دن۔ یہ برابری کا سلوک ہے؟ تو کیا اس پر ہم یہ کہیں کہ ہمارے پنجابی بھائی بہت ہی انصاف پسند ہیں، ظالم نہیں ہیں۔ یاد رکھو میرے بھائی کہ جب تک انصاف اور عدل کی فضا قائم نہیں ہو گی جب تک ایک دوسرے کی حیثیت کو تسلیم نہ کیا جائے گا۔ جب تک ایک دوسرے کی زبان اور ثقافت کا احترام نہ کیا جائے گا اور لوگوں کو اپنی تعداد کے حساب سے حقوق نہ ملیں گے، تب تک نفرتوں کی آگ کا دائرہ پھیلتا رہے گا۔

"حکومت ہمارے سرائیکی ادب کے لئے کچھ نہیں کرتی، اس کے لئے کوئی گرانٹ نہیں دی جاتی، کیا یہ متعصبانہ رویہ نہیں؟ ہمارا سرائیکی اخبار "جھوک" خانپور سے شائع ہوتا ہے۔ حکومت نے کبھی اس کی حوصلہ افزائی کے لئے کچھ نہیں کیا یہ بھی ہمدردی ہے! اس طرح تو مل جل کر رہنے کا ماحول پیدا نہیں ہو سکتا"۔

چیئرمین جانباز سرائیکی پاکستان راشد عزیز بھٹہ لکھتے ہیں،
"میں 2 اگست کے کالم "جواب آں غزل" پڑھ کر آپ کو خط لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ مجھے پنجابی رہنماؤں کے خط پڑھ کر دلی دکھ ہوا کہ پنجابی عوام کے ذہن میں اتنی نفرت پیدا ہو گئی ہے اور وہ حد سے زیادہ دولت ملنے پر اندھے ہو گئے ہیں۔ اب تو اپر پنجاب کے لکھاریوں نے پنجابی زبان کے 22 لہجے لکھنے شروع کر دیئے ہیں تاکہ سرائیکی کو اس کا ایک لہجہ قرار دیا جا سکے۔

"قاضی صاحب! مجھے تعجب ہے پنجابی لوگوں پر کہ پاکستان میں رہتے ہوئے وہ ہر قومیت کا استحصال کر رہے ہیں اور جس صوبے میں جاتے ہیں اس کی مٹی پلید کرتے ہیں۔ انہوں نے ملک کے سارے وسائل پر قبضہ کیا ہوا ہے، ان لوگوں نے ہر قوم کو دوسری قوم کے ساتھ لڑایا اور ہر صوبے میں ان کی پالیسی الگ ہے۔ اب ان کی سازش ہے کہ کسی طریقے سے اپر پنجاب کے مہاجروں کو ساتھ ملا کر سرائیکی عوام کو سندھیوں سے لڑایا جائے۔

صاحب مضمون

"بھائی صاحب! پنجابی قوم پرست رہنماؤں نے لکھا ہے کہ سرائیکی عوام سندھ سے حصہ کیوں نہیں مانگتے کہ سندھ میں بھی کافی لوگ سرائیکی ہیں۔ سندھ میں موجود سرائیکی بولنے والے سندھی عوام کا ساتھ دے رہے ہیں، اور دکھ سکھ میں اکٹھے رہ رہے ہیں۔ انہیں لڑانے کی پنجابی قوم پرستوں کی سازش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی"۔ سندھیوں اور سرائیکیوں کے درمیان تاریخی، تہذیبی ناطے ہیں اور انہیں ایک دوسرے کے قومی جذبوں کا احساس بھی ہے۔

"قاضی صاحب، سرائیکیوں کے مسئلے کا ایک ہی حل ہے، اور وہ یہ کہ پاکستان کے اندر ان کے لئے علیحدہ صوبہ بنایا جائے۔ پنجاب کی تقسیم سے وفاق پاکستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، بلکہ وہ زیادہ مضبوط ہوگا۔

"قاضی صاحب، ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پنجابی سکھوں کے ساتھ مل کر گریٹر پنجاب قائم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن سرائیکی عوام ان کے اس منصوبے کو کامیاب نہ ہونے دیں گے"

بہاول پور سے محمد انور نے لکھا ہے کہ:

"پنجاب کے بڑے بڑے پنجاب پرست دانش ور سید سبط حسن ضیغم، نجم حسین سید، آصف خان، شفقت تنویر مرزا، تنویر ظہور اور افضل احسن رندھاوا کو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ جس پنجاب کی عظمت کے وہ گیت گاتے ہیں اس پنجاب نے کروڑوں سرائیکی عوام کے حقوق غصب کر رکھے ہیں۔ ہم مظلوموں کے حق میں تو اشفاق احمد صاحب نے بھی کبھی آواز نہیں اٹھائی۔ میں مختصر بات کروں گا اور بس یہ کہوں گا کہ ہم ان سب دانش وروں کی عزت کرتے ہیں۔ ان کی باتوں میں اثر ہوتا ہے قاضی صاحب اُن سے کہئے کہ کبھی ہماری طرف بھی نگاہ کریں۔ آپ کے تو یہ سب دوست ہوں گے، آپ کی بات ضرور مانیں گے۔ انہیں ہمارے حالات سے آگاہ کیجئے اور انہیں بتائیے کہ سرائیکی زبان پنجابی کا ایک لہجہ نہیں، بلکہ پنجابی سے زیادہ پرانی اور زیادہ بڑی زبان ہے۔ ہمارے حقوق کا اقرار کرکے ان دانش وروں کی عظمت میں اضافہ ہوگا۔

لی نہ ہولی"

خانپور سے وقاص جاوید لکھتے ہیں:

"...... روزنامہ پاکستان نے کروڑوں سرائیکی عوام پر بہت احسان کیا ہے کہ اس نے پہلی بار ان کے مسائل کو وضاحت کے ساتھ قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔ سرائیکی علاقے میں اب سب پڑھے لکھے لوگ اس اخبار کا بے حد احترام کرتے ہیں اور یہاں اس کی مقبولیت میں دن دگنا اور رات چوگنا اضافہ ہو رہا ہے۔ ...... گزشتہ دنوں آپ کے کالم میں جناب وحید الرحمان نور پوری کا مکتوب پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا۔ انہوں نے حقائق کو سمجھے بغیر سرائیکی کو پنجابی زبان کو ایک لہجہ قرار دے دیا ہے جو سراسر زیادتی ہے۔ برادرم وحید الرحمان سے میں کہوں گا کہ ہمارا پیارا پاکستان آج جن مسائل سے دو چار ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے حقیقت کو تسلیم نہیں کیا۔ قوموں کو اُن کے جائز حقوق نہیں دیئے۔ ان کی آواز کو طاقت کے زور پر دبایا ہے اگر کوئی اپنے حقوق کی بات کرتا ہے تو ہم اُسے ملک دشمن کہتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا حقوق مانگنا جرم ہے۔ کیا ظلم کے خلاف آواز اٹھانا جرم ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ پنجاب کی بیورو کریسی سرائیکی علاقے کو لوٹ رہی ہے۔ کسی شعبے میں سرائیکیوں کو آگے نہیں آنے دیا جارہا۔ سازش کے تحت ان کو اقلیت میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ ایسی ہی ایک سازش یہ بھی ہے کہ مردم شماری میں اس بار سرائیکی قومیت اور زبان کا خانہ تک نہیں رکھا گیا۔ سرائیکی علاقے میں چپڑاسی تک لاہور اور فیصل آباد سے آتے ہیں۔ فوج میں کوئی سرائیکی رجمنٹ نہیں۔ سنٹرل پنجاب میں دیکھیے عوام کی آسائش کے لئے کروڑوں اربوں روپے خرچ کئے جارہے ہیں، جب کہ سرائیکی لوگوں کو پانی تک مہیا کرنے پر کوئی توجہ نہیں دے رہا۔ یہاں بے روزگاری انتہا پر ہے۔ تعلیم اور صحت کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس علاقے میں وسائل کی کمی ہے؟ ہرگز نہیں پاکستان کے زرِ مبادلہ کا بڑا حصہ ہم کماتے ہیں۔ اس سال پاکستان نے 60 ارب روپے کی کپاس برآمد کی۔ اس کا 80 فیصد حصہ ہم نے پیدا کیا لیکن ہمیں محرومی کے سوا کچھ نہیں ملا۔

"...... آٹھ سال بعد ہم 21ویں صدی میں داخل ہونے والے ہیں اور اگر ہم نے مسائل حل نہ کئے تو دوسروں سے بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ اور اپنے داخلی مسائل ہی میں گھرے رہیں گے۔ ساری دنیا میں تبدیلیاں آرہی ہیں ہمیں بھی تبدیل ہونا چاہئے۔ حقائق کو قبول کرنا چاہئے اور لوگوں کو ان کے جائز حقوق دینے چاہئیں"

(فقط نیاز مند۔ وقاص جاوید)

پاکستان بھر کے چار کروڑ سرائیکی بھی وہی حقوق طلب کر رہے ہیں جو پنجابیوں، سندھیوں، بلوچوں اور پٹھانوں کو حاصل ہیں۔ اپنا وجود صوبہ اور پہچان یعنی جینے کا مساوی حق۔ پنجاب کے سوا باقی تینوں صوبے اس واجبی حق کی بھرپور حمایت کرتے ہیں کیونکہ وہ بھی اپنی عافیت اور پاکستان کی بقا اسی میں پاتے ہیں۔

چونکا دینے والی سازش :۔

پنجابیوں کو سارے پاکستان میں پھیلانے کے علاوہ ان کی زبان اور ننگے فیشن کو ہزاروں فلموں تھیٹروں کیسٹوں ٹیلیویژن اور ریڈیو کے ذریعے تمام پاکستان پر زبردستی مسلط کرکے سارے پاکستان کو پنجابستان بنایا جارہا ہے۔ اس پر پاکستان کے وفاداروں کا احتجاج کوئی اخبار شائع نہیں کرتا!

معزز قارئین! آپ ہی سوچیئے کہ کیا ہو رہا ہے؟ رانا جتوئی

وڈیرے اور سرائیکی مسئلہ

(قاضی جاوید)

سرائیکی دانشوروں نے اس حقیقت کا اعتراف کم ہی کیا ہے کہ ان کے علاقوں کی معاشی اور سماجی پسماندگی کی ذمہ داری بڑی حد تک ان کے جاگیرداروں پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے سندھی وڈیروں کی طرح ہر تبدیلی کی مزاحمت کی ہے۔ وہ حالات اور سسٹم کو جوں کا توں رکھنے میں عافیت محسوس کرتے ہیں اور ترقی کی قوتوں سے خوفزدہ ہیں۔ ان کالموں میں شائع ہونے والے بعض خطوط میں اس امر کی طرف بعض خطوط نگاروں نے اشارہ کیا ہے لیکن اس موضوع پر کھل کر کسی نے بات نہیں کی۔ بہرطور سرائیکی مسئلہ پر گفتگو کو آگے بڑھانے کی خاطر آج ہم جن صاحبان کے موقف کو شائع کر رہے ہیں، ان میں سے بعض نے اس امر کا حوالہ دیا ہے۔

پہلا خط مرید حسین راز جتوئی کا ہے جو سرائیکی کاز کے سرگرم دانشور ہیں۔ اس موضوع پر انہوں نے کئی پمفلٹ لکھے ہیں۔ یہ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے مجھے اپنے پمفلٹ اور خطوط بھیجے ہیں۔ یہ بات تو ہم بھی جانتے ہیں کہ پمفلٹ نگار دانشور عموماً جذبات کی رو میں بہہ جایا کرتے ہیں۔ راز جتوئی صاحب کا معاملہ یہ ہے کہ وہ منطق اور جذبہ دونوں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ راہ میں کبھی منطق اور کبھی جذبہ حاوی ہو جاتا ہے لیکن وہ اپنے علاقے کی پسماندگی کی ذمہ داری صرف دوسروں پر نہیں ڈالتے۔ اپنے وڈیروں کا احتساب بھی کرتے ہیں۔ خانپور سے وہ لکھتے ہیں۔

" سرائیکی قومی موومنٹ کے مرکزی صدر حمید اصغر شاہین کے طرز فکر سے مجھے اختلاف ہے۔ ہم مہاجرین اور قدیم آباد کاروں سے محاذ آرائی کر کے کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ شاہین کو اس ضرورت کا احساس نہیں ہے، تب ہی وہ اس غیر ذمہ دارانہ روش پر مصر ہیں۔ تحریک سے وفاداری کا تقاضا ہے کہ اپنے مخالفین کی تعداد کم سے کم کی جائے۔ وڈیرے جو کہ خود غرضی کی وجہ سے خاموش ہیں، ان کو بھی ہم مصلحت کے سبب برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔ کامیابی کے بعد ان کے خلاف طبقاتی مہم چلانا ہو گی۔ موجودہ انتخابی ڈھانچے میں تو وہی ہم پر مسلط ہیں...... قاضی صاحب۔ ہم خوش ہیں کہ وڈیروں پر لعنتوں کی بارش ہو رہی ہے اور وہ بھی اس طبقے کی طرف سے جس کا ہر کام وڈیرے خوشی سے کراتے ہیں...... "

ایک اور خط میں راز جتوئی لکھتے ہیں کہ " قاضی صاحب، شکریہ کہ آپ نے اور روزنامہ " پاکستان " نے سرائیکی مسئلہ پر بحث کو جاری رکھا ہوا ہے۔ آپ کا کالم " جواب آں غزل " میرے سامنے ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سرائیکیوں پر پاکستان دشمنی کا الزام لگانا سخت بد دیانتی ہے البتہ ہم پنجاب کی مسلسل توسیع اور پورے پاکستان پر قبضہ جمانے کی کوششوں میں مزاحم ضرور ہیں اور رہیں گے۔ سرائیکی علاقوں میں مہاجرین اور قدیم آباد کار اگرچہ ہیرا پھیری کرنے والے ہیں لیکن ہمیں قبول ہیں۔ البتہ وسطی پنجاب کے مقامی ہمیں قبول نہیں۔ وہ ہمیں خار کی طرح کھٹکتے ہیں کیونکہ انہیں حاکموں کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اور حاکم مل کر مہاجروں اور مقامیوں میں منافرت پیدا کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں پاؤں جمانے کی خاطر انہوں نے ہمارے وڈیروں سے رشتے ناطے بھی جوڑ رکھے ہیں۔ افسر شاہی نے ہمارے وڈیروں کو ایک جال میں پھنسا رکھا ہے۔ زرعی اصلاحات کے دوران محکمہ مال نے وڈیروں سے کروڑوں روپیہ کما کر اصل مزارعوں کے نام سرکاری ریکارڈ سے مٹا دیئے۔ معمولی سی زمین حاصل کرنے کے بعد کافی اراضی فرضی ناموں پر وڈیروں کے پاس ہی رہی جسے اب وہ آہستہ آہستہ بیرونی لوگوں کے پاس فروخت کرتے جا رہے ہیں۔

" اگر تحصیلدار وڈیرے کا ناجائز کام نہ کرے تو وڈیرے کی سرداری، دھونس اور عوام پر اس کا دبدبہ ختم ہو جاتا ہے لیکن افسر شاہی جان بوجھ کر اور وڈیرے کو اپنا آلہ کار بنانے کی خاطر اس کے ناجائز کام کرتی ہے اور اس کی سفارش پر چھوٹی موٹی ملازمتیں بھی دیتی رہتی ہے تاکہ وڈیروں کو عوام اپنا سرپرست سمجھتے رہیں۔ کوئی شخص سر اٹھاتا ہے تو وڈیرے اس کی چوری کرا دیتے ہیں۔ جھوٹے مقدموں میں الجھا دیتے ہیں اور یہاں تک کہ بھرے بازار میں کسی بدمعاش سے اس کی بے عزتی بھی کروا دیتے ہیں۔ کیا انتظامیہ کو ان حقائق کا علم نہیں ہوتا؟ بالکل ہوتا ہے۔ جان بوجھ کر سرکاری حکام آنکھیں بند رکھتے ہیں۔ وڈیروں کے ساتھ اس برتاؤ کے عوض انتظامیہ بھاری رشوت لیتی ہے اور اپنے لوگوں کو سرائیکی علاقوں میں آباد کر رہی ہے۔ اس پر وڈیرے خاموش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ان وڈیروں نے اسمبلی میں اپنے علاقے کے حقوق کی بات نہیں کی۔ "

راز جتوئی صاحب نے سرائیکی مسائل کی فہرست بھی درج کی ہے لیکن ان کالموں میں اس موضوع پر پہلے ہی بہت کچھ شائع ہو چکا ہے لہٰذا معذرت کے ساتھ اسے حذف کرتے ہوئے اب

جلد 3 | ہفتہ 2 جمادی الثانی 1413ھ 28 نومبر 1992ء 13 مگھر 2049 ب صفحات 14 قیمت 4 روپے | شمارہ 129

مجاہد جتوئی کے دو مراسلے

قاضی جاوید

سرائیکی تحریک اور خاص طور پر اس کے ثقافتی پہلو کے حوالے سے خان پور کے جتوئی خاندان نے بہت سا کام کیا ہے۔ برسوں پہلے جب اس تحریک کا چرچا نہ تھا تو راز جتوئی صاحب نے نظموں اور مراسلوں کے وسیلے سے لوگوں کو سرائیکی مسائل اور تشخص کی طرف مائل کرنا شروع کیا تھا۔ بزرگ راز جتوئی آج بھی اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اُن کے حوالے سے خان پور کا قصبہ سرائیکی تحریک کا سب سے بڑا مرکز بن چکا ہے۔ اُن کے صاحب زادے مجاہد جتوئی نے اپنے والد کے کام کو آگے بڑھایا اور وہ اب خود سرائیکی تحریک کے جواں سال رہنما کے طور پر نمایاں ہیں۔

مجاہد جتوئی کی پہلی پہچان شاعری اور افسانہ نگاری کے حوالے سے ہے۔ دھرتی سے پیار کا جذبہ انہیں ورثے میں ملا ہے۔ مزاحمتی شاعری، سیاسی عمل اور صحافت کے ذریعے انہوں نے سرائیکی تحریک کو ولولہ عطا کیا ہے اور اپنے آدرش کو نوجوانوں تک پہنچایا ہے۔ اُن کے ساتھیوں میں ہفت روزہ "روہی" کے ایڈیٹر رحیم طلب، عزیز شاہد اور جہانگیر مخلص جیسے شاعر اور ادیب شامل ہیں۔

مجاہد جتوئی ان دنوں روزگار کے سلسلے میں سعودی عرب میں رہتے ہیں۔ مجھے یہ بات عجیب سی لگتی ہے کہ سرائیکی کاز سے پُرخلوص کومٹ منٹ رکھنے والا یہ دانش ور اپنی دھرتی سے دور سعودی عرب جیسے ملک میں محض روزگار کیلئے مقیم ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ مایوسی کا شکار ہو گیا ہو؟

اس سوال کا جواب مجھے معلوم نہیں لیکن دو باتیں مجھے معلوم ہیں اول یہ کہ سرائیکی مسئلہ پر درجنوں کی تعداد میں مجھے موصول ہونے والے خطوط میں سے نوجوانوں کے خطوط میں مجاہد جتوئی کا ذکر بہت ہی اچھے الفاظ میں موجود ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جدہ میں رہتے ہوئے بھی مجاہد جتوئی نے سرائیکی کاز سے تعلق نہیں توڑا۔ کسی نہ کسی حوالے سے وہ اس تعلق کو نبھاتے چلے آ رہے ہیں۔ مجھے جدہ سے اُن کے دو خطوط موصول ہوئے ہیں جو قارئین کی نذر کئے جا رہے ہیں کہ اصل میں وہ لکھے ہی "پاکستان" کے معزز قارئین کیلئے گئے تھے۔

واجب الاحترام جناب قاضی جاوید صاحب

سلام مسنون!

5 رجون 1992ء سے روزنامہ "پاکستان" میں سرائیکی تحریک کا تجزیہ مسلسل کئی روز تک چھپتا رہا جس کے مطالعے سے آپ کے علمی تبحر اور تاریخی واقفیت کا اندازہ ہوا۔ سرائیکی تحریک کا تجزیہ کرتے ہوئے آپ نے جس "احتیاط" کا مظاہرہ کیا ہے وہ اپنی جگہ پر قابلِ تحسین ہونے کے باوجود تجزیہ کے حسن کو داغدار کر گئی۔ بہت سی باتیں ایسی تھیں جو آپ نے اپنے "ذہنی تحفظات" یا فسادِ خلق کی وجہ سے ادھوری چھوڑ دیں۔ ابھی بہت سے حروف پر نقطے ڈالنا باقی تھا آپ کے نام اس خط کا مقصد نہ تو آپ کے تجزیہ کا تجزیہ ہے اور نہ ہی محاکمہ لیکن بعض امور کی وضاحت البتہ ہم پر تاریخی فرض ہے۔ 8 رجون کے کالم بعنوان "سرائیکی صوبہ اور پسماندگی کی منطق" کے اختتام سے پہلے ایک جگہ لکھا ہے کہ "کیا ان مسائل کا حل پنجاب کی ایک مرتبہ پھر تقسیم ہے" جبکہ اصل الجھاؤ یہی ہے کہ ہم پنجاب کو تقسیم کرنے کی نہ تو بات کرتے ہیں اور نہ ہی حمایت۔ پنجاب خود پنجابیوں اور انگریزوں یا ہندوؤں کے ہاتھ تقسیم ہو چکا ہے۔ ہم تو پنجاب کو اس کے اصلی اور فطری حجم کی طرف پلٹنے یا پلٹانے کی بات کرتے ہیں۔ آپ نے خود بھی اور جناب خادم خاور صاحب نے بھی 6 رجون کے کالم میں سرائیکی علاقے کی پنجاب سے الگ حیثیت کے کماحقہٗ تاریخی حوالے درج کئے ہیں۔ اب اگر اس روشن ترین تاریخ کے باوجود ہمیں 1818ء میں کئے گئے رنجیت سنگھ کے فیصلے سے اختلاف کا حق نہ ملے تو ہمارے نزدیک یہ ظلم عظیم ہے۔ آج جبکہ بار بار پنجاب کی تقسیم کو ظلم عظیم کہا جا رہا ہے، انگریزوں ہندوؤں اور خود اپنے فیصلے سے اختلاف کا اظہار کیا جا رہا ہے "عظیم تر پنجاب" کیلئے "عظیم ثقافتی پنجابی تحریک" کا آغاز کر دیا گیا ہے تو ایسے میں ہمیں ہمارے حق سے کیسے محروم کیا جا سکتا ہے؟ (بلاشبہ پنجابیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ انگریزوں کے فیصلوں سے اختلاف کریں لیکن بالکل یہی حق ہمارا بھی ہے) اگر پنجاب کی مشرقی حدود مقدس نہیں ہیں تو جنوبی یا غربی حدود کے حق میں کونسی قرآنی آیات اتری ہیں؟ ہم سرائیکی صوبہ کا مطالبہ لسانی بنیادوں پر نہیں بلکہ تاریخی اور جغرافیائی حوالوں سے کرتے ہیں۔ اسی لئے سرائیکی قومی موومنٹ کے منشور میں "سرائیکی" کی تعریف سرائیکی بولنے والا نہیں بلکہ "سرائیکی جغرافیہ" پر یقین رکھنے والا ہے۔

6 رجون کے کالم میں آپ نے فرمایا کہ یحییٰ خان کے اقدام سے نہ صرف پنجاب بحال ہو گیا بلکہ اُس کی حدود میں اضافہ ہو گیا۔ اس سے آپ کی مراد بہاولپور کا پنجاب میں جبری انضمام ہے جسے آپ نے "ریاست" لکھا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ اس جبری انضمام سے بہت پہلے ون یونٹ کے وقت بہاولپور ریاست نہیں ایک صوبہ تھا جس کا وزیر اعلیٰ حسن محمود تھا۔ 1956ء تک کے تمام وفاقی بجٹ اٹھا کر دیکھے جا سکتے ہیں جن میں بہاولپور ایک الگ وفاقی اکائی کی حیثیت میں نظر آئے گا۔ دوسری بات یہ کہ اس جبری انضمام کے بعد آخر ہم کس منہ سے آج کشمیر میں حقِ رائے دہی کا مطالبہ کرتے ہیں؟ 1971ء کے انتخابات میں بحالی صوبہ کے تمام تر امیدواروں کی کامیابی کا کیا مطلب نکالا جا سکتا ہے؟ تیسری بات یہ کہ اس جبری انضمام اور پنجاب کی سرحدوں کو پھیلانے کا وفاقِ پاکستان اور دیگر صوبوں پر کیا اثر ہوا؟ متحدہ ہندوستان میں مسلمان ہندو اکثریت سے خوفزدہ تھا۔ تقسیم کے بعد ہم نے مشرقی پاکستان کی اکثریت سے خوف کھا کر "پیرٹی" جیسی غیر منطقی بے اصولی اور غیر جمہوری حرکتیں کیں۔ اب بڑے فخر سے سینہ ٹھونک کر 62 فیصد ہونے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے (یاد رہے کہ اس گنتی کے وقت پنجاب میں سرائیکیوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے لیکن بجٹ کی تقسیم کے وقت صرف چار ڈویژن ہی پنجاب قرار پاتے ہیں اور یہ بات فطری بھی ہے) اس دعویٰ کے بعد دیگر تین صوبوں سے اطاعت گزاری بلکہ باجگزاری کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ایک معاصر اخبار میں سندھ کے مسئلے پر جاری بحث میں صوبوں کے درمیان توازن کے فقدان کا بار بار ذکر کیا گیا ہے لیکن اس کے فطری حل کی طرف کوئی نہیں آتا۔ وفاقِ پاکستان کو بچانے کا صرف ایک ہی حل باقی رہ گیا ہے کہ پنجاب کو اُس کے اصل حجم کی طرف جانے پر آمادہ کیا جائے (بہ رضا یا بہ اکراہ) جناب حنیف رامے جیسے دیگر دانشوروں نے یہ ثابت کیا ہے کہ پنجاب دراصل مظلوم ہے جبکہ ہماری پسِ افتادگی اس بات کی عملی تردید ہے۔ آپ نے اس ساری بحث میں بار بار سرائیکی علاقہ اور سرائیکیوں کو پسماندہ کہا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس حالت کیلئے صحیح لفظ "پس اُفتادہ" ہے ہم پیچھے رہ نہیں گئے بلکہ ہمیں پیچھے پھینکا گیا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ اس کیلئے ایک طویل ترین منصوبہ بندی کی گئی۔ سازشوں کے جال بنے گئے۔ ملاحظہ فرمائیں ون یونٹ کے ٹوٹنے کے بعد بہاولپور کا انضمام اسی ون یونٹ کے ذریعے سندھ کے تین بیراجوں کے علاقے میں 8 آنے ایکڑ کے حساب سے 28 لاکھ ایکڑ [illegible] امداد، شاہد قومی اسمبلی کے فورم پر بتائے گئے ہیں) اور اسی ون یونٹ سے رنجیت سنگھ کی حسرتیں پوری کیں (کیونکہ بہاولپور پر تین حملوں کے باوجود رنجیت سنگھ ریاست کے دروازے پنجابیوں کیلئے نہیں کھول سکا تھا) حیرت اس وقت ہوتی ہے کہ جب یہ "ڈاکہ زنی" کرنے والے امام نظریہ پاکستان اور بھائی چارے کی بات کرتے ہیں۔ اس کے بعد پنجاب اسمبلی کے اندر باہر جاگ پنجابی جاگ کے نعرے بھی لگتے ہیں۔

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہئے

7 رجون کے کالم بعنوان "سرائیکی تحریک کے معاشی عوامل" میں ایک جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ "کئی سرائیکی تنظیمیں جدا صوبے کی حمایت نہیں کرتیں" میری نظر میں ایسی بات نہیں ہے تمام سرائیکی تنظیمیں اس بات پر بالکل متفق ہیں، ہاں البتہ

یا ثقافتی تنظیموں کا دائرہ کار مختلف ہے۔ جہاں تک طبقاتی مسئلے کا حل ہے تو یہ مسئلہ ملکی سطح کے مسائل سے جڑا ہوا ہے۔ جب تک الیکشن میں حصہ لینے کے عمل کو ایک غریب یا متوسط

صاحب مضمون

طبقے کے آدمی کیلئے ممکن نہیں بنایا جاتا اُس وقت تک طبقاتی جنگ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی۔ اس موقع پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ بڑے عرصہ سے پنجابی دانشوروں کی لابی سرائیکی علاقے میں طبقاتی جنگ شروع کرنے کے اشارے دے رہی ہے بلکہ وہ یہ بھی بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ سرائیکی علاقوں میں نئے آباد کاروں نے یہ جنگ شروع کر رکھی ہے۔ ایسا سندھ میں بھی کیا گیا تھا، مگر جلد ہی احساس ہو گیا کہ طبقاتی جنگ سے فارغ ہو کر آنے والوں کو پیچھے کچھ بھی نہ ملے گا کیونکہ توسیع پسندی کا عفریت سب کچھ ہڑپ کر چکا ہو گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بیرونی مداخلت سے مقامی استحصالی فوراً قومیت کی پناہ لے لیتا ہے اور اس طرح طبقاتی محاذ پر لڑنے والوں کو پسپا ہونا پڑتا ہے۔ اس کا حل وہی ہے، جو ایک مرتبہ اسلامی جنگ کے موقع پر پیش کیا گیا تھا کہ "ہر جنگ لڑنے والے کافر قیدی کو اُس کے قبیلے کا مسلمان خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دے" تاکہ کوئی کسی قومیت کا شہید نہ بننے پائے۔ اسی بات کو جدید اصطلاح میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ "اگر بھٹو کسی سندھی جرنیل یا سندھی ججز" کے ہاتھوں پھانسی پاتا تو آج طاقِ نسیان پر دھرا ہوتا...... میرے خیال میں طبقاتی قومیتیں اور علاقائی مسائل میں تقدیم و تاخیر ہمیں اپنے معروضی حالات کے مطابق کرنے کا حق حاصل رہنا چاہئے۔ سرائیکی صوبہ کا بننا ہماری جنگ کا صرف پہلا مرحلہ ہو سکتا ہے اگلا مرحلہ "ایک بہتر سماج" ہے جو کہ توسیع پسندی کے تابڑ توڑ حملوں کے دوران ممکن نہیں ہے۔ 8 جون 92ء کے کالم میں، جو کہ بعنوان "سرائیکی صوبہ اور پسماندگی" تھا فرمایا کہ ایسے اعداد و شمار میں مبالغہ آرائی بھی ہوا کرتی ہے لیکن ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ سرائیکی قومی موومنٹ کے پیش کردہ تمام اعداد و شمار مصدقہ ہیں جنہیں سرکاری ریکارڈ سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر سرکاری ریکارڈ ہی ناقابلِ اعتبار ہو تو الگ بات ہے اس خط کے ساتھ 1989ء کے صوبائی بجٹ کی تفصیل ارسال کی جا رہی ہے۔ اس کی صداقت پر اُس وقت کے صوبائی وزیر خزانہ کو بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور ہمارا یہ چیلنج آج بھی قائم ہے کہ صورتحال آج بھی مختلف نہیں ہے۔ آج بھی پنجاب کے صوبائی بجٹ سے سرائیکی علاقہ کو کسی لیبر کالونی جتنی مراعات تو کجا ضرورت نہیں ملتیں۔ بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ زخموں پر نمک پاشی کی جاتی ہے، ملاحظہ فرمائیں مورخہ 16 جون 1992ء کا روزنامہ جنگ صفحہ نمبر 2 جس میں ڈیرہ غازی خان میں زرعی زمینیں دینے کیلئے حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین جو کہ ایک حساس ادارے سے تعلق رکھتے ہیں درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان وہ علاقہ ہے جس کے بارے میں ایک معروف کالم نگار نے لکھا تھا کہ "یوں لگتا ہے کہ جیسے پاکستان کی برکتیں یہاں نہیں پہنچیں۔ آخر بھوک بے روزگاری پس افتادگی زمین اور آسمانی آفات کے مارے ہوئے مقامی آدمی کو یہ زمین کیوں نہیں مل سکتی؟ کیا حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین مقامی آدمی سے زیادہ مستحق ہے؟ زیادہ زرعی پس منظر رکھتا ہے؟ کیا اُس نے اس دھرتی پر رہ کر زیادہ عذاب جھیلے ہیں؟ کیا مقامی آدمی کی پاکستانیت مشکوک ہے؟ کیا ہے آخر کچھ تو جواب ہونا چاہئے چولستانیوں کیلئے چولستان کی زمینوں کی تقسیم پر گزشتہ پندرہ سال سے پابندی لگی ہوئی ہے لیکن ایک معزز رکن قومی اسمبلی جناب لیاقت بلوچ کے مطابق وزیر اعظم صاحب چولستان کی 33 ہزار ایکڑ اراضی پر ناجائز قابض ہیں تا حال اس الزام کی تردید نہیں کی گئی اور نہ ہی ہمارے بار بار کے مطالبات کے باوجود چولستان میں زمینیں حاصل کرنے والوں کے نام اخبارات میں شائع کئے جاتے ہیں بلکہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ریکارڈ بھی بہاولپور سے لاہور منتقل کر دیا گیا ہے۔

براہ کرم آپ اور دیگر محب وطن پاکستانی ان اسباب و علل پر غور کریں۔ کیا کبھی کوئی نتیجہ اسباب کے مختلف بھی نکلا ہے؟ اگر دو جمع دو کا حاصل مشرقی پاکستان میں چار نکلا تھا تو سندھ بلوچستان اور سرحد کے علاوہ سرائیکستان میں بھی چار ہی نکلے گا۔

مسئلہ اس وقت صرف سرائیکیوں کا ہی نہیں ہے بلکہ پورے پاکستان کا ہے، آج شاید ہمارے پاس پاکستان کو بچانے کا وقت ہے مگر کل کو کچھ نہیں بچے گا۔ پنجاب کی اس مصنوعی اور جبری اکثریت پر نظر ثانی کی جائے بصورتِ دیگر یہ یاد رکھا جائے کہ ظلم بغاوت کو جنم دیتا ہے، جسے کچلنے کیلئے مزید ظلم کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور ظلم بالآخر مٹ جایا کرتا ہے۔

"تو بھی پاکستان ہے میں بھی پاکستان ہوں"۔ کا نعرہ صرف ٹھٹھے کیلئے نہ لگایا جائے بلکہ عملی طور پر بھی یہ ثابت کیا جائے۔ سرائیکیوں کا مقصد ایک ایسا پاکستان ہے جہاں اُن کا تشخص محفوظ ہو اور وفاقی اکائیوں کو 1940ء کی قرار داد کے مطابق داخلی خود مختاری اور کلی اقتدار حاصل رہے کیونکہ یہی پاکستان کی بنیادی دستاویز ہے اور یہی قائد اعظم کا مدعا اور منشا تھا بلکہ اب تو یہی بقا کا تقاضا ہے۔

خیر اندیش، مجاہد جتوئی

جدہ (سعودی عرب)

(جاری ہے)

مجاہد جتوئی کے دو مراسلے 2

قاضی جاوید

جناب قاضی جاوید صاحب السلام علیکم!

آپ کی طرف سے سرائیکی موضوع پر جاری مکالمہ اچانک رک سا گیا ہے۔ ہزاروں لوگ اس مسئلے میں دلچسپی لے رہے تھے۔ قومی سطح کے مسائل میں سب سے اہم مسئلے کے تمام پہلو سامنے آ رہے تھے۔ سب سے اہم مسئلہ کہہ کر میں نے کسی تعلی سے کام نہیں لیا، صورتحال یہ ہے کہ اب پاکستان اور صوبہ پنجاب کا یہ جبری حجم ایک ساتھ نہیں چل سکتا ہے۔ ماضی گواہ ہے کہ مشرقی پاکستان سے بعض لوگوں کو یہی دھڑکا لگا رہتا تھا کہ 56 فیصد کی اکثریت والا یہ صوبہ اگر ادھر سے بھی چند ارکان ملا لے تو مستحکم ترین حکومت چلا سکتا ہے، یعنی صرف 6 فیصد کی اکثریت بھی ناقابل قبول تھی لہٰذا پیرٹی جیسا غیر منطقی قانون بنایا گیا، ریشہ دوانیاں کی گئیں ملک گنوا دیا گیا مگر اکثریت کو تسلیم نہ کیا گیا۔ آج کس منہ سے 62 فیصد کے حوالے سے استحقاق جتلایا جا رہا ہے؟ اگر حالت یہ ہو کہ تین صوبے مل کر بھی کوئی حکومت قائم نہ کر سکتے ہوں اور ان کی حیثیت تابع مہمل کی ہو تو آخر یہ صورتحال کب تک برداشت کی جا سکتی ہے؟ اس لئے پنجاب کا اس کے اصل حجم کی طرف واپس جانا صرف سرائیکیوں ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ قومی اور ملکی مسئلہ ہے اور اس مسئلہ کو جتنا عرصہ نظر انداز کیا جائے گا احساسِ محرومی سے پیدا شدہ مسائل بڑھتے ہی رہیں گے۔ سرائیکی مسئلے پر آپ کی طرف سے جاری مکالمہ میں کچھ یکسانیت سی آتی دکھائی دے رہی تھی اس لئے آپ نے بعض خطوط درج کرتے ہوئے ان کے بعض حصے چھوڑ بھی دیئے۔ فریقِ ثانی کے اکثر اعتراضات کا جواب کسی نہ کسی حد تک دیا جا چکا ہے (کسی کا مطمئن ہونا یا نہ ہونا شرط نہیں) پھر بھی اس میں کافی گنجائش موجود ہے۔ ایک بات آپ نے بھی فرمائی اور بعض معترضین نے بھی اُسے دہرایا کہ "جنہیں تو بلایا گیا" "اب ہم نے گل و گلزار کر دیا تو انہیں صوبہ یاد آ گیا" اس سلسلے میں میں آپ کی اور دیگر حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کروں گا کہ براہ کرم اس مسئلے کو نہ چھیڑا جائے کیونکہ اس طرح تو پنڈورہ باکس کھل جائے گا اگر ہم نے بھی اسی موقف کو اپنا لیا تو بہت سے لوگ گھاٹے میں رہیں گے۔ ذرا توجہ فرمایئے کہ اگر استحقاق کی بنیاد بلانا ہے تو یہ استحقاق صرف ان لوگوں کو حاصل ہے جنہیں ایک محدود وقت میں بلایا گیا۔ اس وقت کی تحریر بھی آپ نے فرما دی اس کے علاوہ جو لوگ ہیں وہ اپنے استحقاق کی کیا بنیاد بتائیں گے؟ کیا ہم سے یہ کہلوانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ "جو لوگ فلاں فلاں زمانے میں آئے اُن کے علاوہ لوگ اپنا بستر گول کریں۔" نہیں ہم یہ قطعی نہیں کہیں گے۔ ہم کہتے ہیں، جو ہو چکا سو چکا ہماری غفلت سے ہوا۔ کسی کی

ںکاری سے ہوا اب اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہیے۔ اگر بلائے جانے والوں یالائے جانے والوں کا کوئی استحقاق ہے تو جو لوگ معلوم تاریخ سے اس دھرتی کا حصہ ہیں تو کن کا بھی کوئی استحقاق ہو گا۔ اگر بماریوں کو یہاں لانے سے پہلے ان کی خاطر ماڈل کالونیاں سڑکیں سیوریج جیسی سولیات سے مزین بستیاں بنائی جا سکتی ہیں بلکہ ان کیلئے روزگار کے مواقع بھی ترجیحی بنیادوں پر مہیا کئے جا سکتے ہیں تو مقامی بے زمین لوگوں کیلئے یہ ضروریات کیوں مہیا نہیں کی جا سکتیں؟ ایک طرف غلیظ جوہڑوں کا پانی اور دوسری طرف میوزیکل رنگین فوارے اس تضاد سے کن جذبوں کو ہوا ملتی ہے؟

اس وقت بوسیدہ پیراہن پر وفاقی طرز حکومت مسلط رہے یا ری کنفیڈریشن سسٹم کو موقع دیا جائے یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔

۔ کنواں پاک کرنے سے پہلے اس چیز کا نکالنا ضروری ہے جس کی وجہ سے کنواں ناپاک ہوا پوری دنیا اس وقت "ری سینلمنٹ" کے دور سے گزر رہی ہے یہ عمل کہیں بہ رضا اور کہیں بہ اکراہ جاری ہے۔ عقل مند وہ قوم ہے جس نے "کھو کھلی سپر طاقت" بنے رہنے پر تلخ ترین حقیقت کو قبول کیا دنیا دیکھے گی کہ جلد یا بدیر

آملیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک

ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ پاکستان میں کوئی کسی کو ظالم ہونے کا طعنہ نہ دے۔ مسائل گھمبیر سہی لیکن ایک مرتبہ بیٹھ کر برابری کی سطح پر انکا حل سوچا جائے۔ قوم کو بتایا جائے کہ "پاکستان کا وفاق بہ رضا قائم ہے بہ اکراہ نہیں"

اپنے حق کے طلب گاروں کو غدار ملک دشمن توسیع پرست وغیرہ کے مکروہ القابات دینے کا سلسلہ بند کیا جائے۔ ان تجربوں کو بار بار نہ دہرایا جائے جن کے زہریلے ذائقے ابھی تک زبان پر ہیں اگر دو جمع دو کا نتیجہ چار تھا تو آج بھی اس کے تین یا پانچ ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ سرائیکی صوبے کا قیام (اس کے نام پر ہم کسی تعصب کے شکار نہیں ہیں) یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ ایک مزید صوبے کا قیام ملک کیلئے "شاک ابزرور" کا کام دے گا۔ آپ کا شکریہ ادا کرنا ایک روایتی سی بات ہوگی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ غیر روایتی شکریہ کے مستحق ہیں۔

خیر اندیش مجیبہ جتوئی

حقائق نہ لکاؤ

صوبہ سرائیکستان بݨاؤ

پاکستان دے استحکام دی خاطر بہوں ضروری اے

ڈاکٹر اسرار احمد

یک نظر ادھر بھی!

بشکریہ "پاکستان اخبار" لاہور

سرائیکی صوبہ اور پنجاب

روزنامہ "پاکستان" کے 8 جون 1992ء میں جناب قاضی جاوید کا مضمون بعنوان "سرائیکی صوبہ اور پسماندگی کی منطق" پڑھا، جس کی حمایت و مخالفت میں کئی دوستوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا، جنہیں قاضی جاوید نے اپنے کالم میں من و عن پیش کیا، جو کہ روزنامہ "پاکستان" میں شائع ہو چکے ہیں سرائیکی کاز پر موافق و مخالف آراء سے جذباتی انداز فکر کو الگ کرنے کے بعد جو چیز بچتی ہے، وہ خالص سرائیکی مسائل ہیں، جن میں تعلیم، صحت، مواصلات، بے روزگاری، غربت اور پینے کا صاف پانی سرفہرست ہیں۔ سرائیکی عوام اپنے ان مسائل کا بہرصورت حل چاہتے ہیں۔ البتہ وہ اپنے تشخص، خودداری اور وقار کو داؤ پر لگانا نہیں چاہتے، جبکہ دوسری طرف سرائیکی کاز کے مخالف حضرات اسے روایتاً پاکستان دشمنی اور پنجاب دشمنی گردانتے ہیں، جبکہ مسائل کو حقیقی نظر سے دیکھنے، سمجھنے اور انہیں حل کرنے کی راہیں تلاش کرنے کی ضرورت ہے، لیکن کسی کو وطن دشمن یا پنجاب دشمن کہنے سے نہ تو مسائل حل ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ ملک و قوم کی کوئی خدمت ہے۔

یہی وہ طرز فکر ہے، جسے ہم نے مشرقی پاکستان میں اپنایا تھا، جب بڑے فخر سے کہا جاتا کہ مشرقی پاکستان میں مسائل ہیں، وسائل نہیں، ان کے ہر مطالبے کو حقارت سے ٹھکرایا جاتا تھا۔ زبان، آبادی، آئین، صوبائی خودمختاری، طرز حکومت، غرض ہر مسئلے پر ان کے مؤقف کو نظرانداز کرنے کی روایت ڈالی گئی تھی اور پھر ایک دن کچھ بھی نہ بچا۔ یہی طرز عمل اس وقت ہم نے پاکستان میں اپنایا ہوا ہے اور خالص پنجاب کی بالادستی برقرار رکھنے کے لئے ہم ہر جائز و ناجائز کر رہے ہیں، لیکن اس کا انجام کیا ہو گا، یہ سوچنے کی ہم نے کبھی زحمت نہیں کی۔ اب مزید قومیتوں کو جذباتی نعروں اور جھوٹی تسلیوں سے نہیں بہلایا جا سکتا۔ آج مضبوط اور مساوی اقتصادیات ہی قوموں کو متحد رکھ سکتی ہے، وگرنہ تجربہ تو ہم کر چکے ہیں، بنگلہ دیش والے ہر طرح سے مسلمان تھے۔ جذباتیت کی بنیاد پر سرائیکی زبان کے الگ تشخص تک سے انکار کیا جا رہا ہے اور نادان دوست پنجابی کے 22 لہجوں میں سے سرائیکی کے ایک ہونے کا راگ الاپ رہے ہیں اور تاریخی حقائق سے سراسر چشم پوشی کی جا رہی ہے۔

آج سرائیکی عوام کی اکثریت کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں، صحت اور تعلیم کا کوئی تسلی بخش انتظام نہیں، بے روزگاری ہے، اوپر سے صحت کو پرائیویٹ کرنے کی نوید دی جا رہی ہے، مواصلات کا کوئی مؤثر انتظام نہیں، جبکہ سرائیکی علاقہ پیداوار میں بقایا پنجاب سے کسی طرح کم نہیں، نہ ہی سرائیکی عوام محنت سے جی چراتے ہیں، خلیجی ریاستوں میں سرائیکی عوام کی اچھی خاصی اکثریت محنت مزدوری کر کے اپنے ملک کے زرمبادلہ میں خاطر خواہ اضافہ کا موجب ہے۔

پنجاب کو اپنا انداز فکر بدلنا چاہئے، انہیں اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھنا چاہئے۔ آج سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے، یہ سب کچھ وہاں کی ناہموار اقتصادی پالیسیوں ہی کا نتیجہ ہے، یا کم از کم ایک مؤثر عنصر ضرور ہے، اس وقت پنجاب کی 63 فیصد آبادی بقایا تینوں صوبوں کی مجموعی آبادی سے بھی زیادہ ہے اور پنجاب کا بالادست طبقہ، فوج اور بیوروکریسی چاہتی ہے کہ ہر صورت میں پنجاب کی بالادستی کو قائم رکھا جائے اور اسے ایک "جن" یا "دیو" بنائے رکھا جائے۔

ملک میں جب بھی کسی طرف سے اپنے حقوق کے لئے آواز اٹھی ہے، اس کی مخالفت میں پنجاب کا یہ مخصوص طبقہ ہمیشہ پیش پیش رہا ہے بلوچستان کے لئے جب یونیورسٹی کا مطالبہ ہوا تو اس طبقے نے فوراً آواز بلند کی کہ بلوچستان یونیورسٹی کا مطالبہ ملک دشمنوں کی آواز ہے اور یہ کہ اس طرح ملک ٹوٹ جائے گا، لیکن وہاں کے شدید مطالبہ پر یونیورسٹی بنی اور ملک ابھی تک سلامت ہے۔

بلوچستان ہی کی طرف سے جب گیس اور پختونخواہ کی طرف سے بجلی کی رائیلٹی کا مطالبہ ہوا تو بھی اس طبقہ کی طرف سے اسے پاکستان دشمنی اور اسلام دشمنی سے تعبیر کیا گیا۔ آج جب مشترکہ مفادات کی کونسل نے سندھ، بلوچستان کو گیس اور پختونخواہ کی بجلی کی رائیلٹی تسلیم کر لی تو یہ ٹولہ خوش نہیں اور چاہتا ہے کہ کسی طریقے سے اسے واپس لے لیا جائے، جب کہ ایک کوشش تو انہوں نے کر بھی لی ہے کہ بلوچستان اور پختونخواہ کو گیس اور بجلی کی رائیلٹی ملنے کے ساتھ ہی وہاں کے لئے وفاق سے ملنے والی خصوصی ترقیاتی گرانٹ واپس لے لی، جبکہ سندھ اور پنجاب کو یہ گرانٹ باقاعدگی سے مل رہی ہے، پختونخواہ کے وزیراعلیٰ جناب میر افضل خان نے کئی مرتبہ شکوہ بھی کیا، لیکن بے سود۔

آج سرائیکی مسائل اور سرائیکی صوبہ کے مطالبہ پر بھی یہ ٹولہ اپنے مخصوص نعروں کے ساتھ سرگرم عمل ہے، لیکن ایک دن تو ہر صورت میں یہ مطالبات تسلیم کرنے ہوں گے، لیکن اس وقت تک دلوں میں اتنی نفرت اور دوری واقع ہو چکی ہو گی، جس کا علاج آسان نہیں رہیگا۔ سرائیکی علاقہ مسائل میں گھرا ہوا ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ آج سرائیکی مسائل میں وہاں کے جاگیردار اور سرمایہ دار برابر کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن سرائیکی دوستوں کو ایک مشورہ دینا چاہوں گا کہ برائے مہربانی جذبات کی شدت میں اتنا نہ بڑھیں کہ پنجاب کا "غریب پنجابی" بھی ان کی نفرت اور جذبات کی زد میں آئے۔ غیر جذباتی ہو کر دیکھا جائے تو حقیقت واضح ہے کہ پنجاب کا غریب پنجابی بھی اتنا ہی مظلوم ہے، جتنے غریب و بے کس پختون، سرائیکی، سندھی اور بلوچی ہیں۔ آج بھی پنجاب میں ایسے دیہات کی کمی نہیں، جہاں لوگ جوہڑ کا پانی پیتے ہیں، سکول اور صحت کے بنیادی مراکز نہیں ہیں، جاگیردار غریب و مجبور مزارعوں کی باحیا خواتین کو برہنہ کر کے بازاروں میں گھماتے ہیں، ان کی آبرو لٹ جاتی ہے اور پولیس رپورٹ تک درج نہیں کرتی۔ اخبارات کے روزانہ صفحات گواہ ہیں، ایسے میں اگر سرائیکی دوست غریب پنجابیوں، سندھیوں، پختونوں اور بلوچوں کو اپنا دشمن سمجھیں گے، تو شاید ان کی منزل بہت دور ہو جائے۔ پنجاب کو چاہئے کہ اپنے طرز فکر میں مثبت تبدیلی لے آئے، ورنہ ملک و قوم کا بہت نقصان ہو گا۔ ایک دن انہیں یہ مطالبات تسلیم کرنے ہیں۔ سرائیکی صوبہ بھی بنے گا، لیکن دلوں میں نفرت، اور دوری واقع ہو چکی ہو گی۔ بنگلہ زبان کے قومی زبان کے مطالبے کو 1954ء تک ٹھکرانے کے بعد تسلیم کر لیا گیا، لیکن شرمندگی کے احساس کے ساتھ، لیکن دلوں کی وہ نفرت دور نہیں کی جا سکی اور بالآخر 71ء میں اس کا افسوسناک انجام سامنے آیا۔

آج بلوچستان اور پختونخواہ کی گیس اور بجلی کی رائیلٹی کا مطالبہ تسلیم کر لیا گیا، اگر اسے بروقت تسلیم کر لیا جاتا تو قومی یکجہتی میں بہت مدد ملتی، جبکہ آج مرکز اور صوبوں کے مابین جو دوری ہے، اسے دور کرنے میں بہت وقت لگے گا اور بہت زیادہ سیاسی اقدامات کی ضرورت ہو گی، افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوا، اس کا الزام ہمیشہ پنجاب پر لگتا رہا ہے اور کچھ زیادہ نامناسب بھی نہیں۔ پنجاب کو اپنے ان الزامات کو بہرحال دھونا ہیں۔

عزیز خان۔ جدہ (سعودی عرب)

ہک(۱) سوال؟

محمد امین جتوئی
چوک سرائیکی خانپور

ہر بال دے کنیں وچ جو پہلی پیاری آواز آندی اے او اوندی ماء دی ہوندی اے۔ اپنڑی ماء جیندا او کھیر یا خون پی تے پلدے او ہر آدمی کوں ڈاڈھی پیاری ہے ایں کیتے ماء دی زبان وی اونکوں پیاری تے مٹھی لگدی ہے۔

ہر انساناں دی جانڑ سنجانڑ اوندی زبان ہے۔ اوندی زبان نہ رہی تاں اوندی سنجانڑ وی مکی۔ ایہو جہیں لوک جے جیندے وی ہن تاں بے جان جسم وانگوں۔ جیہڑی قوم کوں ختم کرنڑا ہوندے تاں اوندی زبان کوں مٹا یا ویندے۔ جیویں جو کہیں ظالم کہیں بیوس کوں قتل کرنڑ چاہندے تاں پہلے اوندا منہ بدھ گھندے جو او چیک نہ سگے تے کہیں کوں خبر نہ تھیوے سرائیکی زبان بولنڑ والے سب کنوں ڈھیر ہن۔ پر سرائیکی زبان تے ایہا زبردستی ہر کنوں ودھیک تھیندی پئی اے۔ کیا تساں ایں زیادتی کوں محسوس کیتے؟

بئے سارے اپنڑی اپنڑی زبان تے وجود تے فخر کریندن پر سرائیکی آپ کوں سرائیکی سڈاونڑ تے شرم محسوس کریندن۔ آخر کیوں؟

سرائیکی خواجہ فریدؒ دی زبان اے

ساڈے نینگرو!

میڈا دِلی پیار تے دعائیں قبول کرو،

سب جاندن جو تُساں ای ساڈے کل دیسے وارث ھو

ساڈا سرمایہ ہووے بھاویں ادب تُساں اصلی مالک ھو

میکوں پتہ ہے جو ساڈے نینگر اج کَنس کھولا دے ودے شکار ھن

جے تُساں کمر ہمّت نہ بدھی تے اساں پڈھوں وانگوں "جُل سائیں"

کیتی رہ گیو ہے، تاں ساڈا چیاوݨ تے تہاڈا وِسلاہی دھوݨ

تُہاکوں کہیں جا دا نہ رکھسی! خدا دا ناں ھیرے جاگو تے جگاؤ!!

آپڑیاں خدمتاں کوں عوامی بݨاؤ تے جلدی میلیاں ٹھیلیاں تے ونجو تے

متھا ڈیاں بیتریاں تے لکھیا ہووے

"سرائیکی بولو۔ آکھ کھولو"

شاباش! اللہ تہاڈی مدد کریسی!

سرائیکی۔ بہاولپور

اپریل ۶۹ء

تہاڈا خیرخواہ

مرید حسین جتوئی۔ خانپور
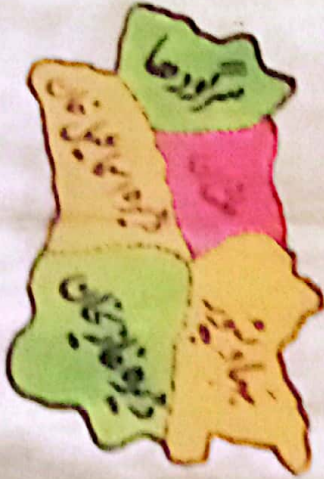
سرائیکی صوبہ
بہاولپور
ملتان
سرگودھا
ڈیرہ اسماعیل خان
ڈیرہ غازیخان
سرائیکی صوبے دا قیام
پاکستان دا استحکام
۷ ستمبر ۱۹۷۷ء

CamScanner

سوچ سرائیکی
تھیوو اَج قربان سرائیکی
نِلاں کرو آسان سرائیکی
کیتو خود جولان سرائیکی
تاں تھیسو ذیشان سرائیکی
تخلیق: راز جتوئی خاپنور کٹورہ
شاباش
غلامی دی
جنجیر تروڑو!
نعینگرو!!

سرائیکی دشمنی!

لکھت ۔ ۔ ۔ ۔ رانا جتوئی

زبان تے قبضہ ۔ پاکستان بنڑ ویندی اوپرے لکھاریں وڈے شور تے زور نال ایہہ دعوے اشروع کر ڈتا جو سرائیکی اینج کوئی زبان کئی ایہہ تاں پنجابی دا ہک لہجہ ہے ۔ ایں تاں ساکوں خطرہ پیدا تھی گیا تے اساں سرائیکی زبان دی قدامت تے اینڈی نویکلی سنجان ڈکرائی ۔ سرائیکی زبان دے داہ لفظاں تے دب جگ ڈ ن ڑ حرفاں کوں کل دی پنجابی کنوں وکھرا ثابت کر ڈکھایا ۔ سرائیکی دی گرامر کوں وی اینج ثابت کر ڈتا ۔ سرائیکی دی نویکلی ، مٹھاس روانگی تے نرمائی کوں پنجابی دے کُرپ کھنوں بالکل وکھرا ثابت کیتا ۔ ایندی وجہ توں کجھ اعتدال پسند، حقیقت شناس تے پاکستان دے خیر خواہ پنجابی ایں واضح فرق کوں منیندے پر اجاں وی کئی حریص تے متعصب اوپرے ایں حقیقی فرق کوں منیندے نہیں نظر آندے ۔ توڑیں جو انہیں کوں سرائیکی دے اکثر لفظیں دا مطلب وی نہیں آندا ۔ انہیں دے ہر قسم دے ، وودھارے ڈڈھیب دے جنون کوں اکثر پاکستانیں سنجان گھدے ۔ پر حکومت تے قبضہ تے غلبے دی وجہ توں ۱۹۹۱ ء دی مردم شماری دے پرت تے سرائیکی زبان دا خانہ نہیں رکھیا گیا ایں کھس کھوہ دا سنحال تے پنج کروڑ سرائیکیں دا واویلا جاری اے ۔

سرائیکی علاقیں تے قبضہ

موقع ملدیں ای ریاست بہاولپور جیرھی سرائیکی اکثریتی صوبہ دی ہا اینکوں عوام دی مرضی دے خلاف فوجی زور نال پنجاب نال شامل کرتے اوپرے لوکیں کوں اتھوں ، زیادہ وسایا گیا ۔ اتھوں دے تمام وسائل زمیناں تجارت تے صنعت انہیں دے حوالے کیتی گئی انہیں کیتے قبضہ سہولتاں تے اتھوں دیاں ملازمتاں وی ڈتیاں گیاں ۔ ہر دفتر دا وڈا حاکم انہیں کوں بنا ڈتا گے ایہا وجہ ہے جو ایہہ صرف اپنڑیں لوکیں دا کم ضرور کر ڈیندن پر سرائیکی دے ہر کم وچ رکاوٹاں پیندن یا رشوت دے بغیر جائز کم وی نہیں کریندے ۔ نفرت علاوہ کریندن ایہو ورتارا سارے سرائیکی علاقیں وچ جاری ہے مقامی لوکیں کیتے بے روزگاری عام کر ڈتی گئی ہے تاں جو ایہہ زمیناں تے جائیداد ویچنڑ تے مجبور تھی ونجن انہیں تے غریبی تے محتاجی مسلط کر ڈتی گئی ہے سادی دھاڑ پٹ تے کوئی غور نہیں کریندا

بیرونی فنڈ تے بجٹ تے قبضہ

سرائیکیں سمیت پورے پنجاب دی آبادی ست کروڑ تھی گئی اے تے ایں آبادی دی بنیاد تے آمدنی تے فنڈ پنجاب حاصل کر تے سب کجھ پنجاب دی صنعت سڑکاں پلاں یونیورسٹیاں شہراں تے سکیماں تے خرچ تھیندے سرائیکی علاقے دی کپاہ، گنا، کنک باغ تے بیاں زرعی جنساں کوں سستے نرخ تے گھن تے پنجاب دے کارخانیں وچ شکل بدل کے ولا سرائیکی علاقے دے لوکیں کوں مہانگا ویچ تے لٹیا ویندا پئے سرائیکی علاقیں کوں محتاج رکھنڑ دیاں سازشاں اجاں جاری ہن

ملازمتاں تے قبضہ

ترے کروڑ سرائیکی ڈسرگودھا توں ضلع رحیم یار خان تئیں تے صوبہ جات سندھ سرحد بلوچستان دے ڈوکروڑ سرائیکیں یعنی پنج کروڑ سرائیکیں وچوں اَج تئیں کوئی باصلاحیت اعلیٰ تعلیم یافتہ کہیں کلیدی عہدے دے لائق نہیں سمجھیا گیا ۔ یا جان بجھ تے کلیدی عہدے تے آونڑ دی نہیں ڈتا گیا سرائیکی علاقیں دے کجھ کارخانیں وچ سرائیکی نوجواناں کوں تربیت ڈے تے نہیں لاتا ویندا ۔ ! اتھاں باہروں سڈ تے اپنڑے طبقے کوں فیضیاب کیتا ویندے ۔ سرائیکی لوک : بے روزگاری توں تنگ تے سعودی عرب یا کراچی دا پردیس ملہا ونڑ تے مجبور تھی گیوں جو انہیں دے اپنڑے وسائل نوکریں زمینیں تے جائیداد دے بے مالک بنا ڈتے گین ۔ صنعت تجارت تے مزدوری توں وی او محروم کر ڈتے گین ۔

سرائیکی رسالیں تے اخباریں تے ظلم

پنجابی تے ہمیں زبانیں کوں سرکاری فنڈ ڈتے ویندن پر سرائیکی زبان کوں محروم رکھیا گیا ۔ تے ریڈیو ٹیلی ویژن تے اخباریں وچ سرائیکی دا نان گھنڑ دی جرم ہا سرائیکی زبان دیاں فلماں بجان بجھ تے نہیں بنڑائیاں گیاں ۔ سرائیکی دے رسالیں تے اخباریں کوں کئی بہانہ بنا تے بند کر ڈتا ویندے قدم قدم تے مخالفت کیتی ویندی اے ۔

صوبے کنوں محرومی

ہک صوبہ ست کروڑ آبادی دا تے ترے صوبے صرف پنج کروڑ لوکیں دے برعکس اپنی لسانی ثقافتی تے انتظامی ضرورت تے سہولت دی خاطر آزادی دے بعد اپنے صوبے ودھاگھدن پر اساں پنجابی استحصال بنا دتے تے زور لا یا گئے سندھیں بلوچیں پٹھانیں تے پنجابیں اپنی اپنی زبان ثقافت تے وجود کوں منوا تے صوبے حاصل کر گھدن تے نہ اسلام کوں تے نہ پاکستان کوں کوئی زک آئی اے تے پنج کروڑ سرائیکیں دے صوبے بنن تے اسلام تے پاکستان کیوں تباہ تھی ویسن ایہہ صرف حریصانہ تے خود غرضانہ شور ہے۔ سارے چھوٹے صوبیں دی خواہش دی ہے جو سرائیکیں کوں وی صوبہ ڈیوو تے سب صوبے ہکو جہیں کیتے ونجن تاں جو سارا پاکستان ترقی کرے تے مضبوط تھی ونجے نفرتاں دی مک ونجن تے پاکستان دی اجتماعی خیر خواہی دا تقاضا وی ایہو ہے۔ ایندی کوشش اساں جاری رکھسوں کیوں جو اساکوں غلامی تے اپنی بے وجودی ہرگز قبول کینی۔

سرائیکی علاقیں تے غیریں دی شاہی

سرائیکی علاقیں دے ڈویژن ضلع تے تحصیل دی سطح تے سب افسر پنجاب دے تعینات کیتے ویندن . انھوں دے عوام نال حتراں ... دا سلوک کریندن رشوت گھندیں اہنیں کوں کوئی احساس نہیں تھیندا۔ او خود کوں انگریزیں وانگوں حاکم قوم دا فرد سمجھدن مہاجریں قدیم آباد کاریں تے مقامی لوکیں وچ پھیٹا پا گھدن مذہبی عالمیں کوں آپت وچ لڑا گھدن تے اپنے طبقے دے لوکیں کوں اتھاں سیٹھ سیٹھ تے اتھوں دیاں زمیناں نوکریاں تجارتی لائسنس تے قرضے سہولتاں ڈیندن پر مقامی لوکیں دے ہر کم وچ رکاوٹاں پیندن تے نفرت علاوہ کریندن۔ مقامی زبان سرائیکی کوں جاہلیں دی زبان آہدن اپنے طبقے کوں سب مراعات ڈیندے تے امیر بنا ڈیندن جو ایہہ آسانی نال اتھاں دی جائیداد تے زمیناں مہانگے بھا گھن سگن۔

میرٹ دا ڈھونگ

- پنجاب وچ اعلیٰ درسگاہیں یونیورسٹیاں زرعی تے فنی تربیت گاہیں دا فرنشاف لائبریریاں لیبارٹریاں اعلیٰ فرنیچر تے کھلیاں عمارتاں موجود ہن۔ بہترین ہوسٹل تے آمدورفت دی ہر سہولت دی موجود ہے پر سرائیکی علاقیں وچ اساں انہاں سہولتاں دا تصور وی نہیں کر سگدے۔ ایہہ فرق جان بجھ تے رکھیا گئے تاں جو پنجاب دے لوکیں دی شاہی سارے ملک تے اتے خاص کر سرائیکی علاقے غلبہ ضرور رہے۔ میرٹ دا مقابلہ ملکی سطح تے تھیندا ہے تاں جو اتھوں دے امیدواریں دے جوں قابل ہوں ہر مل سگن تے محرومی پیدا نہ تھیوے

وڈیریں نال سازباز

- اہنیں کوں رشوت وچ شیخ چیراسی جھنگی ماشکی دکھ سفارش ولائی گئی اے تے ٹیلیفون تے بجلی کنکشن دا کچھ کوڑے ڈے تے مقامی آبادی دا محسن بنایا گئے مرکز تے صوبے دے صدر مقام تے پلاٹ تے قرضے وی ڈے تے اپنا دلال بنایا گئے اے ایں ودھی دے بدلے ایہہ اپنے علاقے دے حقوق توں فارغ رہنداں تھیوں جو انہیں کوں یقین ڈوا یا گئے جے تہاڈے عوام خوشحال تھیسن تاں تہاکوں ووٹ نہ ڈیسن ایں سانگوں اے ایہہ لوک اپنے اپنے علاقے کیتے ملاں دی سنگولی نہیں

عوام کوں بیزار کرن

بنگالیں تے سندھیں طرحاں ہن سرائیکی عوام دی دھاڑ فریاد دی نہیں سنی ویندی۔ تاں جو ایہہ پنج کروڑ سرائیکی عوام جیہڑے سارے پاکستان وچ قدیم کنوں آباد ہن ایہہ بے چین تے رنج تھیسن تاں ہر صوبے وچ بے چینی پیدا تھی رہسی تے تھک ہار تے غالب اکثریت پاکستان کنوں ای بیزار تھی ویسی۔ کیا ایہہ سازش پاکستان دے حق اے؟ عوام سخت پریشان ہن آخر پاکستان دی سلامتی چھوڑ دی ایہہ تنگ سہہ سگوں؟ جیہڑے محروم لوک ملک دشمنیں کوں نشانہ بنیندن او تے اہنیں دے بالتو اخبار مظلوم لوکیں کوں اسلام تے پاکستان دے بدخواہ آکھن دا شور برپا کر ڈیندن کیا ایہہ اسلام اے جیہڑا غریب تے محروم لوکیں کوں غلام بنا یا ونجے؟ اہنیں دے حقوق کھا ونجن تے سارے ملک کوں بے مہار جانوریں دی چراگاہ بنا ڈتا ونجے؟

اساں اہنیں ہلاکت خیز سازشیں دا پردہ چاک کریندے رہسوں عیار مکار لیڈریں طبقے کوں ننگا کریندے رہسوں تاں جو پاکستان سلامت رہے تے اساں سبھے ایندی چھاں تلے ہکو جیہے وسدے رہسوں۔

دسمبر ٧٦ء

غدار کون..؟

تحریر:- مرید حسین خان جوئی

۱۔ جیئں پاکستان وچ طبقے بنائے۔؟
۲۔ جیئں اسلام دے راہ وچ روڑے اٹکائے؟
۳۔ جیئں اسلام وچ نویں رخنے سیٹے؟
۴۔ جیئں برادری۔ زبان تے طبقہ نوازی کیتی؟
۵۔ جیڑھا حرص ہوس وچ بدنام تھیا۔؟
۶۔ جینڈے کھسیر کھوہ استحصال کنوں صوبائی تقسیم تے بنگلہ دیش تھئے۔؟
۷۔ جیئں صرف کمائی کیتے ظلمیں نال دسیب کوں تباہ کیتا۔
۸۔ جیڑھا اپنْے مہد کوں وٹ نال ورتیندا رہیا۔؟
۹۔ جیڑھا بیرونی سازشیں دا ایجنٹ ہے؟
۱۰۔ جینڈے قلم ضمیر تے جسم ہمیشہ وکدے رہین؟
۱۱۔ جینڈا ماضی اپنْے ہم وطنیں تے مسلمانیں کوں غیریں دے تسلط کیتے مارنْ کنوں دا غدار ہے۔؟
۱۲۔ جیڑھے دولت دی کمائی وچ حلال حرام کوں کجھ نی سمجھدے؟
۱۳۔ جیڑھے موقع پرستی۔ مفاد تے طوطا چشمی کوں پیار کریندن۔؟
۱۴۔ جیڑھے اپنْے سوا سب کوں غدار سمجھدن؟
۱۵۔ جنہاں ماضی وچ ہر آزادی دی تحریک کوں غیراں کیتے دگا ڈتا۔؟

یا

جیئں بھرپی پیدا کیتی؟
جیڑھا اجّ ڈی اسلام دا شیدائی ہے؟
جیڑھا ہکے اسلام دا منّنْ والا ہے؟
جیڑھا انصاف یا مساوات دا طالب رہیا؟
جیڑھا قناعت وچ رہیا؟
جیڑھا چپ کیتی رہیا؟

جیڑھی ایں تباہی دے راہ کوں برائی سمجھدا رہیا؟
جیڑھا انیکوں بے انصافی آکھدا رہیا۔؟
جینڈا باہر لیکھیں نال کوئی گانڈھا کائینی؟
جینڈے جسم قلم۔ تے ضمیر ملک تے ملت دی خدمت کیتے وقف رہیے
جیڑھے ہمیشہ بیرونی قبضے دے خلاف اٹھیاں گردناں کیتی ودے رہیئن۔؟
جیڑھے حرام کنوں بچا رہنْ چنگاں سمجھدن؟

جیڑھے اہنیں لعنتیں کنوں نفرت کریندن؟

جیڑھے بھرپی وچ مار کھاندے رہین؟
جیڑھے آزادی کیتے قربانیاں ڈیندے رہین؟

فقط بیرا ہر دی۔ المقال ہر دی!

۱۶۔ جیڑھے طالبانہ طور تے ملک دے سارے وسائل تے قبضہ کیتا ہوئے۔؟

۱۷۔ جیڑھیں اپنی بالادستی کوں مسلط رکھن کیتے اوہ دی کوشش جاری کیتی ہوئی ہے؟

۱۸۔ جیڑھیں پاکستان کوں لٹ دا مال سمجھ تے لٹیندے تے لٹیندے پن؟

۱۹۔ جیڑھے ہر حاکم وقت کوں مطلب کڈھاون دے بعد دھوکا ڈیندے آہن۔؟

۲۰۔ جیڑھے ہمیشہ اپنے محسن کوں اذیت ڈیندے آہن؟

۲۱۔ جیڑھیں دولت پرستی کوں شرافت تے دیانت تے ترجیح ڈیتی ہے؟

۲۲۔ جیڑھیں ملک وچ ملاوٹ۔ بناوٹ۔ رشوت۔ گھٹ تولن۔ ناپن۔ سمگلنگ۔ ذخیرہ کرن۔ غنڈہ گردی تے ہیرا پھیری شروع کیتی؟

۲۳۔ جنہاں جعلی سنداں تے ہیاں ہزاراں شیہیں دے علاوہ جعلی دوائیاں بناون دیاں فیکٹریاں لایاں ہوئیاں؟

۲۴۔ جیڑھے کارخانے دے مالک بھی تے صرف اپنے خاندان یا طبقے کوں ایجنسیاں ڈیندے تے قوم کوں لٹیندے پن۔؟

۲۵۔ جنہاں نہ صرف ملک والیں نال ہیرا پھیری کرتے بلکہ بیرونی ملکیں وچ وی انہیں حرکتیں نال ملک تے ملت دے وقار کوں مجروح کیتا ہوئے۔؟

۲۶۔ جنہاں دے باہر ملکیں وچ ڈکھن تے نہ صرف اتھوں دی پولیس کتے ہیٹے کر گھندی اے۔

جیڑھے کجھ نہ ملن تے وی پورے فیصد ساتی ملکی مفاد خاطر چپ رہیئے۔؟

یا جیڑھے زبردستی بیٹھے رہن توں انکار کیتے؟

یا جیڑھے لیٹیں ڈے تے وی صبر کیتی رہ گیئن۔؟

جنہاں کوں حاکماں وی منہ نی لایا؟ دل وی کوئی خراب نہیں کیتی؟

جیڑھے لیٹے محسن دے پچھوں تے وفادار رہیئن؟

جیڑھے ہمیشہ شرافت تے دیانت دے قدردان رہیئن؟

جیڑھے انہیں برائیاں دا شکار رہین تے ھلی دیاں ھن؟

جیڑھے انہیں نقلی شیہیں کوں کھاون تے مجبور ھن؟

جیڑھے انہی حالات وچ کوئی تجارت یا دھندا نہیں کر سگدے؟ یا صرف لیٹیں ڈے تے مجبور ھن۔؟

جنہاں دے ہتھ نہ کوئی دھندہ آون ڈیندا گئے تے نہ ای او کہیں باہرلے ملک وچ ونج تے ایہو جیہی چالاکی کر سگدن؟

جیڑھے گھر دی ادھی تے قناعت کرن والے ہن انہاں کیا باہر ونجنڑا تے کیا کہیں کیتے خطرہ بنڑن۔

جناب مرید حسین خان جتوئی خانپور

جنوری ۱۹۷۵ء

آؤ سئیں کجھ نال سوچوں!

میڈے پُھوں مہربانان دا تقاضہ ہے جو میں انھاں کوں سرائیکی ادب نال گنڈ ہوتے آپ چُپ کر بیٹھاں، انھاں پیاریں کوں عرض ہے جو تئیں ساڈا اتنا نقصان کیتے جو میں جھلی تھوڑ سیتے بند ہے کیتے ہوش، حواس قائم رکھن مشکل تھی گیا ہا پیاول موانگ ڈین وات پیٹے او تاں سجھیں کیتے سانجھی ہے جیندا اثر ساڈی تہاڈی جان تے سمجھ تے برابر دا ہے، جیندی وجہ توں رِٹاں چُپ تے چوں پوں توں غفلت رہی ہے۔ انھاں مجبوریں کوں پیش کرن دے بعد میڈا وعدہ ہے جو اگوں تے سرائیکی ادب رسالے دی خدمتوں گالھ مہاڑ اکو نھیں ڈیون دی تھیندی رہسی۔

اَج میں تُساں سجناں دی توجہ ایں ضروری گالھ ڈو کرویندا ہاں جو اساں تُساں ہنیہیں دی کھس کھور (استحصال) دے وڈے وڈے روونے رُنیں او وی اپنی جا تے ٹھیک ہن تے انھاں توں انکار نئیں ساڈی روزی، رسم، رواج تے زبان دی موت ہے۔ جیکوں جیندے بندے تاں تئیں سہہ سگدے تے انھاں حقوق دا منگن یا حاصل کرن دا ہر پاکستانی دا برابر دا حق ہے پر ایہہ وی ڈٹھا یا کہ کڈاں تئیں سگدے ہے؟

جیڈاں اساں سارے ہک مُٹھ تھی تے کھسن والیں کوں ایہ ثابت نہ کرسوں جو اساں ہُن جاگ پیوں ہیں تے ساڈے حق حقوق مارن آسان نہیں

بھرا او! سوچو تاں سہی جو کیا ساڈا اپنا تے اساڈے وڈ وڈیریں دا قصور نہیں؟ کیا اساں ماہے ہک بئے کوں سہیندے وی ہیسے؟ کم تھوڑا کریندے ہیں تے شور زیادہ پیندے ہیں۔ اپنے آپ کوں وڈا بناون دے کہیں کہیں حیلے کریندے ہیں، جیڑھا ساکوں وڈیرہ بنا یا ہا اندا نہ منّے، اساں وی ہوندے خلاف محاذ بناون تو پئے چکدے، جیڑھی لگی بدھی طاقت مقابل تے خرچ تھیونی ہئی، او اساں ہک بئے کوں گھٹاون تے پئے ہیندے ہیں۔ رل کھیڈن دی ساڈی ملندی کھٹن گئی ہے تے اساں اینجھے گھٹا رے تھی گیوں جو غیراں دا آسرا ودے گولیندے ہیں تے غیریا مقابل وی او جیوڑا بنگ پیا کیتے تیار ہے تے اساں ہوں کوں انتہا کریندے ہیں جو سئیں! میکوں نہ لوکھنا، ڈیہہ سرائیکی کوں ختم کرن والیں دا پاسہ ودے گھنداں ایہ کتنی شرم دی گالھ ہے، جرا قتاں ایہو کجھ چھندے جو ساڈے اندر پھوٹ پئی ہے تے او اپنی مرضی نال انگوں ہاں تھیا ہے۔ ساڈے سارے حق حقوق کھسی گھن دیندے

پنچھی

مئی ۱۹۸۳ء — مدیر حسین آزاد جتوئی

توں ویندیں روز گھٹیندا
احساس تیکوں نی تھیندا

تاریخ دا ایہہ عمل ہے جو جیڑھے لوک آپݨے حق حقوق تے جان سنبھال توں بے پرواہ یا مایوس تھی ویندن انہاں کوں موقع پرست سیاست تے سازشی طبقہ ہضم کر ویندے۔ جیندی وجہ توں او غلام تھی کر ہیں اپݨا نویکلا وجود وی نسکا بچا سگدن۔ نہیں تے لازم لاوݨ توں چنگاں ایہہ ہے جو اساں آپݨے گریبان وچ تاں جھاتی پائوں۔ جو اساں خود آپݨے نال کیا کیتے۔؟!

اساں سرائیکی لوکیں وچ کئی قسم دے معتبر یا مہاندرے ہن۔ جنہاں دا ہر قومی گھاٹے واڈھے وچ ہک خاص اثر تے کردار راہندے او ہن زمیندار، پیر تے عالم تے دانشور، ادیب تے شاعر!!

ا — زمیندار —

زرعی علاقے ہووݨ دی وجہ توں ایہہ ٹولہ اجاں وی ہک خاص اثر تے اہمیت رکھدے جاگیرداری دا کٹھالے ٹھیکیدار ٹولہ اپݨے مزارعین۔ آپتوں نکے زمینداریں تے نال دے ہمسائیں کوں وی آپݨے پیریں تلے دابھی رہ ویندے۔ احساس رکھݨ والیں یا قومی دردمندیں کوں ایہہ اصول ابھرݨ ای نی ڈیندا۔ جیڑھا وی ذرا دی سر چیندے ..... چوری کرایا کہیں کوڑے مقدمے وچ پھسا تے مندھی رہ ویندے۔ یا آپت وچ مار دھاڑ پیدا کرا تے ہک ٻئے نال اڑوبیٹ کرا تے نکے دی پاڑ پٹی راہندے۔ جیندی وجہ توں لوکیں دی اکثریت مایوس تھی جان تے کم کوس تھی گئی اے۔

پاکستان بݨݨ تے ایہہ امید تھی گئی ہئی جو سارے لوکیں کوں کجھ اگوں نہال تھیوݨ دے موقعے نصیب تھیسن پر موقعہ پرست زایرا تے عیار طبقے سازشاں کر تے قوم تے ملک دے سارے وسائل تے قبضہ کر گھدے۔ جیندی وجہ توں اکثریت وچ محرومی، بے چینی تے کاوڑ پیدا تھی ویندی ہے۔

ساݙے آپݨے خود غرض نمائندیں کوں وی صرف آپݨی کرسی تے ذاتی مفاد نال مطلب رہیے۔ انہیں آپݨے علاقے تے عوام دے حق حقوق تے ترقی نال کوئی دلچسپی نہیں رکھی۔ ایہا وجہ ہے جو اساں سرکاری نوکری تجارت، صنعت تے ٻنہیں واجبی سہولتیں کنوں وی اجاں محروم ہوں۔ بیروزگار کر تے آپݨی رہندی سہندی جائیداد ویچݨ تے مجبور کر ݙتے گیوں۔ ایں طرحاں سیٹھ وار ویندے تھیندوں تے ایں غلامی دا اندھارا ہیا دی ودھدا نظر آندے ایہہ سارا قصور ساݙے خود غرض نمائندیں دا ہے۔ جنہاں دی اپݨی اگلی نسل دا انجام وی ساگی ساݙے وانگوں تھیوݨے۔ اج دی وقت ہے جو انہیں احساس کرتے او آپݨے علاقے تے عوام دے جائز حقوق حاصل کرݨ دی کوشش کرن۔ نال تاں او آپے پسیلے تھی ونجن جو کوئی دردمند طبقہ تاں ابھر سگے۔!!

پیر تے عالم

ایہہ کم انہاں دا مریضیہ واردات دی زمینداریں والا تھی گئے۔ جیہیں تے زمیندار تے ردھیں تے ریسے مارکہ سوار ہن۔ جیہڑے جو خود دی مصلحتاں دا نکاران۔ جیگائی دا حکم نہ تے برائی کنوں روکناں انہاں دا اصل کم ہا۔ انہیں اصولیں کنوں انہیں دے وڈکے عوام دے دلیں تے راج کر گئن۔ اپنے بزرگیں نال عوام دی عقیدت دا فائدہ چیندیں ہوئیں انہاں بناں عمل دے رکیں کوں اپناں غلام سمجھ گھدے۔ پہلے جیہڑے نذرانے تے آمدن ہکے تے ڈکھے لوکیں دی خدمت تے خرچ تھیندے ہن اوہ ہن انہیں دے بے جا الول تے پیے لگدن روحانیت دی جاتے نفس پرستی تے نال نموز دا غلبہ تھی گئے۔ ایہا وجہ ہے جو سیانے لوک ہن انہاں کنوں کھنی ودے کر نیدن عالمیں آپنے بناوتی اختلافات کنوں اسلام تے قوم کوں جیہاں نقصان پہنچائے۔ او دشمن وی نہ کر سگن ہا۔! فرقہ فرقہ تھی گیوں ہک ہے دا منہ نہیں بھاندا۔ جیہڑا ہا وکا دی مال ہا او وی کدا رہ گئے۔ ہن جیکر ایہے صاحبان ہوش سنبھالن تاں رہبری کر سگدن پر احساس کرن تاں!

۳- دانشور تے ادیب

ایہہ بالکل حساس لوک ہوندن۔ قوم دے ہر ڈکھ تے درد کوں اصلوں نیڑے کنوں ڈیکھدے تے محسوس کریندن اپنی رت نال سر جھلے دا ڈیوا بلیندن ہر وقت قوم دی لوڑھ دی آواز بیدا کریندن تے انہاں دا سب کنوں وڈا کم ایہو ہے جو عمل دے جذبے کوں ابھار نیدن۔ تے سوچ دا دھارا دی ایہے پھیریندا اے جو قوم دی لوڑھاں دا تصور عملی شکل اختیار کر کے تے خود وسدا نظر آ ویندے۔ اینکی مثال خود پاکستان ای کافی ہے ایں حساس طبقے طبقے وچ وکیل پڑھے لکھے صاحب الرائے، لکھاری شاعر تے ادیب وی ہن۔ جیہڑے عوام دے وچوں ہن تے صحیح صحیح پتہ تے محسوس وی کر سگیدن تے عوام کوں شعور تے احساس وی ڈیوا سگدن جے چاہن تاں!!

انہیجے طبقے دی سبب غرض پسندی تے لاتعلقی کنوں مایوس تھیندیں ہوئیں وی اساں لا اید انہیجے نسبتے تھیندے جو کہیں ایکوں دلا جھنجھوڑ دی دی۔ نہ ایہہ لوڑا لاڈی اپناں فرض سمجھوں۔ ایں سمجھدار طبقے کوں اینکی آپنی ذمہ داری دا احساس ڈیوینیدوں سگے التجا دی کر نیدوں جو او خود پرستی کوں چھوڑ کراہیں قومی ڈکھ درد وچ وی آپنا وڈا حصہ ضرور گھنن جے بیا کجھ وی نہ تھی سگے تاں اتنی مہربانی تاں کرن جو او آپنے علاقے دے سیاسی نمائندیں تے نظر تاں رکھن۔ تے انہیں کوں قومی لوڑھاں دا زبانی تے تحریری طور تے احساس ڈیوینیدے رہن۔ بیکار تے خود غرض نمائندیں کنوں عوام کوں آگاہ کرن تے قوم کوں محنت کرن تے آمادہ وی کریندے رہن۔

آخری النجاء تساں ایہہ مزور آکھسو جو ایں مشکل دور وچ ایہے کینجھیاں امیداں لائی بیٹھے۔ باقی ص ۲۰۶

اَج وی شاعر دِچھوڑا الکھدن کرن قوم کوں خود بیمار
چھوڑوں تھتے یاس الم دے۔ انہاں کیتے مست خوار
اینجھی کرتوں ستیں رفتار۔ ہر کوئی آکھے ہُے ہُشار

آؤ سئیں، سرائیکی کوں کجھ اگونھاں کروں!

اپریل ۷۳ء

• مرید حسین خان جتوئی (چوک سرائیکی خان پور)

ضروری نہیں، جیڑھیاں تجویزاں میں پیش کراں ڈھیاں ای آخری تے اٹل ہن۔ میں کنوں زیادہ درد محبت رکھݨ والے سجݨ موجود ہن، اُمید ہے جو او میڈے خیالیں توں وی چنگیاں صلاحیں ڈیسن۔ میں انہیں کوں سوچ وچار دی دعوت ڈیندا ہاں تے عرض کریندا ہاں جو او وی قابلِ عمل تے آسان پھل ڈیوݨ والیاں تجویزاں سرائیکی بھراویں کوں پیش کرن۔

میڈا خیال ہے جو سرائیکی کوں ہک اینجھی تحریک دی ضرورت ہے، جیڑھی ملکی جمہوری قانون دے اندر رہ تے حقی مقام جلدی پا سیگے۔ ملاحظہ فرماؤ، میں سرائیکی کوں چار محاذیں وچ ونڈیندا ہاں

(۱) اگواݨ (۲) گول پھول والے لکھاری (۳) شاعر
(۴) فینانسر (فارورڈ بلاک)

مرکزیت دا قائم کرݨ تے ہر ہک دے نال گانڈھا ہا تے عملی خلوص ای ہر تحریک کوں کامیاب کریندا ہے۔

۱۔ اگواݨ (سرپرست) ای ہر تحریک دا بنیاد ہوندے۔ اے سعادت کہیں خوش نصیب کوں نصیب نہیں تھیندی۔ صدیاں پچھوں کوئی اینجھی ہستی پیدا تھیندی ہے، جیندی قربانی، سک تے چھک وچ ہک اینجھا جوش ہوندے، جیڑھا تیڑی دے سارے پوڑ کوں اپݨے نال گھلیاں چلدے۔ کئی مثالاں پیش کر سگیندن۔ پر میں اج ہک اینجھی ہستی داناں فخر نال پیش کریندا ہاں۔ جیڑھی اللہ دے فضل نال اج دی ایں دنیا تے موجود ہے۔ او ہن حضرت طالب المولیٰ ہوریں، جنہاں دے ایثار تے جذبے سندھی ثقافت تے ادب کوں وڈا سہارا ڈتے۔ اُنہاں سندھی ادب دے لٹریچر کوں کٹھا کرݨ، گول پھول درلیسرچ کیتے اپݨے پلوں ادارے بݨائے، لکھاریں دی دل تیں ہانی، تے ہر قسمی امدادی تھئے۔ آپ خود وی اج دے وڈے ادیب تے شاعر ہن۔ اپݨی ثقافت تے ادب نال آپ کوں سچے دلوں پیار ہے۔ جیہیں ساڈوں اپݨے خدا دے ڈتے دھن کوں قومی تے عوامی خیر دے کمیں تے خرچ کرݨ وچ آپ کوں ہک خاص دلی سرور ملدا ہے۔ لطف اے ہے جو جتنی فراخدلی نال او خرچ کریندن، خدا اُنہیں دے مال دولت وچ تیہوں وی برکت پا ڈیندے۔ میڈا خیال ہے جو ایندی وجہ صرف اُنہاں دا خلوص ہے۔ او نمائش یا ڈکھاوا پسند نہیں فرمیندے۔ عمل کوں عبادت دا درجہ سمجھدن تے ایہا وجہ ہے جو او خدا تے خدائی

دا شرف حاصل کر چُکِن۔

اَساں ڈھائی کروڑ سرائیکی بولݨ والیں وِچوں ہِک وی سائیں طالب المولیٰ جیہاں مائی دا لعل پیدا نہیں پیا تھیندا۔ جیڑھا اَگوں تے وَدھ تے اپݨے تن مَن دَھن نال سرائیکی ثقافت تے ادب دے مفاد کوں سنبھال سگے۔ جے سرائیکی کائنات اینجھا ہیرو پیدا کرݨ توں ڈاڈھی وانجھی تھی گئی ہے، تاں اَپݨے اپݨے علاقے دا بار چوُ تھیوݨ تاں اُوں توں سوکھا ہے۔ اَساں جھک نوائی تے دردمندی نال خدا اتوں دُعا منگدوں جو او اَساڈے حال تے رحم فرماوے اساڈے امیریں کوں دِل دراز تے حساس کرے۔ جیڑھے سرائیکی دے گاڈے کوں گیڑ تے منزل تے پُچاوݨ وِچ امدادی تھیون!

سرائیکی بھراؤ! جیڑھا قافلہ اینجھیں انتظاریں وِچ ہتھ تے ہتھ رکھ تے بہہ ویندا ہے او بیٹھا ای رہندا ہے ایں کیتے مَیں سرائیکی قافلے کوں نیاز نال عرض کریندا ہاں جو بھراؤ! اَگواݨ دی انتظار وِچ بہہ تے پَندھ کھوٹا نہ کروں۔ بُول بھول تے کہیں کوں تاں اَپݨا سردار بݨاوݨا پیا۔ خدا ہُوں کوں ہمت ڈیسی۔ جے اَساں تُساں دی سچے دل نال اُوندی ہتھ بھرائی کیتی تاں خدا اُوں کوں وی اَساں تے رحم آوسی تے سبب بݨا ڈیسی، جو ساڈی سرائیکی دا رَڑھدا اگڑدا گاڈا ہِک ڈینہہ ضرور رکدا ہی لگ پوسی۔

٢۔ لکھاری۔ اوبڑھے لِکھیے سجݨ جیڑھے سرائیکی کیتے اپݨا قیمتی وقت، دماغی صلاحیتاں، تے کوششاں بِن طمع خرچ کریندے نثری مواد مُہیا پئے کریندِن۔ نال ای اپݨے اپݨے علاقے دے پڑھے لِکھے بھراویں کوں سرائیکی ڈوں راغب پئے کریندِن، شکریہ دے حقدار ہِن۔ اُنھیں کوں عرض ہے، جو او سرائیکی بھراویں کوں احساسِ کمتری تے مایوسی وِچوں کڈھݨ سرائیکی دیاں خوبیاں تے ایندے ختم کرݨ دیاں سازشاں توں وی واقف کرِن۔ اپݨے فارغ وقت کوں اپݨے علاقے دے امیریں نال میل جول وِچ گذاریا کرِن۔

سب توں اوکھی تے توجہ دے قابل گالھ اپݨی آواز یا خواہش کوں عوام توݨیں پُچاوݨ یا وقت دی حکومت کوں زیادتی دا احساس ڈواوݨ ہے۔ جیندا ذریعہ صرف پریس ہے، جو ٻئیں دے ہتھ ہے جیندوں اَساں اپݨے آپ کوں مایوس تے بے وس سمجھدے ہاں۔ اپݨا سرائیکی ادب دا کوئی ہِک اَدھ رسالہ دی ہے، تاں او دی ساڈی بے حسی دا شکار ہے۔ اَج تئیں اَساں ہُݨ تئیں کوں اپݨے پیریں تے کھڑا تھیوݨ دے قابل وی نسے بݨا سگے ہیں باقی ساڈی غفلت یا ڈھل گھسائی سا کوں کہیں جیا دا نہ رکھسی۔ ایندا ادارہ دِلی آنس والیں یا رقم والیں دے ہتھ ہے۔ جیڑھے اپݨے دھن تے ناگ وانگوں پلتھ ماری بیٹھن۔ ادارے دے ڈِتے ہوئے او تھوڑی بھلائی دے کیتے خرچ کرݨ کوں فضول سمجھدِن۔ تے اُنھیں کوں اے خبر نہیں، جو اُنھیں دی ایہا بے پرواہی تے لاتعلقی خود اُنھیں دا تے اُنھیں دی نسل دا مستقبل وی تباہ کرݨ والی ہے۔ بے شک "کھاوِن شان نال تے جیوِن ایمان نال" جے کھاوݨ ایندے گاوݨ پیئے دا ہے اہے نہیں تھیندا

ساڈیاں سر ھنٹیاں رسماں ریتاں، ساڈا امیٹھا تے مٹھن بھانوناں بول آلا، ساڈی لجپالی تے مُہوت، ڈکھ سکھ دی سانجھ دا مقابلہ بھلا کون کر سگدے؟ جیڈاں دی اساں بتھیں دے رنگ وچ اصلوں رنگیج گیوسے، تڈاں اساں وچ خود غرضی، بے لحاظی، رکھا پن تے ننگیج آ ولیسی۔ کیا اساں اِنھیں منداںیاں کوں اپنے گل پاون کیتے تیار رہوں؟ میں وت وی آکھساں جو اجݨ اساں وچوں غیرت انجھیں نہیں مکی جو اساں بتھیں دے ھتھ ھیٹھ تھی تے اپنیں ساریاں چنگائیاں توں دی ھتھ دھو بہوں۔ ایہے کم دیاں گالھیں جنہاں تے سرائیکی عوام کوں ھشیار کیتا ونج سگیندے، خاصکر اثر رسوخ والے دوستیں کوں احساس ڈیواوݨ دی وݙی لوڑھ ہے، تے جیں ضرورت کوں ساڈے اُچے، پڑھیار تے لکھاری تھوں آسانی نال پورا کر سگدن۔ اج تئیں جیڑھی کمی ہے، اونکوں ذمہ داری نال محسوس کرتے وݙھ تے پورا کرن۔

سندھ وچ اُچتائیں جیڑھا ربیرچ دا کم سرائیکی دا تھئے، رابطہ رکھ تے اوندا فائدہ چاوݨ دی ساڈے سرائیکی ادیبیں دا فرض ہے۔" جتنا کوئی وݙا ہوندے اوندیاں ذمہ داریاں وی اُتنیاں وݙیاں ہوندین۔"

۳۔ **شعراء کرام** سرائیکی تحریک دا وݙا اثر والا تے ٹردا پھردا (فعال) محاذ شعراء حضرات ہن۔ عالم فاضل شاعریں کوں ضروری ہے جو علمی وݙدھارے دا رتقادم نال ٹرن۔ وقت دے انقلاب نال اووی سرائیکی ادب وچ انقلاب گھن آون۔ کہیں زبان کوں پورا کرݨ یا وݙدھارا باوݨ

جیڑھا کم ادیب (نثر نگار) دا ہے۔ اوھو ای کم شاعراں دا وی ہے۔ کہیں دی نقل مارݨ توں اہم گالھ اپݨا انج مقام بݨاوݨ ہے۔ ادب دی تاریخ وچ مقام اوں شاعر کوں ای نصیب تھیندے۔ جیڑھا اپݨاں نواں رستہ کڈھ چلے جیندے کیتے دماغ تے زور ڈیوݨاں پوندے۔ کہیں دا گھڑیا گھڑایا راہ تاں کچے لوک گلیندن۔

قابلِ احترام شاعرو! تُہاکوں وی میں عرض کریندا ہاں جو تُساں ھݨ تئیں بہوں کجھ کیتے پڑھݨ میڈے عرض تے غور تے سرائیکی کوں اپنی صنف توں علاوہ نواں رنگ لاوݨ دی سبیل وی کرو۔ علم، کسب تے لوڑ کڈاہیں نہیں مکے۔ تہاڈی محنت تے کوشش دی وݙی انتظار ہے۔

ھِک بئی گالھ جیڑھی ڈاڈھی ضروری ہے، او اے ہے جو ہر مشاعرے یا کٹھ وچ تُساں سرائیکی عوام کوں کھول پاڑ تے ڈساؤ جو انھیں دی زبان دا ناں سرائیکی ہے۔ نیم خواندہ یا جاھل سرائیکی شاعریں کوں وی اساں اپنے آپ توں انج نِسے کرݨ چہندے۔ توڑیں جو اوروزی دا بنا بنائی وݙن یا اپنے ناں وݙھاوݨ دا شوق رکھیندن تاں کیا تھی پیا۔ دل وی وستیں وچ سرائیکی دے ناں تے رونق تاں لئی وݙن۔ اووی اپنے آپ کوں سرائیکی دا نمائندہ سمجھ تے جتھاں کھلاں، مذاکاں کریندن۔ اُتھاں سرائیکی دا پیغام دی پچاتے سرائیکی عوام دا شعور جگاون اے وی انھاں دی سرائیکی دی خدمت گِݨتی ولیسی۔

۴۔ **سرائیکی نینگرو!** آوݨ والے وقت دے ادیبو، شاعرو! تُساں ای سرائیکی ثقافت تے ادب دے اصلی وارث ہو۔ تُساں ای سرائیکی تحریک دا ہراول

دستہ ہوو۔ جیتھاں تُہاڈے اُتے علم حاصل کرݨ دی ذمہ واری ہے۔ اُتھاں تُہاکوں اپݨے آپ کوں تہّیں دے نَخلیے توں بچاوݨ دا فکر وی کرݨے۔ بیٔ زبان پڑھݨ، یا بولݨ کوئی گناہ نہیں۔ پر اپݨی زبان سرائیکی فقط ہیں کیتے سوسائٹی وِچ نہ بولݨ، جو شاید ایہ زبان جاہلاں دی بولی سمجھی ویندی ہے۔ تاں مَیں آکھساں جو اے تُہاڈا ساڈا اپݨا قصور ہے۔ جو اَساں احساسِ کمتری وِچ مبتلا ہئیوں۔ اے زبان بادشاہیں، درویشیں، تے ڈو کروڑ جیندے جاگدے اِنساناں دی زبان ہے۔ سب توں پہلی اردو دی ایہا زبان ہے، تے ایندی ثقافت تاں سُبحان اللہ!

میڈے پیارے عزیزو! تُساں یقین کرو جو اَساں سرائیکی بولݨ والیں وِچ ہک خاص خُوبی یا فوقیت ہے۔ جو اَساں ہر بیٔ زبان کوں بالکل اہلِ زبان دی طرح ای بول سگدے ہیں۔ بیٔ کہیں زبان وِچ اے فضیلت کائے نہیں، تے وَل اَساں اینجھا وادھا رکھیندیں ہوئیں ای گھاٹے والے پاسے کیوں ونجوں۔ ہتھوں اِنہیں گھاٹے والے پاسیں کوں وَدھارے ڈیوں آوݨا کھٹݨا ہے۔ پر او جاݨ بجھ تے نہیں آندے۔ جے اَساں پکے ہئیں تے اپݨے آپ کوں سنبھال گھنوں تاں او آپ ای ایں چالا کوں چھوڑݨ تے مجبور تھی ویسِن۔ صرف تُہاڈے ساڈے اتفاق تے دِل ہِکدّھݨ دی لوڑ ہے۔ اَج زبان کوں وِگاڑݨ، کل ہندیب کوں، پرسوں کھاوݨ پیوݨ دے آداب کوں بیٔے ڈینہہ عادتیں تے روایتیں کوں۔ وَل تُہاڈا ساڈا اپݨا رہ کیا گیا۔ جیڑھی قوم دا اپݨا ادب یا ثقافت نہیں

بھلا او دی کوئی قوم ہے؟ اسلام وِچ کتھائیں وی اجبر نہیں جو اوں کہیں علاقائی ادب یا ثقافت ختم کیتا ہووے، تے ساڈا ادب تے ثقافت تاں اسلامی ہے۔ وَل اَساں کیوں سِکھاں، ہندواں، انگریزاں تے یہودیاں والا ادب یا ثقافت فخر نال پئے کردے ہیں۔ ساڈا ہِک بیٔے نال ورتارا اسلامی، ساڈی مہاوت اسلامی، ساڈی حیا مہ جات تے پردہ اسلامی، ساڈے کھاوݨ پیوݨ دے آداب اِسلامی، ساڈی شادی غمی اسلامی تے ساڈا ہندیب اسلامی، وَل ساکوں بیٔیں دی نقل کرݨ دی کہیں اینجھی مجبوری پئے گئی ہے؟

ایہ ساڈی فراخدلی تے رواداری ہے جیں ساکوں تنگ دلاں دا محتاج کر ڈِتے۔ جے او یورپ ونجن تاں انگریزی سکھن، تے رُوس ونجن تاں روسی، جے ساڈے کول آوِن اپݨی سِکھاوِن تے ساڈی مِٹھی اُتے رسیلی زبان سرائیکی توں نک پئے چھکن۔ ایہ زیادتی یا قصور کیندا تھیا — ؟

پیارے سجݨو! تعصب چنگی گالھ نہیں۔ پر ہُݨ تُساں ای ڈساوو، جو ہیں لعنت وِچ گرفتار کون ہے؟ شُردی سرائیکی دے وارثو، اُٹھو! گھر گھر سرائیکی دے نُور نال روشن کر ڈیوو۔ ایہ وَڈ شانی تُہاڈی اپݨی زبان ہے۔ ایندی ثقافت وِچ پیار تے امن ہے۔ جیندی حفاظت دا تُساں جمہوری حق رکھدو! تُساں ہِک آزاد مُلک دے آزاد شہری ہوو کہیں طرحاں دی غلامی تُہاکوں نہیں کھپدی!!

۷ فروری ۱۹۸۶ء

پنجابی بھراویں کوں...؟

خواہ مخواہ ساریں پاکستانیں دا وڈا بھرا پنجاب ہے۔ کیوں جو او اپنے آپ کوں سارے پاکستان دا والی سمجھدے تے پاکستان کوں پنجاب جاندے۔ باقی سارے پاکستانیں کوں ایہ محکوم تے اپنے آپ کوں آقا انگریزیں دا وارث بنائی بیٹھے۔ ملک دے سارے وسائل دا ایہ کلھا آپ کوں مالک سمجھدا رہ گئے جیندی وجہ کنوں ملک کوں دھندوے پئے آندن۔ ساریں صوبیں ایں سختی کوں ون یونٹ دی شکل وچ ڈٹھے۔ جو قدیم وسدے لوکیں کوں رزق روزی علم صنعت تجارت تے نوکریں دے دروازے بند تھیندے گئے تے ساڈے خواہ مخواہ دے وڈے بھرا (پنجاب) ڈاڈھے منزے گھٹیئے۔ ایں طرح تہاڈا دل ودھدا گیا جو تساں وسائل تے قبضے دے بعد ثقافتی تمدنی کھس کھوہ (استحصال) وی شروع کر ڈتا۔ جیندا نتیجہ اے نکلنا جو ہیئے تاں سارے اج تئیں تے اپنا اپنا حصہ ونڈا گئے پر اساں ترے کروڑ سرائیکی جیندے جاگدے انسان جیڑھے جو اصل کولہ وسدوں تہاڈی پکڑ وچ آگیوں ساڈی گچی گھٹیندو تے ساڈا سب کجھ اپنا بناون تے تلیئے بیٹھو۔ ذرا نگاہ تاں مارو اج کنوں پہلے تہاکوں ایہ پنج ضلعے ملتان مظفرگڑھ ڈیرہ غازیخان بہاولپور تے رحیمیار خان نہ نظر دے ہن۔ انہاں دی ترقی واسطے کیا کیتا ہاوے۔ اپنے پاسے تاں ہزاراں مِلاں تے کارخانے لوا گدھوے تے ایں حصے کوں اینویں خالی رکھیوے۔ ایہ علاقے لاوارث جو تھئے۔ ہن کیویں ہتھ پیر مارݨ پئے گیو؟ روزی دے کمیں دے علاوہ ہن ساڈی مٹھی زبان سرائیکی دے پچھوں پئے گیو۔ سوچی سمجھی سازش نال ساکوں ہرحالوں اپنے زیر کرݨ چاہندو! حرص تے ضد ایجھاں خبیث مرضاں ہن۔ جیڑھیاں بندے

کوں اندھا کر ڈیندن ۔ بھراویں دی سنجان نی رہ ویندی ۔ بھراؤ! جے تہاڈا ایہا چلالا یاد رکھو ساڈے اگوں جے بن ہدھیوہے تاں ساڈے صبردا پیمانہ چھلک پوسے تے سمندر کوں گھٹ تھی پوسے ۔ جیندا ہدھیجن ول اوکھا ہے ۔ جے آپ جیون چاہندو تاں ساکوں وی تاں جیون ڈیو ۔ فیر نہ تروڑو ۔ بدنیتی دی وی کوئی حد ہوندی اے ۔ ساڈے بزرگیں شاعریں تے ادیبیں کوں تساں پنجابی آہدو ۔ رہاندے سرائیکی کلام کوں جان بجھ تے وگاڑ تے ملتان ریڈیو توں پیش کیتا ویندے ۔ ہٹ راہک کوں اوندی اپنی زبان وچ نی سمجھایا ویندا ۔ ساکوں خبر اے جو ایہ ہک سازش ہے جیڑی کافی عرصے کنوں شروع ہے ۔

۱۹۶۲ء دی مردم شماری فارم وچ سرائیکی دا خانہ نہ رکھ تے ایں سازش کوں شروع کیتا گیا ہے تے ہن دی اوہا حرکت کیتی گئی تاں ملک دشمنی سمجھی ویسی ۔ ایندے اتے جیڑھا فساد تھیسی اوندے ذمہ وار تساں ہوسو! خدا دا خوف کرو ۔ ہن تاں بس کرو ۔ ڈھیر وگاڑ چاتے وے اُدھا ملک گنوا بیٹھو ۔ ساکوں ڈھیر نہ ستاؤ نہ تاں اساں وی گستاخ تھی کھڑسوں ! سدھی گالھ ہے جو اساں تہاکوں بھرا منیندوں ۔ تساں ساڈے حصے تے لالچی اکھ نہ رکھو ۔ ہن توڑیں بہوں کھادی پیتی وے ۔ موئیں دی مٹی سمجھی و دو ۔ ہن توڑیں اساں تہاڈا بہوں لحاظ کیتے ۔ حد تھی گئی اے بے مہار اُٹھ وانگوں ڈاڈھا منہ ماریا ہیوے ۔ کلے تے بدھیجو ۔ ملک دی ساری فصل کوں نہ لتاڑو ۔ اپنے حصہ دا کھاؤ ۔ جیڑھا تہاکوں پچ وی سگے ۔ قوم ساری نال دشمنا تے چوتا چا بدھے وے ۔ تہاکوں اپنے سوا ہر کوئی غدار تے غیر نظردے ۔ اپنی اکھ دا شتیر کڈھاؤ ! ایہ پاک وطن ساریں دا سانجھا ہے ۔ اساں سارے ہکی بیڑی دے سوار ہیوں ۔ ایہ بیڑا سلامت تاں اساں ساریں دی خیر ۔ نہ تاں ول کیا تھیسی ؟ سوچو !

۲۵
ساریں دا حق برابر ہے ۔ اساں پنجویہ سالیں کنوں تہاڈیاں ناز برداریاں کریندے پیوں ۔

اپݨے ظالم وڈیریں دے پنجے وچوں نکلݨ دی سُجھدے وَدے ہاسے۔ تے تہاڈے تھر وچ آ گیدن تساں ساکوں حکومت کنوں پرے کیتی رہ گیو تے آپ ہر حاکم تے حکومت دے اگوں پچھوں رہ تے اونکوں اندھارے وچ رکھی رہ گیو۔ اوں کنوں ٻاڈھے فائدے چاتن وے۔ ڈاڈھے موٹے تھی گیو۔ ہݨ تہاڈیں اکھیں تے چربی آ گئی اے۔ تساں اپݨے طبقے کوں ٻہوں اُچا کر گھدے!

جی ایم سید کوں تساں متعصب اہدو۔ اپݨے مسعود بھگوان کوں تاں سنبھالو! ہر سرائیکی کوں وی انہاں تہاڈے اندر ہک متعصب ٹولہ بݨایا ہویا ہے۔ ایہو طبقہ حکومت ریڈیو ادبیں تے پریس تے قابض ہے۔ ہݨ عوامی تے جمہوری حکومت ہے۔ اساں ترے کروڑ سرائیکی عوام کوں مارݨ دا بار کوݨ چا سگدے؟ ساکوں اللہ تے بھروسا ہے جو اساں وڈیریں تے تساں کنوں وی اپݨے حقوق منولیسوں۔ اَج دے جمہوری دَور وچ جے ایہ انصاف نہ تھیا تاں ساڈی جنگ ہوسی!

آوݨ والا وقت خود فیصلہ کریسی جو ظُلم دی پارٹی ہوندی۔ ظالم دے ڈیہاڑے تھوڑے ہوندن! ڈُکھ ڈُلی دا پاݨی ہے انت ہک ڈینہ سُک ویسی۔ اَڄ خزاں ہے تاں کل بہار وی تھی سگدی اے۔ جڈاں تساں ساکوں من گھنسو دل اساں تساں پھر کھنڈ تھی ولیسوں۔ نہ تاں جھیڑا رہسی!

تساں سمجھی وَدو جو جیڑھا کھس سگدے مال اوندا ہے۔ اندھا راجہ بے داد نگری! عوام دا شعور جاگ پئے۔ ہݨ گھُٹ نپ تے کھس کھوہ دی چال ختم کرو۔ کافی بدنام تھی گیو۔ ساہیں صوبیں کوں عظیم تر پنجاب نہیں بھاندا۔ کڈاہیں او اپݨے تھیوݨ دی گالھ کریندن تے کڈاہیں بغاوت.. ہر کہیں کوں تساں مار مار تے اپݨا غلام بݨاوݨ چھوڑ ڈیوو۔ جے ملک بچاوݨ چاہندو تاں سرائیکی صوبہ بݨاوو تاں اِیں طراح چھوٹے صوبے دی راضی تھی ویسن ملک وچ خوشحالی ودھ ویسے۔ جے تساں ملک تے قوم دے وفادار ہو تاں تہاکوں حرص تے خود غرضی ترک کرݨی پوسی!

سرائیکی لوکیں دی نوڑت کوں کمزوری نہ سمجھیا ونجے،

افسانہ

دل کیا تھیسی!

جولائی ۷۶ء

مرید حسین خان جتوئی

اوے فیضوا ! شہر ویندا تاں اپٹے کم نال ہیئں پچھڑا ! میڈا سودا دی گھندی آنویں۔

فیضو۔ اڑی ماسی ! کاکی جمّل دا سودا دی ہے تے میڈا اپنا دوا داروں دی تھیا۔ کیر ڈھا کیر لا سودا یاد رہسی ؟

مئی بختو۔ ادے ایا ! بھلا میڈا کوئی ہے ؟ کتھیم تاں اوتری نکھتری۔ تے تیڈا ماسٹر وی تاں اکھیں توں لاچار تھیا۔ ہیا کیناں کوں آکھاں ؟ پتر ! اگلے ڈینہہ نوراں سونفیس دی جا سوٹے گھن آئے۔

فیضو۔ بھلا ماسی گھننا کیا ہئی ؟

مئی بختو۔ اوے پتر ! ماسٹر تیڈے کیتے چاہنہ تے گڑ۔ بس۔ ہاں ایہہ ھنیں ڈو روپے ہک روپے دی چاہنہ دی ڈبی تے ہک روپے دا گڑ۔

فیضو۔ اپٹی وستی تو روانہ تھی تے نویں کوٹ والے لاری اڈے آکھڑا تھوڑی دیر تائیں لاری آ گئی۔ جیڑھی سوارین نال ٹٹ ہئی۔ میکوں ڈو سواریاں تھیاں تے سٹ چڑھ پیا۔ پتا ہی سوارین دی۔ لاری وچ کوئی مستر سواری وڑی ہیٹھی ہائی۔ کوئی ویہہ باویہہ سواریاں اندر وچ سنھیاں کھڑیاں ہن۔ زالیں مردیں دا کوئی فرق نہ ہا تے نہ ای کوئی اپٹے پرائے دا وٹ ہا۔ ایہہ حالت ڈیکھ تے فیضو دا ڈھے وٹ کڈھ کھاندا رہیا۔

پر دل خیال آیس جو جینویں ویں جلدی ول سگاں۔ شاید سبھے اینویں اہیں ہوسن۔ اجن ایہو سوچیندا پیا ہا جو کنڈیکٹر آ گیا۔ تے حکم ڈتس "ہاں بھئی چوڑہ چوڑہ آنے کڈھو" کجھ سواریاں رستے وچ لہن والیاں ہن تے انہیں آکھیا اساں عباسیہ وستی لہنڑ ہے ۔ اوں آکھیا "جا ڈیا خانپور دا کرایہ ڈیو" مجبوراً والی گالھ ہئی۔ سٹوویں روپیہ روپیہ اوندے حوالے کیتا تے سیئیں سواری دی ہک ہک ٹکٹ بنا تے ہک آدمی کوں پکڑا ڈتی۔ سستے آدمی ہک ہک ڈو ڈو ڈیکھدے رہئے تے کوئی وی باقی پیسے منگݨ دا حوصلہ نہ پیا کریندا ہا۔ آخر ہک نینگر آکھیا "کاکا باقی پیسے تاں ڈیسے" ! کنڈیکٹر آکھیا " ایہو جیہے کالھے ہو تاں کھلے پیسے ڈتا کرو ، میں رکھو لیا نواں ؟ ہن خیر اکھٹے ای لیناں" چپ تھی گئے۔ عباسیہ وستی والے نہاں باقی پیسے گھدیں لہہ تے ٹر گئے۔ تے لاری ٹرن والی ہئی جو ترائے سوارین چڑھن دی کوشش کیتی کنڈیکٹر آکھیا "چوڑہ چوڑہ آنے لگسن گے"۔ سواریں آکھیا بابا اندر تاں آون ڈیوے ! اے ہک مرد تے ڈو بالیں والیاں زالیں ہن۔ اندر آ تے ساہ منجھ ڈتے لگیو ہیں تے توں ال ہا جو نہ ہے دبخول پر لاری چل پئی تے کنڈیکٹر اپنی عادت موجب حکم ڈتا۔ اوئے بڈھے پیسے لیا۔

٢ بڈھڑے پیسے ڈیندیں ہوئیں آکھیا ایہہ گھن
ترائے روپے بابا! لا اپنڑے منڑے تے باقی پیسے ولا
...ست ایندے گھر، روپے گھس تے کھیسے وِچ
...ات مگرا تے کھڑا۔
...شرک پئی یا تریٹس سلھین دی ہٹی۔ سواریاں
...ٹے تے ڈیھاندیاں پوندیاں رہ گیاں ہک مٹی دا
...ل گچپڑ توں پھٹک تے سیٹ دے بیٹھے بڈھڑے
...سے مُنہ تے بنج لگیا۔ اوڈے ہاں ویڑا تھی تے
...یکڈ پیا ہا تے ایڈوں بڈھڑا اپنی عینک دے
...بجن ٹے تے مٹی دے بکیں پیا پیا ہا۔ کاوڑ نال مٹی
...سے سروں بو چین ٹے چھک گھدس ہی دنفادماڑ
...ٹی دے بوہیں دی نار ہی تے مارسیٹں بڈھڑے
...وچیں ولا ڈتا۔ مٹی ہاں سوں جاتا تاں ڈیکھے
...ں ڈر توں ہاں دا متر نکل گیا ہا۔ اوندی جھولی
...ڑیں آندیں تایس کئی مندیں دے کپڑے پلیت
...ی گئے ہے تایس خانپور دا اڈہ وی آگیا۔
...بنو کھڑ لاری کھڑی تے سواریاں لہہ گیاں
...ے تاں سبھے ٹُر گئے تے وی بنجو ہیہ مندے
...یں کیتے کھڑ گئے کنڈکٹر تار گیا تے آکھیں
...یں ایتھے رہو۔ میں رقم ترڑا یا نواں تے
...ھنیں ای اونہاں! اِنج ڈاہ دکان ٹپ تے
...ہک ہوٹل دے اندرلے کمرے وِچ چاہ
...یدا اگ پیا۔ ول چاہ مکا تے سگریٹ بکھا
...ے بیٹھ پنیدا رہیا ول خیال آئس جو تیں
... دا احساب تاں کراں۔ دوجھے کڈھ تے

ٹکیٹ دا حساب کیتس تے باقی وادھو رقم کوں
گن تے آدھی اَدھ کرتے انجوا بنج کر گھدونس
پچھوں سواریں ڈرائیور توں پچھیا تاں اوں اینجھا
رکھا جواب ڈتا جو سایں کوں نانگ کھا گیا ہا
تانگھ تانگھ تے کھسکن ٹکے پئے۔ تے آخر ہک بندہ
وی باقی نہ کھڑا ہا۔ کنڈکٹر سوچیا جو کافی دیر
تھی گئی ہے۔ ہُنڑ پیسے منگنڑ والا کوئی نہ رہیا ہوسی
ہوٹل توں باہر نکل تے تاڑنیس تاں لاری نال
کوئی وی کینا کھڑا ہا۔ بس ول کڑا کڑیاں مریندا
تے لاری ڈو آگیا۔ تے ڈرائیور کوں آکھیس
"استاد جی! اج تاں نلی بڑی تھوڑی ہوئی اے
ایہہ لئو اپنا حصہ! ڈرائیور اپنڑے ہتھ وِچ بارہاں
روپئے ڈیکھ تے آکھیا "کیوں؟ شیدا اَوّج
اِس پھیرے دے ایہو کجھ؟ ول کھیسے وِچ پا
گھدونس۔

فیضو لاری توں لہہ تے بزار ڈو ٹر گیا تے شہر
وِچ آونڑ سیتی سودے سُود وِچ رُجھ گیا۔
اپنڑے دوا داروں توں پہلے اپنڑی ماسی دی چاہ
تے گڑ گھدس۔ ول مٹی جمل دی پیپٹی ہلدر
مرچاں تے لونڑ گھن تے مونڈھے والی چادر
دے ہک پاند وِچ بدھ گدّھوبنس اتنے وِچ
ہک ریڑھی تے دید پیوس۔ آتے ریڑھی والے
کنوں اپنڑے پالیں کیتے ادھ سیر انگور دی گھدنس
تے ایہہ دی ہر ہک تے سدھا بساری کول
آگیا۔ کھیسے وِچوں نُسخہ کڈھ تے ڈیندیاں آکھیں

چوہدری صاحب نوں جلدی نال میکوں دوا دیونی چاہیدی ہئی
آخری لاری تے گھر ول ویساں۔ جے تیجھیڑی لاری
چُھٹ گئی تاں میکوں رات پئے وسدی کیوں جو انہاں
جیئاں دی سوکھ کائی نہ ہی۔ جے رات بیت وچ متام آں میکوں
پُلس والے ٹنگ ڈیسن۔

پساری کاغذ کوں ڈیکھ تے چھی پڑیاں بدھ ڈتیاں
تے لکھیا ہوا شربت دی بوتل وچ پا تے ساڈھے
پانچاں روپے گھن گدے۔ چادر دے ڈو چھیرے بانھ
وچ دوا بدھ تے ہتھ وچ بیگ پکڑ تے جیہوں کر تے
سبھا لاری اڈے اگیا۔ اوہی ول اونویں ٹکٹ تاں رکھی
کھڑی ہئی تے ڈرائیور اجن اپنی سیٹ تے کینا ہیٹھا
ہا۔ شودا ول لاری وچ وڑ تے پیچھیں کھڑیں،
منہ دیں نال سنبھیج گیا۔ تھوڑیں جو سوسم ٹھڈی ہیٹھ
ہائی تے ڈینہہ دا وتی پچھلا پہر ہا۔ تیجے سواریاں پکھر
پکھر ہن۔

نیقو دے ہتھ بوتل تے گنڈھ منڈھ سوندی ہوئے تے
ہنی۔ جیڑھی نال دے بندیں دے منہ وچ پئی لگدی
ہنی۔ ہک دے نک تے لگدی نالی تے او دھکا ڈیسے
تے پرے کر ڈیندا ہا۔ تاں ڈو چھیرے دے پھٹاڑ وچ وی
سنگ ٹھکیندی ہئی۔ تے او نیقو کوں منہ دے
کڈھن لپیٹے ویندا ہا۔ پر اوں غریب دا قصور تاں
ہاکینا۔ ویڑا ہتھی سے آتے نھیں رہ گیا۔ ”ودے بابا!
میں تاں نہیں مانیا“ آخر ڈرائیور اپنی سیٹ تے آ بیٹھا
تے کنڈکٹر کوں سٹاٹ کیتے ہارن وجاون شروع
کر ڈتس۔ ایہو ہاں! ہاں کریندیں چنگا لحظہ تھی

گیوس۔ اگ تے تلے بہہ کھڑا ہا۔ ڈینہہ لاٹ ملاٹ پیا
تھیندا ہا۔ ڈرائیور ورکشاپ ڈو لنگھ گیا۔ پچھیتر
تاں معلوم تھیا جو کنڈکٹر کوں مالکیں گھر دے کہیں
سودے کیتے شہر بھیجئے۔ ورکشاپ دے مستری چاہ
منگوائی۔ ڈرائیور اجن بیندا بیٹھا ہا۔ تے رشیدا سائیکل
دے پچھوں سودا بدھی تے مالکیں دے گوار ترڑ ڈو
لنگھ گیا۔ تے اپنے استاد کوں ورکشاپ وچ بیٹھا
ڈیکھ اگیا۔ سودا پچھلے ول آیا تے چھنڈا چھنڈا
استاد دے اگوں آ کھڑا ہا۔ ڈرائیور گھوری پا تے
آکھیس ”ودے ایہہ کی حرامزدگی اے؟ ایتھے سواریاں
تیری جند نوں پئی پٹیندیاں تے“ کنڈکٹر جواب ڈتا۔
”جو استاد جی میں کی کردا؟ ہا مالکاں دا کہیا نہ منڈا
تاں کل نوں نوکری توں جواب ڈے ڈیندے۔ کیا
انہاں نوں خبر نہیں جو ساڈا ٹائم ہو گیا ہئی تے میں
وی انہاں نوں یاد وی کرائی ہئی۔ پر چوہدرانی ہوراں
کہیا کوئی گل نہیں۔ آخری ٹائم اے سواری تھماں
نوں کھاندی آپے ای بہہ ونجے گی۔ ہور کیڑھی لاری
انہاں نوں لبھے گی؟“

مستری ہوراں چاہ دا آرڈر ڈے ڈتا تے کنڈکٹر
کوں آکھیا ”اوئے رشیدا! چاہ پی گھنیں تے پیا جانویں
تاں ہئی اساڈا ٹائم ہو گیا اے تے مڑ دیں کل لاندی
تے کٹیاں تاں پانی آنویں“ چپل سپل دی چاہ پی
تے بھیج تے ٹڑ دی لاری وچ چمبڑیا۔ تے ماریا
نڑتے ٹکٹاں کٹن شروع کر ڈتوس ول اوندا
ادھو حکم ہا۔ ”گھٹ توں گھٹ چوڈہ آنے دی ٹکٹ

ہو رہی گی۔ جے کسے راہ وچ دی ٹکٹ لینی ہووے تاں بیشک لے جاوے۔" پر ایہے کون ہا؟ کیوں جو ایہہ لاری چھکڑی ہسی اوتوں روپیہ روپیہ کھندا گیا تے خان بیلے دی ٹکٹ دا ڈیڈھ ڈیڈھ روپیہ ویہہ ویہہ پیسے۔ اُرلی ٹکٹ تے تریہہ تریہہ پیسے پہلی ٹکٹ تے کردی بچت ہسی۔

اجن ڈ شہر توں دی گاڈی باہر کینا نکھتی ہئی نکر تے ہک تھانیدار تے ڈو سپاہی لاری کوں کھڑاون دا اشارہ کیتا جھاتی پادن دی تاں بوڑدی کینا ہئی دید بھنوا تے تنی گاڈی کوں ڈیکھ تے تھانیدار آکھیا "اوئے حرامی آکنیاں سواریاں نیں"؟ کنڈکٹر ڈر تے آکھیا "جی کھان جی! پنجیھ سواریاں دی ٹکٹاں تاں میں کٹ لئیاں ہیں تے کوئی دس پندرھ ہور ہوسیاں نیں"۔ تھانیدار عانے کرڑھیندیں آکھیا "کیوں ووئے تہاڈے پیو دا راج اے؟ گڈی کتنی سیٹاں دی ہے؟" کنڈکٹر کمبدیں کمبدیں آکھیا "جی تہالی — تہالی!" تھانیدار آکھیا خیر ایہہ کی اے اینویں تاں وڈے وچ ککڑیاں دی نہیں ڈھکیندیاں۔ تساں کی لٹ مچائی ہوئی اے؟ ایہو سمجھیا اے کہ پچھن والا کوئی نہیں رہیا؟ اسیں ہنے پچھ لینڈے آں،" سپاہیں کوں اشارہ کیتا تے آکھیا "چلو گڈی تھانے" ایں بہت لحاظ کیتے۔ چوہدری اسلام دین ہوراں دا۔ انہاں تاں بڑا ای انھیر بلیا ہوئے اے"، گاڈی ہتے سواریاں تھلے لگ گئے۔ لاری وچوں ہک نمبردار جیڑھا

تھانیدار دا کجھ سونہاں پیا لگدا ہا۔ منتاں کرن لگ پیا تے ایڈوں لاری دے مڑدیں کنڈکٹر لہہ تے چوہدری اسلام دین کول ٹپ گیا چوہدری صاحب کنڈکٹر دے سر تے گھیسو دا ایمن رکھا تے تھانے ڈو ٹر پیا۔ تھوڑی دیر تائیں تھانیدار کوں دعا سلام کریندیں آکھیس راناں جی! معاف کرنا ایہہ۔ میں تہاڈے لئی کل دا میرے دفتر پیا سی تے منیجر کمبخت نے تہاتوں نہیں پہنچایا۔" سپاہی بھیج تے چوہدری ہوراں کوں کرسی آن ڈتی تے اوں کرسی تے بہندیں ای ڈرائیور کوں کھسکن دا ہتھ نال اشارہ کیتا۔ گپ شپ وچ ایہہ رجھ گئے جو جیویں مُدے وچھڑے ملیٹے ہوون اتنے وچ گاڈی سڑک تو رُخ کر چلی ہئی۔ تے سڑک تے وِنج تے نسوں زراں کرتے رفتار پکڑ گھدی۔ ایڈ دن تھانیدار کوں جو خیال آیا سپاہی کوں آکھیا سائیکل تے چڑھ تے لاری کوں روک۔ اسیں وی تاں خان بیلے چلنا سی"۔ سپاہی سائیکل تے چڑھ تے جنگھاں مار مار تے ہکدا ول آیا تے آکھیس "او تاں جی دسنوں دی نکل گئی اے"

چوہدری اسلام دین پچھیا "کیوں جی ضروری جاناں سی؟" تھانیدار آکھیا "یار چل جاتاں بیوی اے۔ جاناں تاں ضروری سی۔ جو تفتیش کیتے مدعا لیاں لوں اج رات دا ہجن دا کھیا ہویا تے انہاں تاں بڑا کجھ ساڈی لئی دعوت دا انتظام کیتا ہوناں اے۔ چل پھر کی ہویا؟ ہیٹے جھک مارن۔

کل سویرے چلے جاواں سگے ۔

ڈرائیور کوں تاں پہلے ای کافی دیر تھی گئی ہئی ۔ ویلے کڈھن کیتے اوں گاڈی کوں چا . لا ۔ چا کیتا . ہئی تسلی سڑک تھلا ء دی دی بوڈ توں ہک نہریں ہیں ملی کوں پیڑاں لگ گیاں اگوں دے مرد دی دھاڑ پٹ تے ڈرائیور سائیں گاڈی کوں آرام نال چلایا ۔ لنگے دیچ عباسیہ وستی آ گئی تھ تدیں جو ٹکٹاں انہیں دیاں خان پیلے دیاں ہن . پر شودھی تریمت دی نازک حالت کوں ڈیکھ تے اوں مرد اپنی زال کوں تھا بھر تے اتھاہیں اپنے سکیٹس کوں لہا گھدا تے چار سواریاں ہیاں دی لہہ گیاں تے چھی ہیاں سواریاں چڑھ آیاں جنہاں نویں کوٹ لہنا ہا ۔ انہیں کنوں روپیہ روپیہ ماتھ تے کھیسے وچ پا گھدس ۔ ٹکٹاں کہیں ٹیاں ؟

گاڈی کوں ڈرائیور اور رفتار چا ڈتی ۔ ولا گاڈی دی اوہا کاریگی ۔ کھڑی سواری دا سر چھت وچ پیا لگدا ہا تے سیٹ تے بیٹھی سواری ہک بئے تے پئی ڈھندی ہئی ۔ ڈرائیور دی کاوڑ کنوں ڈر تے کوئی دی ہمت نہ کر سگدا ہا ۔ جو اونکوں جھل تے نہ چلاون دا آکھے ہا ۔

فیضو دے ہک ہتھ وچ بوتل تے بیا ہتھ اتلے ڈنڈے وچ ہا ۔ اوہا گندھڑی اولوں کوں ہائیں دے منہ تے پاسے پئی چھلیندی ہئی ۔ پر ہر کوئی اپنڑی مجبوری تے ڈرائیور دے ڈھب توں منپ ماری پیا ہا ۔ گاڈی دی بے وزنی رفتار توں

کوئی اینجھا دھوڈا آیا جو فیضو دے ہتھوں کی چھلک تے کئی سواریں کوں شربت نال دھوڈا تے ہک منی دی جھول وچ بال کوں مینج لگ گئی ۔ منتیں شارک جتی شربت دبج بچی ۔ گالہیں مندے اتے دیچ پیلے ۔ منی بوتل فیضو کوں ڈے تے روندے بال کوں رہیندی پئی ہسی تے فیضو بشیم تھیا کھڑا ہا ۔ نقصان دا ارمانی سوا ہس ۔ خدا خدا کر تے نواں کوٹ آ گیا لاری کھڑی تے کجھ سواریاں لتھیاں تے اودی لہہ آیا ۔ اوندیاں جنگھاں ویم تے لوٹا تھیاں پیا ہن اوکھا سوکھا ٹرتے کجھ پرے زمین تے بہہ گیا ۔ چنگاں لحظہ ساہی کڈھیس تے کجھ آ تما جا تھیو س ۔ دل گھر گھن ٹریا ۔

ڈھلی عشاء کوں آ پجیا ۔ آتے گھر تے ڈیہہ پیا ۔ نال اونکوں تر سلا ڈیندی ہیٹھی ھلی تے منی بختو تے جمل منی دی آ گئیاں ۔ گندھڑی کھول تے ٹڈھائیں کوں سودا سود سوگھا کیتس تے اپنا دوادارو بوتل تے انگور چھک تے رکھائیس ۔ رکھیل تے پئی روٹی چا تے زال اگوں رکھیس تے کھاون لگ پیا ۔ ہال سارے سُتے پئے ہن ۔ دل آہدی ہس ۔ جو انہیں کوں اٹھا تے انگور کھواوے اوندی زال سمجھ گئی تے آکھیس جو ڈینہہ نہ تھیسی ؟ بھلا تھیوی ! ہالیں کوں بے آرام نہ کریندے تانگھ تانگھ تے سم پئے ۔ بلا نوی نیندر ہے ولا اوکھے سمسن ہاں دیچ گوڈا ڈے تے سم پیا ۔ فجر ڈینہہ تھیا ۔ ڈہیں تریمتیں اپنا اپنا سودا سنبھالیا ۔

مائی بختو چاہ بݨائی تاں اوکانی دھوں ہِݨی تے
پیوݨ ٹھیو ہوچ دی ہے سوادی ہئی گُڑ کوں ڈِٹھس
تاں رس گئی ہائی تے چاہ وی تقلی ہیسی۔ کوئی کو شو
نہ ہس جھل اپݨے مسودے کوں ڈِٹھا تاں ہلدر وچ
بیسݨ بلا رلیا ہویا ہا تے مرچاں اینویں پیا لگدیاں
ہن۔ جو چھاݨ رنگیا ہویا ہووے دل لوݨ کوں
چکھیُس تاں ادھی ادھ کُری لوݨ ہا۔

ڈُوہیں ترمیتیں بشیم تے ہکیاں ہکیاں تھی تے
فیضو دے سر کھتی گیاں تے رد دُن ہر گیاں تھی
تے آکھیونے : ۔

اڑے ابا فیضو ! ایہہ کیا تیڈے نال دلاب تھیے
جو کوئی سودا وی سکھڑی نکھتا۔ فیضو شرم
کنوں پیش گیا کیوں جو اوکوں نیکی برباد تے گناہ لازم
پیا لگدا ہا۔ تے آوݨ ونڄݨ وچ جیڑھا حشر اوند
نال تھیا ہا۔ او نقشہ وی اکھیں دے اگوں پیا
پھردا ہا۔ آکھݨ لگا تھر خدا دا ہر کوئی لُٹݨ پئے
گئے۔ کہیں دا وی اعتبار نہیں رہ گیا۔ خدا دا ڈر
بھُلو دی کہیں کوں کینا۔ ترمیتیں شودیاں
وسبح گیاں کیوں جو او سمجھ گیاں ہن۔ جو ایندے
وچ فیضو غریب دا کئی قصور نہ ہا۔

اَجݨ او ہیٹھیاں ہن جو فیضو دے بال اوکوں
چمبڑ گئے تے تشے مشے کرݨ لگ پئے۔ زال کوں
آکھیُس انگوریں والا لفافہ چا آ۔ اوں پھکے توں لفافہ
چاتے فیضو دے ہتھ ڈتے تے چنگیر وی چا آندی۔
فیضو لفافہ چنگیر وچ اُپترا دِتا۔ خالی لفافہ اُتے
چا دے تاں ترے گلیئے ہوئے انگور ہن جنہاں وچوں
بوری چھُٹے پئی آندی ہئی صرف ادھ پاوچتی
انگور اللہ دے جیڑھے لفافے دے اتلے پاسے ہن۔
جیڑھے پݨ تے بالیں کوں ڈتو لس تے باقی منڈی تے
سُٹ تے بھیݨ تے ماسی دے اگوں آن بیٹھا۔
بیریں تلوں زمین نکل گئی تھی دی کیا سگدا ہا۔ ؟
ایہہ حال ڈیکھ تے ڈوہیں ترمیتیں اپݨاں ارمان
بھُل گیاں تے پنڈے اپنے گھر ول گیاں۔

ڈینہہ جیڑھا تے فیضو دا دیاں ہڈیاں ہے تے
شربت چا تے نسخہ لکھݨ والے حکیم کول آ گیا کیوں
جو دوا ہوں بنا دتی ہئی حکیم ہوریں پہلے تاں
شربت کوں چکھیا تاں او شربت بزوری دی
جا تے کہیں مربے دی چاس ہئی۔ آکھیس واہ رے
اللہ دا بندہ! ایہہ کیا گھِن آئیں۔ چنگاں ہڈیاں
ڈکھا۔ انہیں دا کیا حال ہے؟ سبحان اللہ جیڑھے
دی جا تے سونف۔ تخم دی جا دار چینی۔ قلفل سفید
دی جا واڈرنگ۔ عقرقرحا دی بجائے رکنی کاٹھی
اجوائن خراسانی دی جا تے جہر جوائن۔ گلبنفشہ ایرانی
دی بجا گلبنفشہ گاہی۔ مطلب ایہہ جو کوئی دوا
دی اصل نہ ہائی۔ حکیم سر پکڑ تے بہہ گیا ہک گھڑی
دے بعد آکھیس : ۔ فیضو خان! جے ایہو
حال ہا، تاں ول کیا تھیسی؟

سرائیکی لکھو، سرائیکی بولو، سرائیکی پڑھو

سرائیکی علاقے تے سرائیکی عوام دے پچھوں رہن دے اسباب

جولائی ۱۹۷۳ء

"اِنَّ لیسَ الاِنسانَ اِلّا ما سعیٰ"

"انسانی جیویں ہتھ دی کوشش کریندے ہن اوکوں اوہیں مِلدے"

مرید حسین خاں جتوئی خان پور

ہر علاقے یا قوم دے ترقی کرن یا پچھوہاں رہن دے اسباب کجھ اندرونی تے کجھ باہرلے ہوندن۔ ساکوں پہلے اپنے مرض دی اندرونی ڈیکھ بھال کرنی ہے میڈی سمجھ مطابق ساڈے جیڑھے ناسور ہن پہلے او تہاڈی خدمت وچ پیش کریندا اں امید ہے جے تساں اساں انہاں کوں سنجان تے غور کروں تے وس لگدی کوشش دی کروں تاں میڈا خیال ہے جے اساں مرن نہیں جہندے تاں انہاں توں بچن دی دلوں کوشش کر سگدوں جیویں جو اللہ دا فرمان ہے جو "میں اوں قوم دی مدد کریندا اں جیڑھی اپنی مدد آپ کریندی ہے"۔ میڈا یقین ہے جو اساں ایں فرمان تے عمل کرتے جیندیں قوماں وچوں گنیج پوسوں۔ انشاءاللہ غیریں دے ہتھ ہیٹھ وڈیرے۔ جیڑھے اپنے ہتھ ہیٹھ سرائیکی عوام کوں بکھا۔ ننگا تے نکما کیتے رہ گِن۔

۲- بناوٹو پیر- سچے تے اسلام دے خادم پیراں تا بیشک ساڈی روحانی بیماریاں توں جان چھڑائی تے ساڈی وڈی رہنمائی فرمائی پر بناوٹی پیر صرف اپنی وڈیائی گھیرے دا جال وُنڈے رہ گِن۔ سرائیکی عوام کوں صرف تعویزیں وچ رُدھائی رکھیا ہنے تے کم کار دے جذبے یا کوشش کوں ٹھڈا کیتی رہ گِن۔ بھولے سرائیکی عوام انہاندی کرامات دے نتیجہ دی انتظار وچ ہتھ تے ہتھ رکھی رہ بیٹھن

۳- بناوٹو عالم- او مُلاں جیڑھے اسلام دے صحیح جذبے تے علم توں چنگی طرحاں واقف نہ ہن۔ انہاں صرف اپنی ملاں گیری تے فضیلت دا دبدبہ بنائی رکھیے انہاندی کمائی تے نظر ہئی۔ عوام کوں مقدر دے چکر وچ پھسائی رکھیے تے ایجھے ٹکریل ملاں سرائیکی عوام کوں غریبی یا محتاجی تے شکر کرن دی تعلیم ڈیندے رہیں روزی دی بھج دُھرک تے دینی دنیاوی علم توں وی غافل رکھی رہ گِن۔ جیندا نتیجہ ایہو

نکلئے جو اوندے جسم تے وڈے پرمنسپ دلدلتے
پیر تے ملاں حکومت کریندا رہیئے۔

۴۔ تاجر۔ پہلے تاں اساں تجارت یا ونج
وپار کوں کِتر کا کم سمجھ تے ایں توں نفرت
کریندے رہ گیوں۔ پاکستان دے بنڑن تے ساڈے
وچوں پہلے کجھ لوگیں کوشش کیتی پر
انہاندے شوق کوں باہروں آونڑ والے
مہاجروں پورا نہ کرنڑ ڈِتا۔ کیوں جو اِنھاں
ٹولہ ونج تے وپار تے قابض تھی گیا جیڑھا بہوں
چتر ہے او سمگلنگ۔ ملاوٹ۔ گھٹ ناپ
تول تے ہیرا پھیری کوں اپنڑا کمال سمجھدے
تے ایں طرح اوں سرائیکی عوام دی مالی
حالت کوں کمزور کر ڈِتا۔

۵۔ ساڈے اثر والے طبقہ کوں زمین
تے کم کار دے لالچ وچ باہر والیں رشتے
ڈیونڑ شروع کر ڈِتے۔ تاں ایہہ طبقہ
عیش پرست تھی تے زمین ویچنڑ لگ پیا۔ امیر
طبقے نے ٹرانسپورٹ۔ تجارت۔ پرلیس تے
ملاں دے کم کار توں اکھیں نوٹ گھدیاں

۶۔ ساڈا آپت دا حسد۔ ساڑ سڑپہ
تے نفاق ساڈی تباہی دا سبب بنڑ گیا۔ جیندی
وجہ توں اساں وچ گھٹکی تے مایوسی
یا بے دلی دا احساس پیدا تھیا۔

۷۔ چنگے کمیں توں ہٹے تے مندے کمیں
وچ اُدھیمہ۔ نشہ۔ گندیاں رسماں ریتاں
فضول خرچی تے وقت دی قدر نہ کرنڑ ساکوں
کہیں کار دا نہ رکھیا۔

۸۔ جیڑھے وی لوگ ساڈے سرائیکی
علاقیوں حکومت دے وڈے عہدیں توڑی
پجیئے۔ او بِنھیں دے ہتھ دی ڈوئی بنڑ
رہ گئے۔ سرائیکی علاقہ یا سرائیکی عوام دے
حصہ رسدی حق یا ترقی دا خیال وی نہ کیتا
صرف اپنڑا بچا کیتی رہ گئے۔

۹۔ سرائیکی خواص یا عوام فقط اسلامی
بھِرپی تے رواداری وچ فراخدلی نال بِنھیں
دی ثقافت۔ روائتاں تے فیشن اندھے تھی تے
فخر نال ورتیندن۔ کیا او وی ساڈے خلوص
دا جواب سچائی نال ڈیندن؟

ایہہ تاں ہن ساڈیاں اپنڑے اندرونی
تصور تے کمزوریاں۔ آؤ ہنڑ تساں باہروں
دیاں زیادتیاں یا ڈڈھیپ وی ملاحظہ
فرما گھنو۔ جنہاں باقی دی ساڈی رہندی
چیل وی ترور ڈِتی۔

۱۔ ڈڈھیپ (بالادستی) پاکستان بنڑن
سیتی باہر دا طبقہ۔ حکومت۔ تجارت، پرلیس
صنعت تے علم تے ہج تے قابض تھی گیا جیندی
خویش پروری۔ خود غرضی تے تعصب توں
ہِک طبقہ واریت دی ڈیونڑ پیدا تھئی
جیڑھی بھِرپی دے جذبہ تے انصاف کوں
کھا گئی۔ تے ہوں پاکستان دے سارے کجھ

کوں صرف اپݨا حق سمجھ گھِدا۔ باقی سارے پاکستانیاں کوں محروم کرݙتا گیا۔

۲۔ ایہا کھس کھوہ (استحصال) ای ہے جیندی وجہ توں نفرت تے ہِک ٻئے توں بیزاری پیدا تھئی ہے جیں توں قومیں دا اَنجوا نج رہݨ دی خواہش پیدا تھئی۔ سوچݨاں تاں ایہہ ہے جو ایہہ زیادتی پہلے شروع کئیں کیتی؟ او کوݨ لوگ ہن سارے پاکستان دا مال کھا تے اتنے موٹے تھی گِن جو انہاں دے نال کمزور (پسماندہ طبقے) سیاسی یا معاشی ݙِجھ دُھرک وچ ݙُو قدم وی نہیں ٹُر سگدا۔ جے رلاوݨ دی کوشش وی کیتی گئی تاں اوہا کھس کھوہ ولا وی جاری رہسی۔ جیندا نتیجہ ابتری ہوسی۔ ہیں سانگوں میݙا خیال ہے جو جیڑھا لسانی تقسیم ونڈارہ بھانویں بدل نخواستہ تھی ڄُکے ہوں کوں قبول کرتے ہر علاقے دے عوام کوں اپݨے اپݨے وسائل دا مالک بݨا ݙتا ونڄے تاں جو اُتھاہوں دے مہاجر تے انصار کوں ترقی کرݨ دے موقعے نصیب تھیون۔ ایہو ملکی ٻکاوت تے امن دا حیلہ تھیسی نہ تاں خیر کئی نیں۔

۳۔ اساں سرائیکی عوام جیڑھے ݙو کروڑ جیندے جاگدے انسان ہِسے ساکوں جیڑھا آوے تے جیا نور جبار ڈُتے ھِکلی ونڄے۔ ایہہ ݙݙھپ کیہہ تئیں سہیا ونڄ سگیندے؟ ساکوں رُݙے سینکا مال سمجھݨ۔ جاݨ ٻجھ تے زیادتی ہے یا خود غرضی تے کھس کھوہ دی حد مُک گئی ہے۔

۴۔ کیا اساں ایہو جہیں نِکُو ہِسے جو کجھ کرݨ جوگے وی کئے نِسے؟ اصل ایہہ ہے جو ساݙے خود کفیل علاقے تے ساکوں جاݨ ٻجھ تے پچھوہاں وکھیا گئے ساکوں اَرسھولتاں تے موقعے ݙتے ای نہیں گئے۔ جنہاں توں بنھیں پنجوی سال نویکلا فائدہ چاتے۔ ساݙے اندر ساریاں صلاحیتاں ہِن پیاں اساں سبھ کجھ کر سگدوں۔ ساکوں ابھاریا ونڄے تاں اساں کہیں لتو گھٹ کئے نِسے۔ ساݙے علاقیں وچ غیرت والے۔ بہادر تے محنتی قوماں آباد ہِن جنہاں تے پوری قوم تے ملک فخر کر سگدے۔

سرائیکی ٻولو
سرائیکی پڑھو
سرائیکی لکھو

......

مارچ ۸۵ء

• مُرید حسین خاں جتوئی۔ چوک سرائیکی۔ خان پور

اللہ سئیں انسان کوں بیاں اَن گِنڑت نعمتاں توں دِی وَدھ ہِک شعور (جاݨ سُنجاݨ) دی عطا فرمائی ہے۔ جیندا مطلب، وادھا گھاٹا، چنگاں پوڑا، تے دوست دُشمن دی سُنجاݨ ہے۔ ایہ سُنجاݨ نہ ہووݨ انسان دی اپݨی خطا یا گلھپ ہے۔ جیڑھا اُوندے نِرے زیان یا گھاٹے دا سَودا ہے۔

اُوں تاں سِوا انبیاء کرامؑ دے کوئی بندہ وی اپݨے آپ کوں مکمل نہیں ثابت کر سگدا۔ کوئی نہ کوئی خامی یا کمی ہر انسان دا خاصا ہے۔ پر او نینگر جیڑھے اپݨے پیؤ ماء دے تجربیاں توں فائدہ نہیں چیندے، آپ کوں سمجھدار نہیں اکھا سگدے۔ اِسلام تے انسانی تاریخ وِچ پیؤ ماء دی بلا پچھے فرماں برداری یا تابعداری دا راز دی اصل ایہو ہے جو اُنھاں نینگر پیؤ ماء دا آکھیا مَن تے نَویں نَویں تجربے کرݨ دے گھاٹے توں بچن۔ ہیں طرح کڈاہیں وی گھاٹا نہ تھیسی۔ دُنیا مَن چُکی ہے جو جیڑھا کم وی پیؤ ماء دی صلاح نال کریجے۔ اُوندا انجام چنگاں ای رہندے۔ بہوں نینگر اعتراض یا بحث وِچ اپݨا سر نعرہ وَنجا ڈیندن۔ حقیقت ایہ ہے جو او اَگوں پچھوں دے حالات توں واقف نہیں ہوندے۔ اُنھاں دے ڈھیر اندازے غلط بَہندن۔ پر بُڈھے پیؤ ماء کوں او اکثر نیک روشن ہوندن۔ ہیں سانگوں اُنھاں دی رہنمائی یا صلاح وِچ ای نینگریں دی بھلائی یا کامیابی تھیندی ہے۔

اَج دے نینگر توڑیں سَو پڑھ پاوِن، پیؤ ماء دی پرواہ نہ کرتے کہیں کم وِچ وی دِھکے دھوڑے کھاوݨ توں نہیں بچ سگدے۔ خاندانی عزت تے شرافت کوں بچاوݨ تے اپݨے بالیں کوں گھٹ وقت وِچ کامیاب ڈیکھݨ دی خاطر پیؤ ماء ڈکھ مارݨ توں بچاوݨ چاہندِن جیکوں اَج دے نینگر اپݨی آزادی وِچ خلل سمجھ تے اپݨی راہ اختیار کریندِن تے اُوندا نتیجہ اکثر اُنھاں دی رُسوائی یا گھاٹا ای بَہندے۔ خُدا ہر مومن دی اولاد کوں ایجھے انجام توں بچاوے۔

گلھپ وی کئی قسم دے ہوندِن۔ ہِک تاں او ہوندے جو نقصان یا دِھکے کھاوݨ تے وی نہ سمجھے۔ ڈُوجھا ایہ ہے جو دھوڑا کھا تے سمجھ تے سنبھل ونجے، تے او راہ تے طریقہ اختیار نہ کرے جیں توں گھاٹا یا بے عزتی وَلا تھیوے۔ او وَڈے گلھا تے بد نصیب انسان ہوندے، جیڑھا ہِک واری سَڑݨ تے وی وَلا وَلا ہتھ بھا وِچ ڈیوے۔ او اپݨی تباہی دا ڈوہ کہیں کوں نہیں ڈے سگدا تے نہ ای اپݨی قسمت کوں خراب آکھ سگدا ہے۔

ہِک نوّیں گلھپ دی مثال وی تُساں سُݨ گھِنو، جو ہِک ٻُڈھڑی غلہ منڈی وِچ گئی، شکر تے اناج دے ڈھیریں وِچوں کنڑوہ بھر تے اپݨی گودڑی وِچ پیندی ودی ہئی۔ کھیں مال دے مالک واویلا چا کیتا، پلّے داریں آکھیا جو ایہ مائی ٻالھی ہے۔ پر ہِک آدمی جیڑھا چا نڈا ہا جو ایہ ٻُڈھڑی اُنہیں پلّے داریں دی ما، یا ماسی ہے۔ اُوں اُگوں لگے وَدھ کے اے راز کھول ݙتا، تے آکھݨ لگا۔ واہ ایہ گلھپ دی عجیب ہے جو پرائی منڈی چا تے اپݨے گھر سٹے۔ گلھپ تاں ایہ ہوندے جو اپݨی منڈی چا تے باھر یا ٻئے دے گھر سٹے۔ اُوں ݙینہہ دے بعد آڑھتیاں اُوں ٻُڈھڑی کوں منڈی وِچ نہ آوݨ ݙتا۔

بھراؤ! ایہ وی ہِک وݙا گلھپ ہے جو بندہ اصلوں لا تعلق تھی ٻہے، تے جیڑھا ظلم یا نا انصافی تھیوے پئی، کنّیں وِچ کپاہ ݙتی رکھے تے اکھّیں نوٹی رکھے۔ جتھاں حق ماری تھیندی نظرے اُتھاں ہر انسان کوں بولݨ یا ہتھ پیر مارݨ فرض ہے۔ جے ایہ نہیں تاں ڈھانڈے تے انسان وِچ فرق کیا ہے؟

پنجاب دی نسبت سرائیکی علاقے وِچ سہولتاں گھٹ کیوں ہِن؟

اسلام تاں حقوق العباد تے برابری دا درس ݙیندے ول فرق کیوں ہے؟

سرائیکی علاقے وِچ پیوݨ دا پاݨی کینھی

تے جلو پارک کیتے اربان دا بجٹ

سئیں! کجھ اساݙے بارے وی سوچو؟

سرائیکی صوبے دی تحریک حق سچ دی تحریک ہے

بالاں واسطے

مرید حسین خان جتوئی خانپوری
نومبر ۷۳ء

ہک جٹ کاٹویں دے روز روز دے لٹوکارتوں اَک تے ہک ڈیہاڑے ہک کان کوں پکڑتے اپنے اگوا ڑ تے بیٹھا ٹنگ کھڑایا اوندے پھڑکاٹ تے دھاڑ پٹ تے کاٹویں دی ہک فوج کٹھی تھی گئی ۔ بیا تے آہدن جو ذات تاں کاٹویں کوں وی پیاری ہے ۔ جٹ دے ڈیکھدیں اِی ڈیکھدیں کاٹویں ہکو واری حملہ کر ڈِتا ۔ ابھ اُن پہتے وار توں او اپنا ٹوکٹوڑ رتورت کرا تے وبڑا تھی گیا تے اپنی جان چھڑاون کیتے تابھج تے اپنے کوٹھے وچ ونج لکیا ۔ مار مساتیں ساہ پیتوس ۔ تے آکھن لگا ۔ اے نامراد نال میڈیاں اکھیں دی کڈھ گھنن ہا ۔ اجن او سنبھلیا وی نہ ہا جو کاٹویں اوندے باہر پئے ڈھانڈھیں کوں ٹھونگیں نال بوڑن شروع کرڈِتا ۔ گگدام رت دیاں چھٹیاں ولہنے پا کرن ۔ ڈھکڑ تے کلیق تے تڑپن لگ پئے ۔ جٹ دی زال تے پتر بھج تے ڈھانڈھے کھولن لگے پر ول تاں انہیں دی شامت آ گئی ۔ کاٹویں ڈھانڈھیں کوں چھوڑ تے بندیں کوں ٹک گھدا ۔ گھر وچ دھاڑ بڑ ٹنگ پئے گئی جٹ شودے کوں بئی کوئی وانہ سجھی تے گاہیں دا نگوں کاٹویں کوں ہتھ جوڑ تے آکھیس میں ہار رہا تے تساں کھٹیا ۔ خدا دا ناں منوا ساکوں ہن سیریں دا نقصان اَلاّ ۔ ایں پد جھیئے کاں کوں چھوڑ ڈیندا تے ایہہ وی وعدہ کریندا جو اگوں تے وی کڈاہیں اِنجھی حرکت نہ کریساں کاٹویں اوندی ایں منت مرہڑ تے نوڑت کوں من گھدا ۔ تے چپ کر تے نال دے ون تے بہہ تے تر تر ڈیکھن لگ پئے ۔ جٹ شودے کوٹھے وچوں نکل تے اوں پھڑکدے لٹوندے کان کوں کھول ڈِتا ۔ جیڑھا کھلدیں اِی اڈ تے سدھا اپنے بھرانویں وچ ونج رلیا ۔ تے دل سارے خوشی خوشیا ل اپنے اپنے آلہنیں ڈو اڈ گئے پر ہک بڈھڑا کاں وڑن توں لبھ ۔ تے اوندے کوٹھے تے آ تے بیٹھا رہیا ۔ جٹ اپنے پالیں کوں کٹرا کر تے گھا ڈھانڈھیں کوں پاون کیتے آکھیا ۔ پر پالیں پرواہ نہ کریندیں ہوئیں اوندی گالھ ان سنی کر چھوڑی ۔ تے اوندی زال وی منہ وٹائی تے ہک پاسے بیٹھی رہی اَک نک تھی تے اوں آکھیا جو اساں کنوں تاں ایہہ کاں وی چنگے تھئے ۔ جو تساں ہتے ڈٹھائی جو انہیں وچ آپت دا ایکا کیویں ہے؟ جو اساں وچ انہیں بے زبان پکھیئں جیہاں اتفاق ہووے ہا ۔ بیا تے بڈھڑے کاں ۔ جیڑھا اجن اوندے کوٹھے تے بیٹھا ہا آکھیا ۔ او ڈے انسانو! تہاڈے آپت دے پھیٹے نال ساڈی دل بدھائی ہے ۔ نتاں تاں اساں رل مل تے تہاڈے اتے حملہ کرن دی ہمت کیتی ہے ۔ ساڈے ہک ۔ بئے دی تکلیف دے احساس توں تساں کجھ تاں سبق گھنو ہا! ایندے وچ کوئی شک نہیں جو اساں ہتوسے تے بے ہتھیارے پکھی ہیسے تاں کھیں دی مٹھ ۔ پر ایکا تے آپت دا احساس ساکوں بچائی ودے جو ساکوں سوجھیں ترکیبیں ۔ تے ہتھیاریں والا حرکتی انسان وی نہیں مکا سگیا تساں ہنے ڈٹھے جیڑھا کجھ وی ساڈی مرضی ہئی اوا اساں زوریں نال ای تہاڈے اپنے ہتھوں منوا گھدی ہئی ۔ آپ کوں آپ کتوسے تھوڑا ۔ ہک بئے دا تھیوو گ دا رو ڑا

روزی روزگار

مرید حسین خان جتوئی

اکثر سنڑدے تے پڑھدے آیوں جو مال دولت نال بہوں پیار کرݨ چنگاں نہیں۔ بہوں حد تئیں ایہہ بالکل سچ ہے کیوں جو ایندا بے جا ورتݨ ڈھیر لوکیں کوں خوار کیتے۔ صرف ایندے پچھوں لگ تے ہلاک تھیوݨ یا ایندے حرص وچ گردان تھیوݨ برا ایمان دا گھاٹا ہے۔ پر ڈٖوجھے پاسے وی سوچݨا پوندے "پیٹ نہ پیاں روٹیاں سبھے گالھیں کھوٹیاں" تھیوں دین اسلام دے پنجے ارکان اوی روزی روزگار رقم! بناں تر سلّے نال پورے نی تھی سگدے۔ تے کوئی بندہ نی کہیں حق ہمسائے یا قابل امداد انسان دی مدد دے، بناں سنگت معاشرے وچ عزت نی پا سگدا۔ تے نہ ای اپݨے خالق کوں راضی کر سگدے۔ ایہہ وی سچ ہے جو رب کم لوڑھاں پوریاں کریندے ہن اوہ (قاضی الحاجات) ایندے بناں شہر یا ملک کہیں آتے دے کم آدن تے حکومت دے واجبات کتھوں پورے تھی سگدن۔؟ جے اساں سبھے ایں کنوں اصلوں کنی کرݨ پئے ڈٖیکھوں تاں ایہہ وی اسلام دے خلاف ہے۔ اساں ساریں امتیں وچوں ودھاٹے اشرف الامم ہیاں ای ہوں جے دین کنوں، دنیا کنوں نہ نکھیڑدوں۔ ساڈا فرض اے جو حلال روزی کیتے تݨ ضرور ماروں۔ خاص کر اجکل تاں ہک ڈٖہاڑ دی بیکاری نال نی لنگھ سگدی۔ او اگلا وقت ہا جو پورے شہر وچوں ہک کماندا ہا تے سبھے رل مل تے صبر شکر نال گزارہ کر گھندے ہن۔ ہݨ تاں لوڑھیں دے نال نال روزی دا مقابلہ وی بہوں ودھ گئے۔ جیں ذرہ وسالی کیتی۔ اوڈٖو ہاہیں جہانوں چھٹ تھیا۔ اوندے کیتے چھتا تے کھاپا جھوڑا بݨ گیا۔ بیروزگار پہلے گھٹے وچیندے۔ دل زمین دے اندر ٹکانہ دہی۔ کھا پی تے دھیوتا پوتا نوں پوت تھی کھڑدے۔ تے دل ڈٖانگ تے ٹھوکیا۔

بھراؤ! عزت دی گذران دی کیٹیں کوں لوڑھ لی؟ پر ایں بھرم کیتے اج دے دور وچ روزی دا تر لا کرݨ بہوں ضروری تھی گئے

"جیندے پلے نا ہے۔ اوندا کملا دی سیانہ ہے"

بیروزگاری توں بندہ مجبور تھی تے بے ایمان۔ بے عزت تے چورسی بݨ ویندے۔ فضول کمیں وچ پڑھیے کم چوری تے نشے کنوں نحوست چھیڑدی اے جیڑھی قوم کوں تباہ کریندی اے۔ میں انسان دوست بھراویں کوں اپیل کریندا ہاں جو اوں اپݨے ویڑھے پاڑے کنوں اصلاحی کم جلدی شروع کر ڈٖیون۔ کیوں جو قوم تے اج ڈٖاڈھا اوکھا وقت آ پئے۔ جینکوں محسوس نہ کرݨ قوم دشمنی یا خودکشی ہے۔ "اللہ مددے"

تقریر دا فن!

مرید حسین خان جتوئی

ہر دور وچ انسان دی ایہہ خواہش چلی آندی اے جو او اپنڑی سنگت (سوسائٹی) دے وچ عزت نال رہوے تے ایہہ حق ہر کہیں کوں ہے۔ پر ساڈے ڈھیر سارے بھینڑ بھرا اپنڑے خیال تے صرف گھٹلی دے خیال دا احساس کمتری) دے ڈر کنوں عمل نہ کرسکدے چنگا بھلا ہوونڑ دے باوجود آپ کوں ظاہر نی کر سگدے۔ میں ایں مضمون وچ آپ دی کوشش کریساں جو ایجھے بندے جیڑھے گندیں وچ نعل نکھے پن۔ او انہاں دے اندر چھپے جواہراں کوں ظاہر کر تے آپ دی چمکنڑ تے اپنی سنگت والی نال گنڈھن۔ میں تاں اتنی جرأت دی کریندا جو جیڑھا بندہ اپنے وسیب کوں کجھ ڈیندا یا گھندا نی اوندے جمنڑ دی کہیں لوڑ ہئی؟

گالھ مہاڑ کرنڑ یا تقریر انسان دی ہک ایجھی خاص خوبی ہے جیڑھی ساری مخلوق کنوں ایں کوں وڈھایا کر ڈکھیندی اے۔ سنگت یا معاشرے وچ اپنا مقام بناونڑ ہر کہیں دی چاہندا؟ ہے۔ ایہہ خواہش کہیں دی وی مرو ہچے تاں او اُپ کرا. مووا سمجھے۔ میڈا خیال اے جو کوئی دی آپ کوں جیندی جاگدی لاش نی سنڈا ونڑ چاہیندا کیوں جو آونڑ والے لوگ ساکوں چنگاں نہ سمجھسن۔ ایں کیتے ساکوں اپنڑی وقتی ذمہ داری دا احساس ضرور کرنا چاہیدا اے۔

آؤ ہنڑ غور کروں جو وڈی رکاوٹ والی گالھ کیڑھی ہے؟ جیڑھی ساکوں اگوں نہاں نی ودھیونڑ ڈیندی او ہے "گھبراونڑ" یا "ڈرنڑ"۔ جیندا تعلق ظاہری طاقت یا جسم نال ہرگز کائنی۔ ایہہ دل دی ہک خاص حالت دا نال ہے جیڑھی بندے کوں لہا یا چڑھا سگدی اے۔ سوچنا اے جو اساں ایں کوں کیویں قابو کر سگدے ہیں۔

جرأت تے اپنڑے آپ تے اعتماد

۱. قابلیت پیدا کرنڑ کوئی اوکھی منزل کائنی۔ سب توں وڈی گالھ اپنی خواہش ہے۔ ایہہ طلب سچے جذبے نال ہوسی۔ اساں اپنڑے حساب نال قابلیت پیدا کرنڑ وچ کامیاب تھی سگدے ہیں۔ جہاندرو قابل ہستی کوئی کوئی ہوندی اے تے ڈھیر لوک کوشش

مرن نال ای ددے نال والے بھی لڈرن -

۲۔ ڈھیر تجربے کارتاں جوں ڈھیر مجمع ہووے اوزیادہ کھلدن۔ اوکیا دیہہ ہے ؟ اہنیں دا ادراک آپے کھلدے کیوں جو اہنیں کوں خوشی تھیندی اے۔ جو ساکوں سنڑ ڈھیر لوک چاہندے ہن۔ اپنڑے آپ تے بھروسہ تے یقین پیدا تھیندے نے اپنی معقولیت تے دی اعتماد آ ویندے۔ ایں کیتے اہنیں دا دل ودھ جلدے

۳۔ ساکوں دل دیچوں اے گالھ ڈسیندا پوسی۔ جو اساں کیا تھی گئے ہیں۔؟ تاریخ کوں پھولوں تاں پہلے ہوں لوگ گنگلیں بایئں دا تگیں ہن۔ جو ہمیشہ ہر وقت اپنی کوشش نال یا ہمت کنوں وڈے مقرر تھی گئے ہن۔ پہلے ہر کہیں کوں ماندگی تھیندی ہئی۔ پر اپنڑے آپ تے اعتماد ودھ گیا تے کامیابی اہنیں دی بانہیں پکڑ گئی۔

ضروری گالھیں

ا۔ جڈاں وی اپنی کوشش شروع کرو تیڑھی تھاڈے اندروں ودھائے جذبے نال ہووے۔ اوندے تجربے دے جیڑھے فائدے نظر آون انہاں کوں نوٹ کر گھنو۔ خود نال جو اوندا فائدہ! معاشرے وچ مقام رسوخ یا افرادے ودھائے وچ تھئے یا کہیں وی طرح؟ جے تہاکوں وادھا محسوس تھیا تاں تہاڈی تراشیش وچ دی وادھا تھیسی۔

ب۔ تیاری وچ کامیابی تہیں پچھے تھوڑیں

(رہبری لئے معاون)

تہاکوں اوں موضوع دا پورا علم یا معلومات نہ ہوسن

ج۔ اپنڑے آپ تے اعتماد یا بھروسہ تاں ای پیدا تھیندے جو اپنڑے آپ کوں دلوں بہادر سمجھو۔

د۔ مشق، مشق تے ول مشق۔ کھنڈے تے اڑ سکھنڈڑ آدمی کوں دی تکھا یا لائق، فائق بنڑا ڈیندی اے۔ تھوڑے ڈینہاں بعد ڈر، خوف یا وسواس آپے دیندا رہ ویندے۔

تیاری

۱۔ اوں موضوع تے جنہیں کوں دی بولنڑ دی ضرورت ہوندی اے۔ ہیں سلگے۔ اپنڑے وسوں کئی نویں گالھ ای مقرر اپنڑے آپ کوں قابل توجہ بنڑا سگدے۔ ایں کیتے نواں انداز یا نویں دلیل جیڑھی جنہیں نہ سنڑائی ہووے۔ زیادہ کامیاب رہندی اے۔

۲۔ تیاری کرنڑ۔ کجھ گالھیں کر کا ... گھنڑ یا کئی فقریاں کوں ٹوٹے وانگوں ... ڈیکھیا ویندا۔ اوتاں اپنڑے ذاتی خیالیں یا اعتقاد ... دیکھ بھال تے گنڈ ... کوں اکھیندے۔ کہیں ہے دی گالھ، بات اپنڑے موہنوں کامیاب زیادہ نی رہندی۔

۳۔ جانڑ بجھ تے تقریر کوں سنگوڑنڑ اینویں ہے۔ جیویں کہیں تازے پھل کوں دھپ یا سیک تے سکا ڈتا ونجے۔ کھل تے آکھو۔ ہفتہ کھن اوندے اتے خود سوچو۔ چنگے چوکھے نامنل آدمیں نال اوں موضوع تے گالھ بات کرو۔ تے چنگیاں وی ڈیکھو۔ نہار ویلے وقت دھانونڑ یا ناشتے دے ویلے دی سوچیندے رہو۔ جیڑھے نقطے دل کوں وڑنڑ۔ نوٹ کر گھنو۔

بہوں مواد کٹھا کر گھنو تے اوندے مرچوں خاص خاص
گالھیں پلے بدھ گھنو ایہہ مال تہاڈی کامیابی دا
ضامن ہے۔ پر یقین تے خود اعتماد بہوں ضروری ہے
یاد رہے جو بے تکا ودھاون دی چنگانی تقریر دا
ربط یا گانڈھا ضروری ہے کیوں جو ایندے بناں
سنن والے گل دے پلے کجھ نی پوندا تے تقریر بے
مقصد تے بے اثر تھی ویندی اے۔ نفسیاتی سمجھ
مقرر دی ہمدردی دی ضروری اے۔ جیہڑی عوام یا وقت
دی لوڑھ نال ٹریندی اے۔

موضوع دیاں خاص گالھیں

۱۔ ضرورت یا لوڑھ ۔ ۲۔ حل کیتے دا پہلاں یا
نمونے ۳۔ انہیں تے عمل دی موثر اپیل ۔
اپنی ہمدردی دا یقین ڈیواون تے اپنے آپ کوں
دی انہیں جیہاں تکلیفاں وچ ثابت کرن نال
توجہ تے اعتماد حاصل کیتے ویندن ۔
اپنی دلیل دے فائدے ڈسا تے ای اپیل کارآمد
رہندی ہے ۔

مواد کوں ہضم کرن ای گالھے تے لکھیے مواد
کوں رٹن کجھ بیا ہے جیہڑا فائدہ نی ڈے سگدا۔
مشق کرن کیتے پہلے بہوں لوگ شیشے سامنے تقریراں
کریندے رہیے ۔ جے تساں دی پہلے آپ کے
محاسبہ کرن کیتے ایہہ مشق کردتا ل کیا
حرج ہے ۔

حافظہ :۔ یاد رکھسا یجھی خوبی ہے۔

جیرا وی تقریر وچ بہوں ضروری ہے۔ ربط یا گانڈھا
تے حاضر جوابی ایندے بناں مکمل نہیں تھی سگدے۔ اپنی
کیتے پڑھن یا مطالعات تے مشاہدہ ودھاون لازم ہے
جو ایندا علم بیاتی تیئں یاد رہندے۔ یاد کوں
قائم رکھن کیتے ولا ولا پڑھن تے ویر نال دل
پڑھن ضروری ہے۔ جے تقریر توں کجھ پہلو مواد
کوں ہک نظر ڈیکھ گھنن چنگی دی یادگیری ہے
گانڈھواں موضوع تے پے گنڈھیندا ویندے
جے تساں اپنے دماغ وچ بہا گھنو۔ کیا ---- ؟
کیوں تے کیویں۔ تاں مسئلہ آپے چل پوندے۔
جے اینوں ای بہل ڈیو۔ تاں وی۔ گھبراؤ نہ کتھا دی
شروع کر ڈیوو۔ آپے اگوں ہوش ٹکانے آتے
گنڈھیج ویسو۔

بعض ویلھے وقتی ناکامی راہ دا روڑہ بن ویندی
اے۔ ایہہ وقت امتحان دا ہوندے۔ "جیہڑا ڈھاندی
او سوار نی تھی سگدا۔" دھکا نہ لگے تاں کیویں
اکھیں کھلسن تے نردوں؟ مستقل مزاجی یا پکے
ارادے نال کوئی وی مشکل، مشکل نی رہ ویندی۔
ایہہ اوکھائی وقتی یا عارضی ہوندے۔ جیہڑا ایکوں،
حوصلے نال منہا گھنسی۔ اوہو ای تاریخ یا
سونہائی وچ مقام پا سگدے۔

"ہمت، جذبہ، تے یقین کامیابی
دی کنجیاں ہن۔"

اسلوب بیان کرن دا سوہنا۔ من [illegible]
[illegible] تے مٹھا انداز توجہ

کوں جھک گھندے ۔ تے مواد دی کمی کوں دی محسوس نہ تھیوݨ ڈیندا۔ گاٻھ گیمبڑ تے اصلوں نہ کرو بے دریغ کھل تے گاٻھیں کرو۔ آپݨے سُݨݨ والیں کوں تہاڈا ایہاں چھکیندا آسی۔ کہیں دی نقل کرݨ دی کوئی لوڑ ھنی ۔ تساں اپݨا انداز ضرور منوا سگدو! صرف سچے جذبے دی لوڑھ اے۔

تہاکوں تقریر دے وچ پہلے سچے ،جیویں جو ۔ ڈسے لفظیں دی ادائیگی دی اہمیت دا خیال یا احساس ضرور ہووݨا چاہیدا اے اے! الفاظ ڈاڈھا چونکا ڈیوݨ والے ھن۔ ایں سانگے اہیں کوں اکھیندیں ہوئیں کجھ وقفہ ڈیوݨ بہوں ضروری اے ۔تے کجھ اُچا دی ۔ تاں جو سُݨݨ والا سچے سوچے خیال اتھی گئے۔ تاں ولا تہاڈے خیال نال ٹُرݨ پے گئے تے تُسیں سر دِاں چل پوڈے۔

سٹیج تے شخصیت

جیویں جو کاروبار دے وچ کامیابی کیتے شخصیت دی اہمیت ہے۔ اونویں ای فن تقریر دے وچ دی بہوں ضروری ہے۔ آدمی کوں پرکشش تے اثر پاوݨ والا ہووݨ ضروری اے۔ سب کنوں اونداناڑہ ہووݨ بہوں ضروری اے۔ تقریر کرݨ توں پہلے ڈو ڈو ترے ترے سانس گھن تے مونہہ نہ کھاوݨے سٹیج تے آ تے آرام نال کھڑے یا بہہ کے بولݨ لگے۔ جیویں جو لباس خود تہاڈے اپݨے دل وچ ای چنگا ہووݨ تے چنگا اثر کریندا ہے۔ اونویں ای تہاڈے سُݨݨ والیں دے دلیں دے وچ لے (جھرکی کڈھاوݨ)!

دی تہاڈی عزت ودھیندے۔

جیہیں ویلھے تقریر کرݨ کیتے آؤ تاں خوش باشی نال کھڑو تاں جو سُݨݨ والیں کوں احساس تھیوے جو بولݨ والے صاحب ساکوں ملݨ دے بہوں مشتاق ھن۔ ایہو ولدا شوق اہیں دے دلیں دے وچ دی ابھرسی تہاڈا پہلا قدم ای تہاکوں عوام دے وچ قبولیت دا درجہ کرسگدے۔ جیندا اثر آخر تونڑیں رہندے۔ سٹیج تے آتے جائزہ گھنو جے لوک اگوں دے وچ بیٹھے ہوون۔ تاں مٹھی اپیل کرتے اہیں کوں پیک دے قریب کر گھنو۔ کیوں جو بکھرے ہووݨ دے وچ ، ہوٹنگ دی حرکت خواہ مخواہ تھی سگدی اے۔ تے ٹُرل ہووݨ دے وچ گھٹ تھیندی اے۔ مقرر دے پہراوے جسم تے سوہݨا ہووݨ ضروری اے کیوں جو سُݨݨ والیں دی توجہ تے نظر مقرر دے انداز تے ہوندی اے ۔ سٹیج تے ایہو جیہیں لوگ نہ ہووݨ جیڑھے ہر ویلے اُٹھݨ یا اُدن ، وݨجݨ کھڑے۔ کیوں جو سامعین دی توجہ ہٹ ویندی اے تے اوندا اثر مقرر تے پوندے۔ تقریر دا انداز جتنا سادہ تے عوامی ہوسی اتنا ای اثر زیادہ پوسی۔

مُنڈھ بدھݨ

١۔ کہیں تقریر کوں شروع کرݨ بہوں اہم تے اوکھا دی ہے پہلے سوچیا ہویا مُنڈھ بدھݨ چنگا رہندے۔

٢۔ جان سنجاݨ یا تعارف یا کٹھے تھیوݨ دی

عرض دی تھوڑی جیہیں وضاحت نال بیان کیتی ونجے۔

۳۔ قصے کہانی نال شروع کرݨ کوئی قابلیت نی۔ کیوں جو ہر بولݨ والے کوں قصے کوں اپݨے مطلب ڈو ڈھالݨ دا ملکہ نی ہوندا۔ البتہ بطور چٹکلا یا کھل ہاسے کہیں مناسب موقعے تے کامیابی نال نبھا سگو تاں بیشک ورتو۔ نہ تاں مطلب دی گالھ کریندے وقت پاسے کر ڈیو۔

۴۔ حیرانی پیدا کرݨ: انتظار تے طلب ودھاوݨ۔ سامعین دی اپݨی دلچسپی یا فائدے دی گالھ کرݨ۔ سامعین کوں کوئی اینجھی شئے ڈکھاوݨ جیڑھی انہیں اوں تائیں نہ ڈٹھی ہووے۔ کہیں اینجھے نال والے شخص دا فرمان یا قول پیش کرݨ جیڑھا ساریں کیتے قابل احترام ہووے۔ یا نویں تے انوکھے جرم دی گالھ سݨا تے مقرر سامعین دی توجہ کوں چھک گھن سگدے تاں ماشاءاللہ۔!!

خاتمہ

جتنا منڈھ بدھݨ اوکھا ہے اتنا ای استادی ختم کرݨ وچ ہے۔ تقریر دا آخری حصہ ساریں کوں یاد رہندے۔ جے او عقلمندی نال سوچیا ہویا پیغام ہووے۔ خلاصہ تے عمل دی پرخلوص اپیل۔ عوام دی توجہ دی تعریف۔ موقعہ مطابق کوئی دوہا یا شعر یا آیت نال ختم کیتا ونجے۔ پر یاد رکھو جو تقریر کوں عروج تے آن تے مکا ڈیوو۔

خدانخواستہ تساں کہیں حیلے دی کامیاب نہ ہووے پئے تھیندے۔ تے سامعین بور پئے تھیندن۔

ضد کرتے، اگوں تے ڈوڑھ تے نہ آپ پئے تھیوو، نہ سݨݨ والیں کوں بے مزہ کرو۔ ترقی تا کامی کوئی گالھ نی۔ ولا ونج تے بہہ ونجو۔!

وضاحت

کھول پاڑ تے بیان کرݨ اہم وی ہے تے مشکل وی۔

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری دی خطابت دی مشہوری دا راز ایہہ ہا جو او خوش بیان تُوں علاوہ نفسیاتی عقل وی رکھدے ہن۔ عوام دی نبض تے انہیں دا ہتھ ہوندا ہا۔ او آوݨ سیتی عوام دے چہرے توں جائزہ گھن تے انہیں دیاں مرضیاں تے لوڑھاں دی گالھ کرتے انہیں دی توجہ آپ دو چھک گھندے ہن۔ ول اپݨی گالھ وی انہیں دی سمجھ مطابق سݨا سمجھا گھندے ہن۔

کہیں نکتے کوں کھلیندے ہوئیں سادہ تے آسان زبان ورتو۔ جو ہر کہیں کوں تہاڈا مقصد سمجھ آ ونجے۔ تھوڑے وقت وچ بہوں گالھیں کرݨ ضروری نہیں۔ کیوں جو کجھ وی یاد نہیں رہندا۔ آخر وچ خاص خاص گالھیں کوں ولا دہرا ڈیوو تے بس۔

اپݨی دلچسپی

تساں ڈٹھا ہوسی جو جیڑھا کہیں دی جا ہی بے جا ہی تعریف کرے او نکوں او سوہݨا لگیندا ہے۔ آپے آکھدے تے جنہاں دی اولا ولیا رذی او ندے کند پچھوں دی گالھ تھیسی۔ او صاحب اوندا وکیل ثابت تھیسی ــ کیوں۔؟ جو اوں تاں

اوں آدمی کوں بر سرِ عام چنگا ہا تے اوندا حال ٹھاریا ہس ۔ ایں طرح مقبول تھیوݨ کیتے لوکیں دی دلچسپی دا وی خیال رکھݨا ضروری تھی گئے ۔

سنبھال

ڈینا بلیار کوں کیویں پرکھیندی اے ۔؟

لوکیں دے ذہناں وچ ایہہ سوال ہوندن : ـ

ا ۔ الف ۔ بلیار کیا کریندے ؟ ب ۔ بلیار دا رہݨ سہݨ کینجھا ہے ؟ ج ۔ آکھدا کیا ہے ؟ اوندے انداز توں وی اوندی لیاقت تے خلوص دا وی اندازہ لیندن ۔ کئی اینجھے وی ہن جیڑھے مقرر دی مادری زبان تے عبور ، لکھ پڑھ یا بولݨ توں وی اندازہ لا گھندن ۔

۲ ۔ بلیار دا طریقہ گفتگو ۔ اوندی سنگت ، صحبت دا عکس ہوندے یا اوندے مطالعے دا اثر ہوندے ایں کیتے صاحب علم تے عقل نال اٹھݨ بہݨ فائدہ ڈیندے تے چنگیاں کتاباں دی زبان کوں وگڑݨ نی ڈیندیاں ۔

۳ ۔ جیڑھی زبان وچ مقرر تقریر کریندا ہووے ۔ اوں تے عبور ہووݨ بہوں ضروری اے ۔ مثال ، ترکیباں ، استعارے ۔ تشبیہاں تے محاورے دی پرت سمجھدا ہووے ۔ نہ تاں تقریر کریندیں ہی اوندی قابلیت توں قلعی لہہ ویسی ۔

۴ ۔ ہر وار ہکو جیہیں لفظ یا جملے دہراوݨ دی عادت تقریر کوں بے ڈھنگا کر ڈیندن ۔ ایں کیتے مثال طور تساں "سوہݨے" دا لفظ ہک وار بلیندے تاں ، ڈوجھی واری "مݨ موہݨا" ولیں گھوٹھا استعمال کرو تے ایں طرح جملے دی ۔ !

خلاصہ ایہہ ہے جو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سب توں سوکھا تے کامیاب او بلیار رہندے جیڑھا سادہ تے سدھی زبان تے مسئلے دا اصلی رنگ ڈکھیندے ۔ جیکوں عوام بالکل آسانی نال قبول کر گھندن ، تے قدر وی اوندی تھیندی اے ۔

افسانے دا فن

پروفیسر سرفراز فاروقی صاحب ایم اے
سردار مرید حسین جتوئی خانپور

دسمبر ۷۲ء

قدرت نے اپنی وݙی کائنات وچ افسانے لکھݨ والے کیتے تھوں سارے موضوع کھنڈا ئے ھوئے ھن قدرت دیاں نشانیاں، سمندر، پہاڑ، روھی دے ٹیلے جھجنگل، تبیٹ تے انہاں دی تبکل وچ لُکی ہوئی زندگی دے ٹھکارے تے ݙسکیاں۔ انسانی زندگی دے نفسیاتی وِگاڑ۔ اے سارے ھک انسانے دے لکھندڑ کیتے تھوں لُجھ رکھدِن۔ تے ایہ چیزاں کڈاھیں پُرانیاں نہیں۔ ھا! انہاں کوں گولݨ والی نگاہ خود تھکی ہوئی تے پُرانی ہووے تاں تبئی گالھ ھے۔ نہ تاں موضوع تاں کڈاھیں وی پُرانا نہیں تھی سگدا۔ افسانہ لکھݨ توں پہلے جیڑھی چیز اوّلیت رکھدی ھے تے وݙی اہم ھے۔ او' ھے موضوع دی تلاش! ھوں دا پُرانا پݨ اِیں ھٹ سگدے جو سوچݨ والا دماغ گول پھول والا، چودھار ݙیکھݨ والا، تے دِید تکھی ہووے۔ دِل بے قرار ہووے تے ھک گُکتے تے رُک ونجݨ والا نہ ہووے۔ موضوع ھمیشہ ھتھ تبدھ تے آپو آپ نہیں کھڑدا۔ ھا۔ لڈاھیں کڈاھیں اِیں تھیندے جو لکھاری دُنیا توں اُنج تھی تے بیٹھا ہووے اُچاچیت ھوندے ذھن وِچ ھک چمک پیدا تھیندی ھے تے آپ ای تول پوندے جو "آھا! موضوع لبھ پئے" ھوندیاں اکھیں کھیں واقعے یا واردات توں متأثر تھی تے کوئی نواں نتیجہ کڈھ بھندِن۔ جیڑھا جو موضوع بݨ ویندے۔ پر موضوع تے مرکزی خیال کوں وݙی مُدت دِل دماغ وِچ پالݨاں پوندے۔ تاں وَنج تے او ھک افسانے دا رُوپ اختیار کریندے۔ اپݨے ذاتی جذبات تے قابو۔ اپنی طبیعت تے ضبط رکھ تے موضوع دی صحیح شکل بݨاوݨی پوندی اے۔ ایہ صبر فنی لحاظ نال بھوں اھم ھے۔ او لکھندڑ جیڑھا اپݨے موضوع کوں جمݨ یا پکݨ نہ ݙیوے چنگے افسانے تیار نہیں کر سگیدا۔

موضوع

جیریں جو میں پہلے لکھ آیاں جو موضوع دی گول پھول ای پہلا تے مُشکل مسئلہ ھے۔ جیڑھا لکھندڑ کوں پیش آندے۔ جے او کھُلی تے ھوش والی اکھ نہ رکھدا ہووے۔ ھر پاسے نگاہ نہ ہووِس تاں او چنگاں موضوع نہیں لبھ سگدا۔ ݙاڈھا زور او پُرانے انداز کوں ای وَرت سگدے۔ جیں توں ھوندا فن اُبھر نہیں سگدا۔ بعضے وقتی چیزاں تے وقتی واقعے وَرتے ویندِن، جیڑھے ھمیشہ رَھݨ والے نہیں ھوندے۔ جُوں جُوں وقت گذردے او افسانے پُرانے لگݨ پے ویندِن

بعضے لکھنڑ کھیں اینجھے نرالے تے نویں موضوع کوں گھن بہندِن۔ جیڑھا نواں تے عجیب تاں ھوندے پر لکھنڑ ڈھونڈے ھر پہلو توں باخبر نہیں ھوندا اجئیں وقت او لکھیا ویندے، تاں پڑھن والے کوں صرف خیالی یا قیاسی گالھیں توں زیادہ کجھ نہیں ملدا اِھیں سانگے لکھنڑ کوں اپنے موضوع دی پوری پوری واقفیت ھووݨی ضروری ھے۔ پوری سمجھ رکھدا ھووے۔ اوندی گھرائی یا باریکی کوں وی جاݨدا ھووے، جو موضوع تے پکڑ نہ ھووِس تاں لکھݨ وِچ او پلاٹ کوں وَدھا گھِنݨ اَنہ سگسی جے کوشش وی کریسی تاں او بَدلیا ھویا لگسی۔ جیڑھا گھر توں باھر نکل تے قدرتی نظارے نہ کر سگیا ھووے او منظر نگاری کیا کر سگدے۔

اَساں ھوݨکوں اَکھیں ڈیکھݨ (مشاہدہ) آھدوں جیڑھی سب توں وَدھ تے قیمتی شئے لکھاری دے پلّے ھے۔ مشاہدہ او ھے جو ھر ویلے کھُلی تے ھُشیار اَکھ کوں ای نصیب تھیندے۔ کھُلی اَکھ ای زندگی دے تخیّل تے فکر کوں لبھ سگدی اے۔ تے اوں تخیّل تے فکر وِچ پُراݨا پَن نہیں آندا۔ تے پڑھݨ والا نہیں بَسیندا۔ مشاہدہ ھمّت نروڑ تاں ھوندے۔ پر صبر تے حوصلہ ای چنگی تخلیق وِچ امدادی تھیندِن۔ کھیں دا قول ھے۔ "ادبی تخلیق اصل وِچ واقعات دے چُݨݨ توں اُنہاں کوں رَدّ کرن دا ڈُوجھا ناں ھے!" جے نئیں لکھنڑ کول تجربے تے مشاہدے تبھوں نہ ھوسِن۔ او ھوندے [illegible] اپنے کم دیاں چیزاں نہ چُݨ سگسی۔ مشاہدہ [illegible] افسانہ نگار دی ذھنی، فنّی جذباتی تے تعمیری قابلیت کوں قایم رکھ سگدے۔ مشاہدہ تے تجربے توں علاوہ جیڑھی چیز مواد کوں کٹھا کرݨ وِچ کم آسگدی ھے۔ او ھوندا اپنے تے کنٹرول تے مطالعہ ھے۔ ھوݨکوں چاھیدا ھے جو او اپنے جذبات، احساسات، جذبات، خیالات تے شعور دیاں اندرونی حالتاں دا مطالعہ رکھے، ھر تحریک تے ھر ارادے دے پچھوں کھیں نفسیاتی چیز کوں گھِلیندا رھے، جیندے نال ایہ کچائی پیدا تھی سگدی ھے، جو افسانہ نگار دی اپنی شخصیت صاف اُبھر آندی ھے پر اوندی روک کیتے ضروری ھے جو او ھیں عمل کوں ڈوجھیں دی ذات کیتے علم حاصل کرن دی پہلی پوڑی سمجھے۔ ایہ تجربے ساکوں کتاباں وِچوں ایہوں مِل سگدِن۔ پر اِتھاں ایہ مقصد نہیں جو اُنہاندی نقل شروع کر ڈیوے، یا پُراݨے تجربیاں کوں توڑ مروڑ تے پیش کر ڈیوے۔ ھتوں اُنہاں کوں پڑھݨ دے بعد اُنہاں کمزوریاں کوں کڈھݨ دی کوشش کرے، جیڑھیاں اُنہاں وِچ موجود ھِن۔ ایہ مطالعہ ای ھوندے جیڑھا لکھاری کوں تازہ رکھدے نویں گالھ کرݨ دی خواھش تے اُکسیندے۔ تے اوندا ذاتی محاسبہ انسانی فطرت دے گُنجھے راز کھُلیندے۔ تجربے برابر لکھنڑ دی ذھنی، اخلاقی تے جذباتی تے سماجی زندگی دا حصہ بݨدِن ویندے۔ تے اُنہاں گُندیئے ھوئے واقعیاں تے تجربیاں دیاں تصویراں بݨا تے اُنہاں کوں اپنی زندگی وِچ جیندا جاگدا تے نواں تازہ رکھݨا افسانہ نگار تے فرض ھے۔

موضوع دے بعد پلاٹ (نقشہ) آندے۔ پلاٹ تلاش کیتے ھوئے موضوع، تے مواد کوں فنّی ترتیب ڈیوݨ

داناں ہے۔ مناظر، کردار، اعمال تے مکالمیاں کوں پلاٹ آہدن۔ اِنہ پلاٹ زندگی دی سچی تصویر نہیں ہوندا ہوندے وِچ تھوڑی بہوں بناوٹ ضروری ہے جو ایہ نہ ہووے تاں اُتاں ہوونڑ کوں واقعہ نگاری آکھسوں۔ افسانہ نقہ آکھ سگدے۔ اِتھاں فنی مہارت دی وڈی لوڑ ہوندی ہے۔ جو اصل واقعہ نہ ہوندیں ہوئیں بیان کرن دا طریقہ اینجھا ہووے جو پڑھن والا ہوونڑ کوں اصلی تے حقیقی سمجھے۔ پلاٹ دی وڈی ضرورت حیرت یا رُکاوٹ پیدا کرن ہے۔ تاں جو پڑھن والا ہوندے وِچ دلچسپی گھٹن نہ پووے۔ جو اَگوں تے کیا تھیا؟ اِتھاں پڑھن والا لکھندڑ توں ہِک خاص ادبی رنگ، واقعہ نگاری دی خوبی تے کردار نگاری دی باریکی دی اُمید رکھندے۔ تے اِتھاہیں کہانی اپنڑے کمال تے پہونچ ویندی ہے۔ ڈوجھی چیز جیڑھی چنگے پلاٹ وِچ ضرور ہوونڑی چاہیدی اے۔ او ہے چڑھا (نقطہ عروج) اِیہو جیہیں حالات پیدا کرڈیوݨے چاہیدن جو قلم اپنڑے آپ منزل ڈوں وَدھدا ونجے۔ تے پڑھن والے کوں کہیں بناوت دا شک شبہ وی نہ پووے ــ وَلا لگاتار دا پلاٹ اثر والا تے جھکی کڈھاوݨ والا انجام آوندے۔ انجام یا خاتمے توں بے پرواہی سارے افسانے کوں بے اثر کر سگدی ہے۔

پلاٹ

پلاٹ کیتے کردار، واقعات تے ماحول ضروری چیزاں ہِن۔ افسانہ نگار کجھ جو نویں کردار گھن تے اُنہاں دی مصوری کریندے۔ جنہیں کیتے واقعات دے نال نال اُنہاں دا چڑھا دا (انتقار) ڈکھیندے۔ وَلا ہِک خاص فضا یا ماحول اُونکوں متاثر کریندے۔ ہیں ماحول کوں بیان کرن کیتے او کوئی موقعہ یا ہیں موقعے تے عمل کرن والا کردار بنڑیندے۔ تے انہاں چیزاں توں اُوں ماحول دا خاص اثر پیدا تھی ویندے۔ واقعات تے کردار ڈوہیں ہِک ٻئے تے خاص اثر پیندن۔ جیویں جیویں واقعہ وَدھدے اُوویں اُوویں کردار نویں انداز نال سامنڑے آندے ویندا۔ تے ہیں نویں انداز نال واقعہ آپوں آپ اَگوں تے وَدھدا ویندے آخر وِچ ڈوہیں ہِک تھی ویندن۔ یا وَت واقعے کوں ڈرامائی انداز وڈی تاثیر والا بنڑا ڈیندے۔ پلاٹ کیتے ہِکو جیہاں ہووݨ ضروری ہے۔ جینکوں فنی زبان وِچ "ہِکو جیہاں تاثر" آکھیا ویندے۔ افسانہ زندگی دے کہیں ہِک پہلو ڈوں توجہ گھندے تے افسانہ نگار ہوں پہلو یا مقصد تے جتنا زور ڈیسی او اُتنا ای پُر اثر تھیسی۔ مختلف گالھیں دا منطقی نتیجہ اُوھو ای ہووݨاں چاہیدا ہے۔ ہِک توں زیادہ مقاصد دی طرف توجہ کرن نال فنی بے ترتیبی پیدا تھی سگدی اے وَل اُوں مقصد کوں پیش کرن کیتے انداز، ادائیگی دی طرز اُوھو جیہیں ای ہوونڑی چاہیدی اے، نہ تاں ایہ فرق افسانے دے اثر تے گہرائی کوں تباہ کر سگدے!

چنگے پلاٹ دی خاص چیز اُوندی سادگی ہے۔ افسانہ مختصر صنف ہے۔ جیندے وِچ پیچیدگی پیدا نہیں کیتی ونج سگدی۔ پر سادگی دی سپاٹ تے بے معنی نہ تھی ونجے۔ ہیں سانگے سادہ انداز وِچ ہِک کڑی وِچ

ڈوجھی کڑی، ڈوجھی کڑی وِچ رَل تریجھی کڑی اینجھی اَنْ چیتی ملا ڈیوݨی چاہیدی اے۔ جو اے دل پھیر آپوں آپ ہِک ڈوجھے وِچ مِل ملاوَ بنْجن۔ ڈوجھی خصوصیت ایندا نَوّاں ہووَݨ ہے۔ کہیں پُرانْڑے موضوع کوں نوّیں انداز وِچ پیش کرݨ وی جِدّت ہے۔ پَر ایندا مطلب اے نہیں جو ہر پُرانْڑی چیز کوں نوّیں رنگ وِچ پیش کر ڈیوݨ دی جِدّت تصوّر کیتی وَنجے۔ ہتھوں ہر افسانہ نگار اپݨا انفرادی رنگ قائم رکھے۔ تاں ای چنگا ہے ـــــ تریجھی خصوصیت پلاٹ دی سچائی ہے۔ یعنی پڑھݨ والے کوں سارا کجھ سَچ لگّے۔ چوتھا نمبر دلچسپی دا ہے۔ جو پڑھݨ والا ہوندی ترتیب وِچ اینجھا رُجھ ونجے جو ہونکوں ہوش وی نہ رہے۔ آخر وِچ "نقطۂ عروج" ہے ـــ جینکوں میں پہلے بیان کر آیاں۔ چنگی کہانی او ہوندی ہے جیندا اَخیر سوہݨاں ہووے۔ اونویں تاں ابتدا وی ہِک مقام رکھدی ہے۔ افسانے دی ابتدا افسانوی فن دا ہِک خاص نکتہ ہے۔ تے وݙا اوکھا وی ہے۔ افسانہ نگار اپݨے سفر دے مُنْڈھ وِچ ای اپݨے قدم پوری طرح جما گھِنّے تاں بعد وِچ سفر خاصا سوکھا تھی ویندے ہِک چنگاں افسانہ نگار اپݨی ابتدا توں غافل نہیں رہندا۔ ہتھوں قاری دے ذہن کوں پوری طرح اپݨے قابو وِچ رکھدے۔ اینجھی مُنْڈھ و نمھیا بلا ہیندا ہے جو پڑھݨ والے دی خواہش اگوں تے وَدھ چلدی ہے۔ ہیں خواہش کوں مکمّل، شدید تے پُر تاثیر بنا گھِندس تاں ابہ ابتدا کامیاب ہے۔ جئیں قاری کوں پڑھݨ تے مجبور کر ڈِتّا۔

مختلف افسانہ نگار اپݨی اپݨی وکھری ابتدا نال شروع کریندن۔ جے انداز انوکھا تے وکھرا ہے تاں پڑھݨ والا اُنہاں کرداراں کوں چاݨ یا سمجھݨ کیتے بے تاب تھی ویندے کئی دفعہ آوݨ والے واقعے کیتے فضا ابتدا وِچ ای تیار کر گھِدی ویندی ہے، تے ݙیکھݨ والا ہوں ماحول دے عجیب عجیب رنگاں وِچ پھٹا ڈیندے۔ تے اوں خاص چیز دی گول پھول وِچ بے قرار تھی ویندے۔ جیڑھی اُونکوں اگوں تے ملسی یا وَت کوئی پھڑکندی تے بھڑکدی خبر سُݨاتے افسانہ نگار قاری کوں اپݨے نال لا تے ٹُر چلدے شاندار تے پُر اثر ابتدا سعادت حسن منٹو تے کرشن چندر توں مِلدی اے۔ او پڑھݨ والے دے دِماغ کوں جگا تے اوندے دِل وِچ گُتکایاں پچیندے ہوئیں افسانہ پڑھݨ تے تیار کر گھِندن۔

شروع تے اَخیر

جیویں جو ابتدا افسانے دی پہلی پوڑی ہے۔ اونویں ای ہوندا خاتمہ آخری تے اہم کڑی ہے۔ خاتمہ افسانے دی رنگا رنگ منزلاں دا منطقی انجام ہووݨاں چاہیدا ہے۔ جیڑھی طرح او مُنڈھ توں قاری دے ذہن تے اثر پا گھِندے۔ بعد وِچ مختلف منزلاں وِچوں گُذریندا ہویا ہونکوں خاتمے ݙوں گھِن چلدے، تاں ضروری تھی ویندے جو قاری دے سامݨے ہِک گنڈھ ہیا ہویا انجام پیش کرے۔ لکھندڑ جے اینویں نہیں کر سگیا! تاں او اپݨے مطلب وِچ کامیاب نہ رہیا۔ خاتمہ چنگا ہویا! تاں او افسانے کوں سوہݨاں نباہ گیا جو پڑھݨ والے دے ذہن تے خوشی دا سبب بݨ ویندے۔ جیڑھی ہر چنگی کتاب

ڈوجھی کڑی، ڈوجھی کڑی وِچ ہر تیجھی کڑی اینجھی اُن چتی
سلا ڈیوݨی چاہیدی اے۔ جو اے دل پھیر آپوں آپ
ہک ڈوجھے وِچ مِل ملاوَ ہووݨ۔ ڈوجھی خصوصیت ایندا
نوّاں ہووݨ ہے۔ کہیں پُراݨے موضوع کوں نوّیں انداز
وِچ پیش کرݨ وی جدّت ہے۔ پَر ایندا مطلب اے نہیں
جو ہر پُراݨی چیز کوں نوّیں رنگ وِچ پیش کر ڈیوݨ
وی جدّت تصوّر کیتی ونجے۔ ہتھوں ہر افسانہ نگار اپݨا
انفرادی رنگ قائم رکھے۔ تاں ای چنگا ہے ___ تریجھی
خصوصیت پلاٹ دی سچائی ہے۔ یعنی پڑھݨ والے کوں
سارا کجھ سچ لگے۔ چوتھا نمبر دلچسپی دا ہے۔ جو پڑھݨ والا
ہوندی ترتیب وِچ اینجھا رُجھ ونجے جو ہونکوں؛
ہوش وی نہ رہے۔ آخر وِچ "نقطۂ عروج" ہے ___
جینکوں میں پہلے بیان کر آیاں۔ چنگی کہاݨی او ہوندی
ہے جیندا اخیر سوہݨاں ہووے۔ اُو نویں تاں ابتدا
وی ہک مقام رکھدی ہے افسانے دی ابتدا ر افسانوی
فن دا ہک خاص نکتہ ہے۔ تے وَڈا اوکھا وی ہے۔ افسانہ
نگار اپݨے سفر دے مُنڈھ وِچ ای اپݨے قدم پُوری
طرح جما گھنّے تاں بعد وِچ سفر خاصا سوکھا تھی ویندے
ہِک چنگاں افسانہ نگار اپݨی ابتدا ر توں غافل نہیں
رہندا۔ ہتھوں قاری دے ذہن کوں پُوری طرح
اپݨے قابو وِچ رکھدے۔ اینجھی مُنڈھ ونجھیدا ہے، بدھیندا
جو پڑھݨ والے دی خواہش اگوں تے ودھ جُلدی ہے۔
ہیں خواہش کوں مکمل شدید تے پُر تاثیر بنا گھندس
تاں ابھ ابتدا کامیاب ہے۔ جتیں قاری کوں پڑھݨ
تے مجبور کر ڈیتا۔

مختلف افسانہ نگار اپݨی اپݨی وکھری ابتدا ر نال شروع
کریندن۔ جے انداز اُنوکھا تے وکھرا ہے تاں پڑھݨ والا
اُنہاں کرداراں کوں جاݨݨ یا سمجھݨ کیتے بے تاب تھی ویندے
کئی دفعہ آوݨ والے واقعے کیتے فضا ابتدا ر وِچ ای تیار
کر گھدی ویندی ہے، تے ڈیکھݨ والا ہوں ماحول دے
عجیب عجیب رنگاں وِچ پَٹّا ڈیندے۔ تے اُوں خاص
چیز دی گول پھول وِچ بے قرار تھی ویندے۔ جیڑھی اُونکوں
اگوں تے مِلسی یا وَت کوئی پھڑکدی تے بھڑکدی خبر
سُݨا تے افسانہ نگار قاری کوں اپݨے نال لا تے ٹُر جُلدے
شاندار تے پُر اثر ابتدا ہ سعادت حسن منٹو، تے کرشن چندر
توں مِلدی اے۔ او پڑھݨ والے دے دِماغ کوں جگا تے
اُوندے دل وِچ کُتکایاں بچیندے ہوئیں افسانہ پڑھݨ
تے تیار کر گھندن۔

شروع تے اخیر

جیویں جو ابتدا افسانے دی پہلی پوڑی ہے۔
اُو نویں ای ہوندا خاتمہ آخری تے اہم کڑی ہے۔ خاتمہ
افسانے دی رنگا رنگ منزلاں دا منطقی انجام ہووݨاں
چاہیدا ہے۔ جیڑھی طرح او مُنڈھ توں قاری دے
ذہن تے اثر پا گھندے۔ بعد وِچ مختلف منزلاں وِچوں
گذار ریندا ہویا ہونکوں خاتمے تئیں گھن جُلدے، تاں
ضروری تھی ویندے جو قاری دے سامݨے ہِک گنڈھ ہیا
ہویا انجام پیش کرے۔ لکھندڑ جے اینویں نہیں کر سگیا
تاں او اپݨے مطلب وِچ کامیاب نہ رہیا۔ خاتمہ چنگا ہویا
تاں او افسانے کوں سوہݨاں بنا گیا جو پڑھݨ والے دے
ذہن تے خوشی دا سبب بݨ ویندے۔ جیڑھی ہر چنگی کتاب

تخلیق، دا خاصا ہے۔

افسانے کیتے موضوع، مواد، پلاٹ، ابتداء، خاتمہ تے نقطۂ عروج نہایت ضروری ہوندے ہن۔ پر انہاں کوں استعمال کرݨ کیتے ساکوں جنہاں دا محتاج تھیوݨاں پوندے او کردار تے انہاں دی سیرت کشی ہے۔ بلکہ بعضیاں تاں کردار کوں ای ساریاں توں زیادہ اہم سمجھیندے۔ مثال دے طور تے جیمز نے لکھیے "کہیں ہک کردار دی زندگی دے سب توں اہم موقعے کوں ڈرامائی انداز وچ مختصر جیہیاں پیش کرݨ کوں افسانہ آکھیندن"۔ ناول وچ اساں کہیں کردار دی زندگی دے مختلف پاسیاں تے بحث کر سگدے ہیں، پر مختصر افسانے وچ ایہ نہیں ہوندا! ڈرامائی انداز ہیں ساکوں پتا ڈیندے جو حالات زیادہ پُر اثر تھی سگن۔ سب توں پہلے کردار دی تھوڑی جیہیں جاݨ سُنجاݨ کرا ڈتی ویندی اے۔ اوندے بعد مکالمے اونکوں سنبھال گھندن یا آوݨ والے واقعات انہاں خاص گالھیں کوں جیڑھیاں تعارف وچ پیش کیتیاں ونجݨ، کوں ابھار ڈیندے رہندن۔ جے تئیں افسانہ نگار ہوں کردار دی زبانی یا اوندے کم کار نال اپنے تعارف دی تصدیق کرویندا رہندے جو اینویں نہیں کر سگیا، تاں کردار نگاری کچی رہ گئی او کوئی خاص کردار نگار نہیں۔

کردار عام طور تے ڈوں قسم دے ہوندن۔ ہک سپاٹ (سدھا سنواں) تے ڈوجھے کوں گول آکھیا ویندے۔ ہک کردار شروع توں لاتے اخیر توڑیں ہکو جیہاں رہندے۔ ایہ سپاٹ (چپٹا) کردار ہے۔ جیندا تعارف افسانہ نگار کرا ڈیندا ہا۔ وقت دا اُتار چڑھا۔ زمانے دی سختی تے نرمی ایں کردار تے کوئی خاص اثر نہیں پا سگیاں۔ ایہو ای سدھا سنواں (سپاٹ) کردار ہے، جے ایتھاں افسانہ نگار لٹ گیا تے معمولی جیہیں عمل ایں کردار دے کم کار یا خیالاں وچ ہک وڈی تبدیلی پیدا کر ڈیندی ہے تاں ایہ کردار نگاری چنگی نہ تھئی!

افسانہ نگار اپݨی کاریگری نال اوں شئے کوں بدل سگدے، پر جے او وڈا احتیاط تے ہشیار افسانہ نگار ہووے تاں! ۔ معمولی افسانہ نگار ہک چپٹے کردار کوں تھولا بدل تے ڈوجھی کہیں حالت وچ پیش کریندیں ڈاڈھا گندلا کر ڈیسی۔ ڈوجھا کردار بغیر کہیں خوبی یا پختگی دے ساڈے سامݨے آندا ہے۔ بعد وچ آوݨ والے واقعے تے حالات ہولے ہولے اوندے اُتے اپݨا عکس پیندے رہندن۔ تے خاتمے تئیں پُجدیں توڑیں او کردار پورا تھی ویندے تاں ایہ کردار گول ہے۔ ابتدائی کیتے تعارف وچ افسانہ نگار کہیں خاص گالھ دا ذکر وی نہیں کریندا تے نہ ای ایندی کہیں خاص عادت کوں ظاہر کریندے۔ ہتھوں ارتقار دے نال نال ایہ آپوں آپ پورا تھیندا ویندا۔ ایتھاں دی افسانہ نگار کیتے وڈی آزمائش دی جا ہے۔ جو واقعے تے حال حوال دا اثر منطقی طریقے نال کردار دے ذہن تے ہے۔ یا اوندا اپݨا کم منطقی طرح تھیندا اپے یا نہ۔ جے اینویں کرݨ وچ افسانہ نگار کامیاب ہے تاں کردار دے نقش بݨاوݨ دا فن اوندے تابع ہے۔ نہ تاں اوندا افسانہ محض ایں کیتے قبول نہ کیتا ویسی جو اوندی کردار نگاری ڈھلی ہے۔ کردار نگاری وچ

بتول چال وَڈی شے ھے۔ بعضے افسانہ نگار اپنے آپ کوں اپنے افسانے توں جُدا نہیں رکھ سگدے تے اپنے خیالاں کوں اِیں کچے کردار تے بھَل تے مڑھ ڈیندِن، تے کردار دی اصلی شکل کوں وَنجا تے رکھ ڈیندِن۔ مکالمہ جتھاں ھووݨ تاں چاہیدا ھے۔ کردار دی ظاھری حالت وانگوں ھووے ـــ کردار جاہل ھے۔ وَستی دا واسی ھے۔ اَن پڑھ ھے۔ پَر افسانہ نگار پڑھیا ھوئے، تے جے جاھل یا دیہاتی کردار شکسپیئر یا پریم چند وانگوں عالمانہ تقریراں کرے، اِیں توں ظاھر تھیندے جو افسانہ نگار چاھݨ تے اپنے علم دا رُعب جماوݨ چاھندے، دیہاتی کوں ھَل، پھالا، ڈھانڈھا، ڈھور، بھوئیں، سبزیاں دیاں سوچاں تے اُکھڑیاں اُکھڑیاں گالھیں سوھݨیاں لگِن قرۃ العین حیدر ھوراں اپنے ناول "آگ کا دریا" وِچ اپنی شخصیت کوں تبھوں کچی طرح مڑھیے۔ پَر مکالمے (بول چال) ڈاڈھے سوھݨے تے مُناسب ھِن۔ مِسریں (برھمن زادیاں) دا علم پُراݨاں تے مَنّی منائی گالھ ھے۔ موقع محل دے نال نال مکالمے نکے نکے ھوون تاں افسانہ بہوں زوردار تھی ویندے۔ یعنی کردار ڈرامائی انداز وِچ سوچ سمجھ تے گالھ کریندا ھے۔ تقریر کرݨ افسانوی کردار کیتے وَڈی بھیڑی گالھ ھے۔ کیوں جو اِیں توں افسانے کوں وَدھارا مِلݨ دی جانے ھتھوں گھٹ نپ تھی ویندی ھے۔ تے افسانے دا اپنا مقام وی ختم تھی ویندے۔ افسانے کیتے اے چند گالھیں اُم سمجھیاں ویندِن۔ پر ایہ ھر کہیں کیتے ضروری نہیں۔ ھِک انقلابی فن کار اپنے فن دا مقام اَپݨ بݨا گھندے۔ اُوندے ذھن وِچ کئی نوّیاں

گالھیں ھوندِن۔ جے فنّی مہارت ھووس تاں خود اعتمادی نال اپنے انداز تے اسلوب تے حاوی رھندے۔ اِنہاں قاعدیاں، یا پابندیاں دی پرواہ نہ کریندیں ھوئیں وی او ھِک وڈا افسانہ نگار بݨ سگدے!

مترجم دا عرض

قارئین بھراؤ! سرائیکی ادب ھݨ ڈوجھے دور یعنی نثر وِچ داخل تھی چکے۔ علمی ارتقاء تے وقت دی ضرورت کوں محسوس کرتے مَیں اے ھِک نکی جیہی کوشش کیتی ھے تے عالم فاضل بھِراواں کوں میڈی درخواست ھے، جو ترجمہ تجربیاں کوں ٹھپ تے نہ رکھ ڈیوِن۔ ھتھوں او قوم کوں پیش کر تے سُرخرو تھیوِن۔ نہ تاں یاد رکھن جو جنجیل پوٹھیاں حکیاں وانگوں اُنہاں دا ناں گھنݨ والا وی کوئی نہ ھوسی۔ خاصکر جیڑھے حضرات "علم عروض" تے مہارت رکھدے ھووِن "سرائیکی ادب" دے صفحے اُنہاں دے نگارشات واسطے مخصوص ھِن ـــ سرائیکی نثر نگارو! شاباش۔ خدا تُہاڈے قلم کوں برکت ڈیوے، قوم دے علمی ادبی خزانے وِچ تبھوں کجھ جمع کراؤ۔ آوݨ والی نسل لیئوں اُنہاں دی اَگوں منزل کیتے تُہاڈے پورھیے تے امداد دی وَڈی لوڑ ھے!

۲۸ ستمبر ۱۹۸۵ء قومی اخبار جنگ لاہور
۷ ستمبر ۱۹۸۵ء کو مذاکرہ بمقام ملتان

سرائیکی صوبہ تحریک
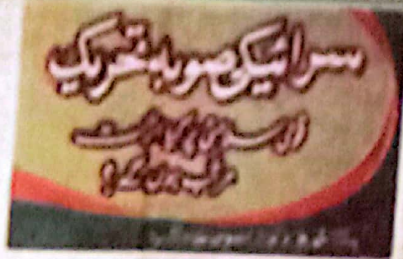
ساکوں نیل پوا بھاویں ہتھکڑیاں بھاویں سُولی تے ساکوں نوڈے ڈے
توں بدھ تے نال زنجیراں دے ساکوں پتھریں نال چُھٹیندا رہ
او اندھی نگری دا راجہ توں آپنڑے سارے شوق مِٹا
پر کے تونڑیں
استحصالی ٹولہ